مَجْمُوْعَةُ اَجْوِبَةِ اَسْئِلَةِ الْبَرِيَّةِ مِنْ (حَلْقَةِ مَسَائِلِ شَرْعِيَّةِ)

مسائل شرعیہ کی جانب سے مخلوق کے سوالات کے جوابات کا مجموعہ

مرتب

ناشرین: منتظمین مسائل شرعیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

۱۹۲/فتویٰ ا/رسالہ کا مجموعہ

فتاویٰ مسائل شرعیہ

جلد پنجم

مرتب

خلیفۂ حضور ارشد ملت و خلیفۂ حضور منظور ملت

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام : فتاویٰ مسائل شرعیہ (پنجم)

مرتب : خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

تصحیح : حضرت علامہ و مولانا ساجد علی صاحب قبلہ

: حضرت علامہ و مولانا قاری عبید اللہ صاحب قبلہ

: حضرت علامہ و مولانا عبد الوکیل صاحب قبلہ

نظر ثانی : خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ

: خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ و مولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب قبلہ

حسب فرمائش : ممبران مسائل شرعیہ گروپ

سیٹنگ : (تاج محمد قادری واحدی)9984820639

پروف ریڈنگ : اراکین مسائل شرعیہ گروپ

سنہ اشاعت : سنہ ۱۴۴۵ھ بمطابق سنہ ۲۰۲۴ء

صفحات : ٣٩٩ (تین سو ننانوے)

فتاوی مسائل شرعیہ	مسائل شرعیہ بلوگر
ہندی فتوی	بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں

(اجمالی فہرست)

پڑھنے کے لئے فہرست پر کلک کریں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(نظم درشان حلقۂ مسائل شرعیہ)

ہے ”مسائل شرعیہ“ انعامِ خداوندی
سرکار کی جانب سے پیغامِ خداوندی
بتلائے گئے اہلِ حاجت کے سوالوں پر
منجانب علماء ہیں احکامِ خداوندی
ہو سارے محبین حلقہ پہ شہِ بطحا
اس خدمتِ دینی پر اکرامِ خداوندی
ہو بانیٔ حلقہ پر بارانِ کرم دائم
اور جملہ مصدق ہوں در کامِ خداوندی
ہر منتظمِ حلقہ خدمت کا صلہ پائے
لکھ ”شمس“ حزیں مقطع از نامِ خداوندی

از: سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(شرف انتساب)

میں اس کتاب کو اس بابرکت کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں محنتوں، شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت میں اس لائق ہوا یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ **سید محمد خلیق اشرف** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

اور

ساتھ ہی ساتھ اس عظیم شخصیت کے نام جن کے فیوض و برکات نے مسائل شرعیہ کو عروج بخشا، جن کی محنتوں نے محبین کو ہنرمند بنادیا، جن کی محبتوں نے خلق عظیم کا سبق سکھایا یعنی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ مفتی سید **شمس الحق برکاتی مصباحی** صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

سگ بارگاہ اولاد رسول

محمد وسیم فیضی

(ہدیہ تشکر)

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

(وصال ۱۵۰ھ)

(مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۴۰ھ)

فقیہ اعظم، صدر الشریعہ، علامہ، امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۶۷)

تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند، علامہ محمد مصطفی رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال ۱۴۰۲ھ)

شیخ المشائخ، صوفی، الشاہ، محمد یار علی لقد رضی المولیٰ عنہ المعروف بہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۸۷ھ)

رئیس المتکلمین علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری، رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۴۱۲ھ)

مصنف کتب کثیرہ، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۴۲۲ھ)

محی السنۃ، تاج الاصفیاء، خطیب البراہین، علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری محدث بستوی علیہ الرحمۃ

(وصال ۱۴۳۴)

حضور تاج الشریعہ، مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ

(وصال ۱۴۴۰ھ)

گر قبول افتد زہے عزو شرف

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(خراج عقیدت)

(۱) سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہا، سید الاصفیاء، رئیس الاتقیاء، سلطان المناظرین، غیظ المنافقین والمرتدین، نائب قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور صدر الشریعہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ **مفتی محمد ضیاء المصطفی صاحب قبلہ قادری** متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ و فیوضاتہ وبرکاتہ بانی وسربراہ اعلی الجامعۃ الامجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(۲) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت شہزادہ وخلیفہ حضور طاہر ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ **سید سہیل میاں واحدی** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(۳) شہزادہ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج **غلام عبدالقادر** صاحب **قبلہ علوی** سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(۴) پروفیسر حضرت **سید شاہ محمد امین میاں برکاتی** دام ظلہ النورانی سجادہ نشین،، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

(۵) پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتیٔ مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ **مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی** مدظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدرالعلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

(٦) پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفہ خلفائے اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا **محمد ارشد سبحانی اویسی** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(برائے ایصال ثواب)

۱	نور محمد رضوی گائیڈیہ	۲۳	ملک امان بھیونڈی ممبئی
۲	حسن محمد مشاہدی گائیڈیہ	۲۴	نظام الدین سریا بازار
۳	محمد عثمان حسن پور حیدر آباد	۲۵	محمد ابراہیم کے جملہ مرحومین
۴	عائشہ بیگم قطار پورا ترولہ	۲۶	عبد الغفار نبی ڈیہ مہدیہ موڑ
۵	الحاج عبد المصطفی بیجاپور کرناٹک	۲۷	رمضان علی میاں تاری
۶	شجاعت علی بیجاپور کرناٹک	۲۸	محمد حسین اشرفی پونہ
۷	محمد وزیر خان نالاسوپارہ ممبئی	۲۹	مومنہ خاتون
۸	زین العابدین مہراج گنج	۳۰	مہر النساء
۹	جلال الدین نظامی پرساقطب	۳۱	نصر اللہ خان
۱۰	ناظمہ بیگم ڈفلڈ ہوادولت پور گرنٹ	۳۲	غوثیہ بانوں
۱۱	ناظمہ خاتون مجری بازار گورکھپور	۳۳	ساجد خان
۱۲	سلمہ خاتون	۳۴	سعید النساء
۱۳	محمد ہارون رامپوروہ ایم پی	۳۵	عاشرون بانوں
۱۴	آل حسن ڈفلڈ یہوادولت پور گرنٹ	۳۶	شاکرہ بانوں
۱۵	ہاجرہ خاتون املیاا ترولہ	۳۷	آمنہ بانوں
۱۶	محمد بشیر ڈفلڈ یہوادولت پور گرنٹ	۳۸	یعقوب خان
۱۷	ہاجرہ بیگم // // //	۳۹	عبد الستار خان
۱۸	محمد الیاس سدھارتھ نگر	۴۰	ممتاز خان
۱۹	سحر النساء مقام راما پور	۴۱	محمد یوسف پڑری سری گنج
۲۰	مولانا محمد یونس صاحب	۴۲	والدہ محمد مجیم صاحب پڑری سری گنج
۲۱	حبیب النساء والدہ رجب علی	۴۳	والدہ شیر علی گائیڈیہ
۲۲	جمنی خاتون	۴۴	امت محمدیہ کے جملہ مرحومین

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(اسمائے اراکین)

(صدر اعلیٰ)

حضرت، علامہ، مولانا، الشاہ مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی، مصباحی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا، تحصیل تلشی پور ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(سرپرست)

حضرت، مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

(نائب سرپرست)

حضرت، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ
تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور

(بانی گروپ)

حضرت، حافظ وقاری، حکیم صبغت اللہ فیضی، نظامی، صاحب قبلہ بھالوکونی پوسٹ شنکرپور ضلع سدھارتھ نگر

(ایڈیٹر)

حضرت، علامہ، مولانا، صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (الہند)

(ناظم اعلیٰ)

مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھارنز د پیپربازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

(نگراں)

مولانا محمد وسیم فیضی صاحب قبلہ مقام ڈفلد یہوا ضلع گونڈہ بلرام پور یوپی (الہند)

(نائب نگراں)

حافظ وقاری محمد ابرار القادری صاحب قبلہ مقام گوکلا بزرگ پوسٹ سعد اللہ نگر تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی

اراکین سے رابطہ کرنے کے لئے سرخ رنگ پر کلک کریں

(اسمائے ممبران)

(۱)مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدنا پور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی (الہند)

(۲)مولانا قاری عبیداللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف یوپی

(۳)مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیاگڑھ ضلع گونڈہ یوپی (الہند)

(۴)مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار

(۵)مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ

(۶)مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ بلرام پور

(۷)حافظ وقاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل وضلع سنبھل مرادآباد یوپی الہند

(۸)مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈا ابزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی

(۹)مولانا محمد رجب علی قادری فیضی صاحب قبلہ مقام گدی پور پوسٹ اٹئی رامپور تحصیل اترولہ بلرامپور یوپی

(۱۰)مولانا عبیدالرضا قادری صاحب قبلہ مقام بھوانیاپور پوسٹ اسکا بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی

(۱۱)مولانا محمد انوارالدین برکاتی صاحب قبلہ مقام تکیہ نور علی پوسٹ بانک بازار تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی

(اسمائے مجیبین)

(۱) خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء، حضرت علامہ، مولانا، الحاج، الشاہ، مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ استاد دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی الہند (۲ رفتویٰ)

(۲) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۸۳ فتوی)

(۳) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی الہند (۱۲)

(۴) خلیفۂ حضور تاج ملت، حضرت مولانا محمد اسامہ صاحب قبلہ پاکستان کراچی (۱۵ رفتوی)

(۵) خلیفۂ حضور ابراہیم ملت مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار (۱۳ رفتویٰ)

(۶) حضرت مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ بریلی شریف (۱۱)

(۷) حضرت مولانا محمد افسر خاں سعدی صاحب قبلہ مقام سرکار گڑھ تحصیل گولا ضلع لکھیم پور کھیری یوپی الہند (۱۱ رفتوی)

(۸) خلیفۂ حضور ارشد ملت، وخلیفۂ حضور منظور ملت، حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھار نزد پیپرباز ار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۶ رفتوی)

(۹) حضرت مولانا کریم اللہ صاحب خادم التدریس دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی ساکن علاء الدین پور گلر ہوا ضلع گونڈہ یوپی الہند (۵ رفتوی)

(۱۰) حضرت مولانا محمد جواد القادری صاحب قبلہ مقام روسا پوسٹ کھمارہ ضلع لکھیم پور کھیری یوپی (۵ رفتوی)

(۱۱) حضرت مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ یوپی الہند (۴ رفتوی)

(۱۲) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ وایہ بہادر گنج کشن گنج بہار (۴ رفتویٰ)

(۱۳) حضرت مولانا عبد الوکیل صاحب قبلہ استاد الجامعۃ الصدیقیہ سوجا شریف باڑمیر راجستھان (۳ رفتویٰ)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(۱۴) حضرت مولانا سفیر الحق صاحب قبلہ استاد دار العلوم غریب نواز مرزا غالب روڈ الہ آباد یو پی (۳ر فتویٰ)

(۱۵) حضرت مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یو پی (۳ر فتوی)

(۱۶) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلواپور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی (۲ر فتوی)

(۱۷) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، غلام محمد صدیقی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلوا پور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی (الہند) (۳ر فتوی)

(۱۸) حضرت مولانا اختر رضا سعدی صاحب قبلہ (۲ر فتوی)

(۱۹) حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شنکر پور تھانہ بھوانی گنج ضلع سدھارتھ نگر یو پی الہند (۲ر فتوی)

(۲۰) حضرت مولانا ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری صاحب قبلہ خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر (۲ر فتوی)

(۲۱) مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدنا پور تحصیل و ضلع شاہجہان پور یو پی الہند (۱ر فتوی)

(۲۲) حضرت قاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل و ضلع سنبھل مراد آباد یو پی الہند (۱ر فتوی)

(۲۳) حضرت مولانا محمد فرقان رضا برکاتی صاحب قبلہ گائیڈیہ پوسٹ چمرو پورا اترولہ بلرام پور یو پی (۱ر فتوی)

(۲۴) مولانا محمد وسیم صاحب قبلہ مقام ڈفلد یہوا تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی الہند (۱ر فتوی)

(۲۳) حضرت مولانا محمد چاند رضا اسمٰعیلی صاحب قبلہ دلانگی پوسٹ بنگرا کلاں، تھانہ برنی، ضلع گریڈی صوبہ جھارکھنڈ الہند (۱ر فتوی)

(۲۵) حضرت مولانا محمد رضا صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ حنفیہ رضویہ جے نگر ضلع روتہٹ نیپال (۱ر فتوی)

(۲۶) حضرت مولانا مسجد رضا صاحب قبلہ پورنیہ بہار (۱ر فتوی)

(۲۷) حضرت مولانا مطہر حسین سعدی صاحب قبلہ استاد مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار الہند (۱ر فتوی)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(اسمائے مصدقین)

(۱)

حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنابرگدہا، تحصیل، تلشی پور، ضلع بلرامپور یوپی وقاضی شرع اسٹیٹ گووا

(۲)

حضرت علامہ م، مولانا، مفتی، محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(۳)

حضرت مولانا، تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

(۴)

حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ
رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(۵)

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اسامہ صاحب قبلہ پاکستان

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(عرض ناشر)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دور حاضر میں جہاں لوگ شوشل میڈیا سے جڑ کر خرافات کو فروغ رہے ہیں گناہ بے لذت میں مبتلا ہو رہے ہیں وہیں ہمارے گروپ کے معزز و محترم علمائے کرام و مفتیان عظام نے اپنا قیمتی وقت شوشل میڈیا پر دیگر عوام اہل سنت کی رہنمائی کی ہے۔عوام اہلسنت کے استفسار پر جو جوابات دئے گئے تھے انہیں جوابات کو ا یکجا کر کے محب گرام مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ نے ترتیب دی ہے جو جلد پنجم کے نام سے آپ کے زیر نظر ہے۔

جو عمدہ انداز میں ترتیب دیا گیا ہے،ساتھ ہی ساتھ ہر فتاوی کی ابتداء نئے صفحات سے کی گئی ہے تا کہ قارئین کو پڑھنے اور مسائل تلاشنے میں آسانی ہو۔

بارہا پروف ریڈنگ تصحیح و نظر ثانی کے بعد مسائل شرعیہ کی جانب سے نشر کیا جا رہا ہے امید ہے کہ قارئین کتاب ھذا سے کما حقہ فائدہ اٹھا کر اراکین کو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

شکر گزار ہوں جملہ مصدقین مجیبین اراکین اور مرتب کا جنھوں نے رات و دن کی محنتوں کو یکجا کر کے ہمیں جلد پنجم عطا کیا۔مولی تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک کے صدقے و طفیل میں جملہ مصدقین،مجیبین اور اراکین کے علم،عمر،اور رزق میں برکت عطا فرمائے۔آمین

حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی

بانی مسائل شرعیہ گروپ

(نگاہ اولین)

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین
وعلی الہ الطیبین واصحابہ المطھرین اجمعین

امابعد!

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کروڑوں احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناکارہ سے یہ کام لیا اس سے قبل مسائل شرعیہ کی چار جلدیں بشکل پی ڈی ایف منظر عام پر آچکی ہیں جلد اول مکمل کتاب العائد پر مشتمل ہے جلد دوم اور سوم کتاب الصلوۃ پر اور جلد چہارم کتاب الجنائز پر ہے۔

زیر نظر فتاوی یعنی جلد پنجم میں زکوۃ، عشر، صدقہ فطر، روزہ، روزہ کی نیت، روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے، سحری وافطار، معذور کے روزے، اعتکاف اور حج وعمرہ کا بیان ہے۔

زکوۃ کا حقیقی اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کا دل دنیا کی حرص وہوا سے پاک ہوجائے اور صاحب تقویٰ ہوجائے نیز یہ کہ اس کا بچا ہوا مال پاک ستھرا ہوجائے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى. الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰى" اور بہت جلد اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔ جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ (کنزالایمان، سورہ واللیل ۹۲/ آیت نمبر ۱۷/ ۱۸)

(2) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا " اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔ (کنزالایمان سورہ توبہ ۹/ آیت نمبر ۱۰۳)

زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے تیسرا اہم رکن ہے، جس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اس کا لغوی معنی پاکیزہ کرنا یا پروان چڑھانا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد غریبوں کی مدد، معاشرتی فلاح وبہبود میں صاحب ثروت لوگوں کا حصہ ملانا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ

الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ-فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ-وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ " زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان، سورہ توبہ ۹/آیت نمبر ۶۰)

پاکیزگی سے مراد اللہ تعالٰی نے ہمارے مال و دولت میں جو حق مقرر کیا ہے اس کو خلوص دل اور رضامندی سے ادا کیا جائے۔ نشو ونما سے مراد حق داروں پر مال خرچ کرنا اپنی دولت کو بڑھانا ہے، جس سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ دینی اصطلاح میں زکواۃ ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی پرسینٹ نکالنا فرض ہے۔ اور اسے نادار، غریب، یتیم اور مستحقین کو ادا کیا جائے۔ قرآن کے کئی مقامات پر زکوۃ دینے کا حکم وارد ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ-وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ-اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ" اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (سورہ بقرہ ۲/آیت ۱۱۰)

زکوۃ غربت کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ خیال رہے کہ اگر سارے امیر لوگ زکواۃ دیں تو غربت ہمیشہ کے لیے دفن ہو جاتی ہے۔ اسلام کے اس زریں اصول سے ہر مسلمان فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر افسوس کہ اس زمانہ میں جو زکوۃ کے مستحق ہیں وہ اس سے محروم ہیں مدرسہ اور خانقاہوں میں زکوۃ صرف ہو رہا ہے جبکہ زکوۃ کے مستحق غریب مسکین ہیں لہذا اہل ثروت کو چاہئے کہ مدرسہ و خانقاہوں کے ساتھ غریبوں یتیموں کا خاص خیال رکھیں اگر دس ہزار زکوۃ نکالنا ہو تو پانچ ہزار مدرسہ کے لئے رکھیں اور پانچ ہزار غریبوں میں تقسیم کر دیں تاکہ زکوۃ نکالنے کا مقصد فوت نہ ہو اور ہمارے غریب بھائیوں کی غربت دور ہو سکے۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

نیز یہ بھی یاد رہے کہ اسی مدرسہ یا خانقاہ میں زکوۃ صرف کریں جہاں اس کی اشد ضرورت ہو، اشد ضرورت کے بغیر مال زکوۃ کو مسجد، مدرسہ، یا خانقاہ میں صرف کرنا ناجائز وحرام ہے اگر چہ حیلہ شرعی کر کے صرف کیا جائے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے "ھی مایتوصل به الی مقصود بطریق خفی۔ وھی عند العلماء علی اقسام بحسب الحامل علیھا۔ فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات فھی حرام" حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا، اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کے کئی اقسام ہیں اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرام ہے" (فتح الباری، شرح صحیح بخاری، ج:۱۲، ص:۴۰۴)

زکوۃ فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(1) مسلمان ہونا، کافر پر زکوۃ فرض نہیں۔ (2) بالغ ہونا، نابالغ پر زکوۃ فرض نہیں۔ (3) عاقل ہونا، بوہرے (مجنون) پر زکوۃ فرض نہیں جبکہ اسی حال میں سال گزر جائے اور کبھی کبھی اسے افاقہ ہو جاتا ہے تو فرض ہے۔ (4) آزاد ہونا، غلام پر زکوۃ نہیں اگر چہ اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔ (5) مال بقدرِ نصاب اس کی ملکیت میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ فرض نہیں۔ (6) پورے طور پر اس کا مالک ہونا، یعنی اس پر قبضہ بھی ہو۔ (7) نصاب کا دین (قرض) سے فارغ (بچا ہوا) ہونا۔ (8) نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا۔ (9) مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا، خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔ (10) نصاب پر ایک سال کامل کا گزر جانا۔ (عامۂ کتب فقہ)

جب یہ شرطیں پائی جائیں تو مال کا ڈھائی فیصد رقم نکالنا یعنی زکوۃ دینا فرض ہو جاتا ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ دینے پر وعیدیں موجود ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے "وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ-سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ-وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-وَ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اللہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ" اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔ (کنزالایمان، سورہ آل عمران ۳/ آیت نمبر ۱۸۰)

ہر مالک نصاب کو چاہیئے کہ زکوۃ فرض ہونے کے بعد اپنے مال کا ڈھائی فیصد مستحقین تک پہونچا دیا کریں خاص کر قریبی رشتہ دار پڑوسی جو اس کے مستحق ہیں اگر چہ ماہ رمضان میں دینا زیادہ ثواب ہے مگر ضرورت مند کو ضرورت کے وقت دینا زیادہ بہتر ہے ثواب دینے والا اللہ ہے اور وہ علیم خبیر ہے لہذا رمضان کا انتظار نہ کریں اگر کسی کو رمضان سے قبل ضرورت پیش آجائے تو اسی وقت اس کی مدد کریں یونہی صدقہ فطر کو عید سے قبل دے دیا کریں تا کہ ہمارا بھائی اس رقم سے کچھ ضروری چیزیں خرید سکے اور صدقہ فطر کا مقصد بھی حل ہو جائے حدیث شریف میں ہے "وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، رواه أبو داود" حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے روزوں کی بیہودہ باتوں اور لغو کلام سے پاک کرنے کے لئے نیز مساکین کو کھلانے کے لئے صدقہ فطر لازم قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۸۱۳/ باب: صدقہ فطر کا وجوب کیوں؟)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ" فطر واجب کرنے میں دو حکمتیں ہیں، ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی، اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلا وجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ، غیبت وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں، رب تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کر دیگا کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسرے مساکین کی روزیوں کا انتظام۔ (مراۃ المناجیح جلد سوم باب صدقۃ الفطر الفصل الثانی)

لہذا عید کا انتظار نہ کرکے رمضان ہی میں صدقہ فطر ادا کر دیں تا کہ جسے دیں وہ اپنی اولادوں

اور گھر والوں کے لئے کچھ انتظام کر سکے۔

زیر نظر فتاوی مسائل شرعیہ جلد پنجم کو فقیر نے کئی ابواب پر ترتیب دیا ہے تا کہ قارئین کو پڑھنے اور مسائل کو اخذ کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں، اور کم وقتوں میں اپنے مطلوبہ مسائل کو تلاش کر سکیں۔

پانچوں جلدوں کا لنک صفحہ نمبر 3 پر درج ہے اس پر کلک کر کے باب در باب پڑھ سکتے ہیں نیز بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں یہ بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ صفحہ کے آخر میں کچھ کتب فتاوی، حکایت، رسائل، کا لنک موجود ہے اس پر بھی کلک کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

فتاوی کو منظر عام پر لانے سے قبل حتی الامکان غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی تصحیح میں ہمارے اراکین ومجیبین نے مدد کی ہے پھر بھی بتقضائے بشری کہیں کوئی کمی نظر آئے تو مطلع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ صفحہ نمبر 10 / پر اراکین کے اسماء ہیں ان پر کلک کر کے رابطہ کر سکتے ہیں۔

فقیر مصدقین مجیبین واراکین مسائل شرعیہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہے کہ جملہ حضرات نے میرا مکمل ساتھ دیا تصدیق وتصحیح میں فقیر کے معاون رہے جس کی وجہ سے جلد پنجم کو منظر عام پر لانے میں آسانی ہوئی۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ سب کو شاد وآباد رکھے بالخصوص قاری معراج صاب کو جو بچے کو اسپتال میں رکھنے کے باوجود ہمارے معاون رہے مولی تعالی ان سب کے علم وعمر، رزق وعمل میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آفت وبلیات آسمانی وارضی سے محفوظ وماموں رکھے، جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے، ظالموں کے ظلم سے حاسدوں کی حسد سے شیطان کی شرارتوں کی اجنہ کی حرکتوں سے محفوظ فرمائے خاتمہ ایمان پر فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین بجاہ نبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

دعا گو

فقیر تاج محمد قادری واحدی

۲۵ / جمادی الآخر ۱۴۴۵ھ ۸ / جنوری ۲۰۲۴ء

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تقریظ)

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا فرقان رضا برکاتی صاحب قبلہ خطیب وامام
وساکن گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس دور پرفتن میں جہاں لوگ صرف اور صرف اپنے مفاد کے لئے محنت ومشقت کرتے نظر آتے ہیں کہ انہیں کامیابی مل جائے اور گھر بیٹھے سارے مسائل حل ہوجائیں تو وہیں پر علمائے کرام ہمیشہ یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ دین کی تبلیغ اور نشرواشاعت کیسے کیا جائے۔ چونکہ یہ شوشل میڈیا کا زمانہ ہے اس لئے زیادہ تر لوگ لائبریری اور دارالافتاء کا رخ نہ کرکے موبائل سے ہی اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج شوشل میڈیا پر فرقہائے باطلہ کے سیکڑوں ویب سائٹ چلتے ہیں اور وہ اپنے مسلک کا پرچار کرتے ہیں اور لوگوں کو صحیح مسئلہ بتانے کے بجائے انہیں گمراہ کررہے ہیں۔ لہذا شوشل میڈیا انٹرنیٹ کے ذریعہ فرقہائے باطلہ کارد کرنے اور لوگوں تک صحیح مسائل پہونچانے کے لئے ایک ایسے ویب سائٹ کی ضرورت تھی جس سے لوگ صحیح مسائل سے آگاہ ہوں اور شریعت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرعمل پیرا ہوسکیں اس لئے چند سال پہلے محب گرامی حضرت مولانا وسیم صاحب فیضی نے بنام مسائل شرعیہ واٹشاپ گروپ تشکیل دی اور چند مفتیان کرام کو جوڑ کر ایک جماعت تیار کی اور لوگوں کو صحیح مسائل سے آگاہ کرنا شروع کیا اور حضرت مولانا صہیب رضا رزمی صاحب نے تصدیق شدہ فتاوی کو انٹرنیٹ پر اپلوڈ کرنا شرع کردیا پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں یہ مسائل شرعیہ گروپ اتنا کامیاب ہوگیا کہ اس کی دھمک ملک اور بیرون ملک میں سنائی دینے لگی اور برادر اکبر مولانا تاج محمد واحدی صاحب نے فتاوی کو ترتیب دے کر پی ڈی ایف کی شکل میں کتاب تیار کرنا شروع کردیا الحمد للہ اب تک چار

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جلدیں پی ڈی ایف کی شکل میں لوگوں کے پاس پہونچ چکی ہیں اور ثم الحمد للہ پاکستان سے دستی کتاب شائع بھی ہو چکی ہیں اور اب پانچویں جلد پی ڈی ایف کی شکل میں تیار ہو رہی ہے امید ہے جلد ہی منظر عام پر آجائے گی میں نے پوری کتاب کا مطالعہ کیا الحمد للہ خوب سے خوب تر پایا اس کتاب میں مجھے ایک انفرادی خصوصیت نظر آئی کہ دور حاضر کے لحاظ سے بعض جدید قسم کے سوالوں کے جواب موجود ہیں جس کو مسائل شرعیہ گروپ کے علماء کرام نے احادیث وفقہی جزئیات سے واضح فرمادیا ہے امید ہے کہ یہ کتاب منظر عام پر آنے کے بعد بے حد مقبول ہوگی۔

اخیر میں دعا ہے کہ مولی تعالیٰ فتاوی مسائل شرعیہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور تمام منتظمین و محبین ومصدقین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام علمائے کرام کے علم وعمل میں عمر میں رزق میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

دعاگو

محمد فرقان برکاتی امجدی

(تقریظ جلیل)

عالم نبیل فاضل جلیل حضرت مولانا محمد وکیل صدیقی نقشبندی پھلودی راجستھان (الھند)

استاد الجامعۃ الصدیقیہ سوجا شریف باڑمیر راجستھان

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ﷺ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ ﷺ

اما بعد! دین کی باتیں سیکھنے اور سکھانے کے لیے سوال وجواب کا سلسلہ نہایت ہی مفید اور پسندیدہ سلسلہ ہے، یہ روایت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پاک سے جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ جب تک دنیا میں اسلام اور مسلمان باقی رہیں گے، یہ روایت جاری رہے گی۔ علمائے اسلام کی بے شمار کتابیں اس پاکیزہ روایت کی یادگار ہیں مثلاً فتاوی رضویہ، فتاوی فیض الرسول، فتاوی فقیہ ملت، فتاوی امجدیہ، فتاوی مصطفویہ، فتاوی شارح بخاری، فتاوی بحر العلوم، فتاویٰ جامعہ اشرفیہ وغیرہ۔ اور پیشِ نظر مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ بھی اسی روایت کو جاری رکھنے کی ایک کاوش ہے، خدا کرے یہ کوشش شریعت طاہرہ کی صحیح ترجمانی کا بہتر نمونہ ہو۔ یہ خبر سن کر قلبی مسرت حاصل ہوئی کہ اردو زبان میں عام فہم اور سلیس وآسان زبان میں ایک اور قیمتی سرمایہ" **فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد پنجم**" کا اضافہ ہو چکا ہے فتاویٰ مسائل شرعیہ بھی ان شاء اللہ بہت جلد مراحل طباعت وغیرہ سے گزر کر حصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی۔

فتاویٰ مسائل شرعیہ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے جدید مسائل کے مدلل جوابات پر مشتمل ہے۔ جو مقتدر طبقہ کے علماء کرام کی نگرانی میں اہل سنت والجماعت کا مشہور واٹس ایپ گروپ بنام" مسائل شرعیہ" جس میں ملک و بیرون ملک سے سوالات کئے جاتے ہیں اور مجیبین مسائل شرعیہ اپنا قیمتی وقت نکال کر نہایت جدوجہد کے ساتھ

مدلل جوابات دیتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ بہار شریعت اور فتاوی رضویہ نے مفتی کا کام بہت سہل کر دیا ہے لیکن اتنی سہولت کے باوجود فتویٰ نویسی کی دشواری اپنی جگہ قائم ہے۔فقہائے کرام نے اپنی خداداد فراست و زیرکی اور بصیرت و ذہانت سے ہزاروں کلیات اور لاکھوں جزئیات اپنے صحائف میں تحریر فرمادیئے ہیں مگر انقلابی دور کے نئے نئے مسائل اور مسائل کی نئی نئی شکلیں ایسی رونما و نمودار ہوجاتی ہیں کہ ذہین سے ذہین آدمی کو کلیات سے یا جزئیات سے حکم نکالنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

زیر نظر کتاب ” فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد پنجم“ بھی دیگر کتب فتاویٰ کی طرح ایک منفرد اور لاجواب فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔جسے علماء کرام کی ٹیم نے مفتیانِ عظام کے زیر نگرانی بڑی محنتوں سے فتاویٰ لکھے اور حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بہت کاوشوں کے ساتھ نہایت ہی انوکھے انداز میں ترتیب دیا۔یہ کئی جلدوں پر مشتمل ہے جن میں چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور یہ آپ کی نظروں کے سامنے جلد پنجم جس میں مغلق اور ژولیدہ مسائل کو نہایت آسانی سے چند جملوں میں اس طور پر پیش کیا گیا ہے کہ مسئلہ منقح ہو کر سامنے آگیا،اس جلد کے بعض مضامین جو فقیر نے بغور عمیق نظر سے پڑھے وہ نکات آفرین اور نہایت عمدہ و تحقیقی ہیں اور مسلک حنفی کی معتبر کتب کی عبارات سے مزین ہیں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ سپردِ قرطاس کئے گئے ہیں،امید ہے کہ باقی جوابات بھی انہیں کا پرتو ہونگے اور ان میں بھی تحقیق و تدقیق میں کوئی کوتاہی و فروگذاشت نہیں کی گئی ہوگی اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس دور کے بعض الجھے ہوئے مسائل پوری تفصیل سے لکھ دئے گئے ہیں۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ جن حضرات نے بھی اس علمی سرمائے کو منظر عام پر لانے کی کسی طرح کا کوئی حصہ لیا ہے وہ ہمارے اور سبھی قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں،میں سب سے واقف تو نہیں،مگر رب کریم کے یہاں اچھی نیت

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اور نیک عمل کا صلہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ ضرور ملتا ہے۔ وہ علیم وخبیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل سب کو عموماً اور مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب دام ظلہ کو خصوصاً اپنے بے کراں فضل و انعام سے نوازے۔ اور اس بڑے کام کی جلد از جلد تکمیل کے لیے پردہ غیب سے بہتر اسباب مہیا فرمائے۔ وما ذلك علیه بعزیز

محمد وکیل صدیقی نقشبندی پھلودی راجستھان (الھند)

خادم الجامعۃ الصدیقیہ سوجا شریف باڑمیر راجستھان

۲۱ / رجب المرجب ۱۴۴۵ھ۔ ۲ فروری ۲۰۲۴ء بروز جمعہ

(تقریظ جمیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت و حضور منظور ملت، و مفکر ملت، حضرت علامہ، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ خطیب و امام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المتطھرین

زیر نظر کتاب فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد پنجم دور حاضر کے فقہ و فتاویٰ میں ایک نایاب اور مستند کتاب ہے۔فتاویٰ مسائل شرعیہ کی چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور یہ پانچویں جلد ہے۔فتاویٰ مسائل شرعیہ کی مقبولیت اہل علم پر مخفی نہیں، دور حاضر میں سلیس اردو زبان میں دلائل و براہین سے مزین بہت ہی ضخیم اور منفرد فقہ و فتاویٰ کا حسین مجموعہ ہے،فقہ و فتاویٰ کی بہت سی کتابیں دستیاب ہیں لیکن جدید مجموعی فتاوی میں فتاویٰ مسائل شرعیہ کو جو انفرادی خصوصیت حاصل ہے وہ خفی نہیں۔

فتاویٰ مسائل شرعیہ مختلف علماء کرام کے فتاوٰں کا ایک مجموعہ ہے جسے فاضل بے بدل حضرت مولانا تاج محمّد واحدی صاحب قبلہ نے بہت ہی عمدہ اور دلکش انداز میں ترتیب دیا ہے۔

انداز ترتیب اس قدر دلکش ہے کہ کسی بھی مسائل کو تلاش کرنے میں ہر گز ہر گز دشواری نہ ہو ہر باب کو الگ الگ بیان کرنے کے ساتھ ہر باب میں ہر پہلو کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے مثلاً روزہ کا ایک مستقل بیان ہے لیکن اس میں مختلف پہلو ہیں جیسے روزہ کی فرضیت، روزہ نہ رکھنے والے پر حکم شرع ،روزہ کی نیت، روزہ نہ رکھنے کے عذر، روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا حکم وغیرہ وغیرہ ایسے ہی زکوٰۃ و فطرہ عشر اور دیگر احکام کو بہت ہی جدا انداز میں زیور ترتیب سے آراستہ کیا ہے یقیناً یہ انداز ترتیب بہت ہی منفرد ہے۔

فتاویٰ مسائل شرعیہ کے تمام فتاوٰں پر خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ دلائل قوی سے قوی تر ہوں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

تصحیح وتصدیق میں مکمل طور پر اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے کہ دلائل قدیم اور مستند کتب فقہ سے ہی اخذ کیا گیا ہو۔

الحمدللہ فتاویٰ مسائل شرعیہ ہند و بیرون ہند جہاں لوگ اُردو پڑھتے اور سمجھتے ہیں کافی مقبول ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی ماضی قریب میں شبیر برادرز پاکستان سے دستی میں چاروں جلدیں شائع ہوئی ہیں اور امید قوی ہے کہ باقی چار جلدوں کی طرح پانچویں جلد بھی مقبول ہوگی۔

مسائل شرعیہ گروپ کے منتظمین کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ آج مسائل شرعیہ گروپ کی مقبولیت ہر سو ہے اور مسائل شرعیہ ویب سائٹ پر اپلوڈ شدہ مسائل سوشل میڈیا کے ذریعہ احباب اہلسنت کی رہنمائی کرتے ہوئے نظر آتے اور علم دوست احباب کے لئے پانچ جلدوں پر مشتمل مجموعہ فتاویٰ یقیناً فتاویٰ مسائل شرعیہ احباب اہلسنت کے لئے ایک عظیم اور نایاب تحفہ ہے۔

سوشل میڈیا پر یا دور حاضر میں کتابی شکل میں دیکھا جائے تو آج جہاں لوگ بدمذہبوں کے بیان کردہ غلط مسائل میں الجھے ہوئے نظر آتے تھے اور کچھ تو اسی دلدل میں پھنسے ہوئے لیکن الحمدللہ فتاویٰ مسائل شرعیہ اور مسائل شرعیہ ویب سائٹ اور مسائل شرعیہ گروپ کے ذریعہ منتظمین مسائل شرعیہ نے احباب اہلسنت تک صحیح اور درست مسائل پہنچانے کا کام کیا ہے رب تعالیٰ کے فضل اور مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آج مسائل شرعیہ ایک روشن پلیٹ فارم ہے۔

مسائل شرعیہ کی چمک آج ہم پر پوشیدہ نہیں سوشل میڈیا پر غلط مسائل سے احباب اہلسنت کو بچاتے ہوئے صحیح مسائل کی روشنی سے احباب کے تخیلات کو اتنا روشن اور چمکدار کردیا ہے کہ اس کی کرنیں مختلف ممالک میں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ اب یوں کہنا بھی درست ہوگا کہ صحیح مسائل بیانی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی کرنے والا سوشل میڈیا پر عوام اہلسنت کی امیدوں کی مرکز کا نام مسائل شرعیہ ہے۔

آج ہماری قوم کے حالات اس قدر ابتر سے ابتر اور ناگفتہ بہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اس

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ علم دین سے واقفیت کم یا نہ کے برابر ہے لوگوں کا رجحان فقط علوم عصریہ تک محدود ہے ایسے وقت میں بہت ضروری ہے کہ عوام اہلسنت کو علوم دینیہ کی طرف مائل کیا جائے تاکہ قوم میں ایک انقلاب آجائے صحیح اور غلط کی تمیز ہو جائے جائز ناجائز سے واقفیت ہو جائے مسائل ضروریہ کا صحیح علم ہو جائے علوم عصریہ جتنا ضروری ہے دنیاوی زندگی کے لئے اس سے کہیں زیادہ اہم ہے علوم دینیہ بندگی کے لئے اسی اہم وجوہات کے پیش نظر منتظمین مسائل شرعیہ نے ہر طرح سے اپنی وسعت کے مطابق شرعی مسائل کو لوگوں تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھایا اب آپ تمامی احباب اس درد کو سمجھیں خود بھی شریعت کے مسائل کو سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں اور آپ کے درمیان فتاویٰ مسائل شرعیہ بہت ہی آسان انداز میں موجود ہے اسے خوب خوب عام کریں تاکہ ہر اردو خواندہ اس سے استفادہ کرے۔ امید قوی ہے کہ احباب اہلسنت اس کتاب سے بھرپور فائدہ حاصل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام وخواص کے لئے نفع بخش بنائے اور تمام محبین مصدقین منتظمین کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کا جذبہ عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ اجمعین

فقط

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی ارشدی غفرلہ

(کلماتِ خیر)

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا الشاہ، مفتی، **سید شمس الحق برکاتی مصباحی** صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ صدر اعلیٰ مسائل شرعیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ علی اعطائہ لنا الفرصۃ لھذہ الخدمۃ و نصلی و نسلم علی حبیبہ الذی وارثنا بعلومہ و حکمہ لفقہ الدین القویم و افہام الاحکام الشریعۃ الغراء، و علی جمیع آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد! فتاویٰ مسائل شرعیہ کی پانچویں جلد بشکل پی ڈی ایف فقیر کے مطالعے کو میسر ہوئی! اس جلد میں زکوٰۃ روزہ سے حج تک کے احکام کا بیان سوال اور حل سوال کے تحت مندرج ہیں! مسائل شرعیہ کے مؤقر مجیبین نے بڑی محنت و عرق ریزی سے جوابی حل مستند حوالوں سے مزین کئے ہیں جنہیں گروپ مسائل شرعیہ کے مصدقین نے بڑی ذمہ داری سے جانچا پرکھا اور خامیوں کی اصلاح کے بعد جب معتبر و مدلل پایا پھر اپنی تصدیقات کی مہر ثبت فرمائی! اور پھر مسائل شرعیہ ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا! اس عمل میں بندۂ حقیر و پر تقصیر بھی شامل رہا ہے بلکہ جب تک باریک مسائل میں فقیر مطمئن نہیں ہوگیا ہے! تب تک اسے فارورڈ کرنے نہیں دیا ہے! میں ہیچ مداں کچھ نہیں ہوں مگر احباب نے حسنِ ظن سے مربی و سرپرست نہ جانے کیا کیا سمجھ اور بنا رکھا ہے! اللہ کریم مجھے ان حضرات کے حسنِ ظن کا مصداق بنادے! آمین

اس سے قبل کے تمام مجلدات بھی فقیر کی دیکھ ریکھ میں منظرِ عام پر آئے اور آپ سب اربابِ اہلِ سنت و اصحاب علم و ہنر نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور اضافۂ معلومات کا ذریعہ بنایا، امید کرتا ہوں کہ اس مجموعہ کو بھی اپنے مطالعوں میں حصہ دیں گے! ایک بات ہمیشہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

مراحل سے کتابی مسودوں کو گزارنے میں اہم رول کمپیوزنگ کا ہے اور اس میں کوتاہیوں خامیوں کا امکان نہ متوقع بلکہ کثرت سے واقع الوقوع ہوتا ہے! اپلوڈ نگ اور کمپوزنگ کے مرحلوں میں کچھ خامیاں نظر آئیں تو دیانت داری سے اراکین مسائل شرعیہ کو آگاہ کرنا شان وآدابِ علم وعلما ہے۔

تصدیق کے وقت کوشش رہتی ہے کہ غلط نگارش اور املا نہ رہ جائے مگر پھر بھی بتقاضائے بشری ممکن الوقوع ہے! اللہ کریم اس کوشش کو جملہ اربابِ حلقہ کی جانب سے قبول فرما کر اسے مقبولِ خواص وعوام بنادامے، درمے، قلمے، سخنے، قدمے حصہ لینے والوں کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات ومغفرت بنائے۔

العبد الاحقر

ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی بلرامپوری

۲۷/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ ہجری المصادف ۹/ جنوری ۲۰۲۴ء عیسوی بروز سہ شنبہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ (سورہ بقرہ ۱۱۰)

کتاب الزکوۃ

زکوۃ کا بیان

۵۴/ فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(زکوۃ کے چار مسائل؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوۃ کیا ہے؟(۲)زکوۃ واجب ہونے کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟(۳)کن چیزوں پر زکوۃ ہے؟(۴)مالک نصاب ہونے کے لئے کتنا روپیہ ہونا ضروری ہے؟ آسان لفظوں میں بیان کریں **المستفتی**:۔ساجد علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکاۃ شریعت میں اللہ عزوجل کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام۔

(2)زکوۃ واجب ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا یعنی کافر مرتد پر زکوۃ واجب نہیں (۲)بالغ ہونا یعنی نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں (۳)عاقل ہونا یعنی پاگل مجنون پر زکوۃ واجب نہیں جبکہ پورے سال کو گھیرے ہو اور اگر سال کے اول آخر میں افاقہ ہوتا ہے اگر چہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو واجب ہے (۴) آزاد ہونا یعنی غلام پر زکوۃ واجب نہیں (۵) مالک نصاب ہونا یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو اگر اس سے کم ہے یا ہے مگر قرض ہے اور قرض اتنا ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں بچتا تو زکوۃ واجب نہیں (۶) پورے طور پر مالک ہونا یعنی ان رقموں کا مالک ہونا قابض ہونا تو اگر کسی نے اسکے پاس اتنا رقم رکھ دیا جو نصاب کو پہونچتا ہے جب بھی زکوۃ واجب نہیں کہ یہ اس کا مالک نہیں یا اس کے پاس اپنی رقم تھی مگر گم ہوگئی کہ اب ملتی نہیں جب بھی زکوۃ واجب نہیں (۷) نصاب کا دین سے فارغ ہونا یعنی نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین (قرض) ہے کہ ادا کرنے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوۃ واجب نہیں (۸) نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوۃ نہیں جیسے رہنے کے مکان پہننے کے کپڑے خانہ داری کے سامان سواری کے لئے گاڑی وغیرہ ان پر زکوۃ نہیں (۹) مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا ہونا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً اس کی دو صورتیں ہیں اول خلقی جیسے سونا، چاندی ۔ دوم فعلی ،سونے چاندی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نُمو ہوگا (۱۰) سال گزرنا، یعنی جس دن نصاب کا مال آیا اس دن سے ایک سال مکمل گزرگیا ہو (قمری اعتبار سے) اگر ایک دن بھی کم رہا تو زکوۃ واجب نہیں ۔ (ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ ر زکاۃ کا بیان)

(3) زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے (۱) ثمن یعنی سونا چاندی، تو اگر ہیرا موتی وغیرہ کے زیور ہوں تو ان پر زکوۃ نہیں ہے (۲) مال تجارت یعنی روپیہ وخرید وفروخت کے جتنی بھی چیزیں ہیں سب پر زکوۃ ہے مثلا گاڑی، کھیت، گھر، جانور وغیرہ (۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھٹے جانور یعنی جو جانور جنگل میں رہ کر پلتے ہوں اور اگر انہیں گھر پر رکھ کر چارہ دیا گیا تو ان پر زکوۃ نہیں ہے اگر چہ چالیس سے زیادہ ہوں۔

(ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ ر زکاۃ کا بیان)

(4) مالک نصاب ہونے کے لئے ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی چھ سو ترپن 653 گرام ایک سو چوراسی 184 ملی گرام یا اسکی قیمت کا ہونا ضروری ہے چاہے وہ صرف چاندی کی قیمت ہو یا سونا چاندی ملا کر ہو یا سونا چاندی ومال تجارت ملا کر ہو۔ ہاں اگر کسی کے پاس نہ چاندی ہے نہ مال تجارت ہے، نہ ہی رقم ہے صرف سونا ہے وہ بھی ساڑھے سات تولہ سے کم تو اس پر زکوۃ نہیں لیکن اگر تھوڑی سی بھی چاندی ،یا مال تجارت ،یا رقم ہے تو دیکھا جائے گا سب کا مجموعہ چھ سو ترپن 653 گرام ایک سو چوراسی 184 ملی گرام چاندی کی قیمت کو پہونچتا ہے یا نہیں اگر قیمت پہونچ رہا ہے تو زکوۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا زیور پر بھی زکوۃ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت ناک یا کان میں کُچھ پہنی ہے تو اسکی بھی زکوۃ واجب ہے جبکہ وہ عورت مالک نصاب نہیں ہے بس ناک اور کان میں ہی سونا پہنی ہے حضرت جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔ محمد سجاد رضا رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناک کان میں جو سونا ہے اگر وہ بقدر نصاب نہیں لیکن چاندی یا روپیہ وغیرہ موجود ہو سب کی قیمت جوڑی جائے اگر ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو وہ مالک نصاب ہے اس پر زکوۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔اگر کسی کے پاس سونا، چاندی یا مال تجارت بالکل نہ ہو صرف روپیہ ہو اور وہ روپیہ اتنا ہو کہ اس سے نصاب بھر کا سونا، چاندی خریدا جاسکتا ہے تو اس پر بھی زکوۃ فرض ہے۔جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔اگر کسی کے پاس سونا چاندی نہیں ہیں اور نہ مال تجارت ہے مگر اتنے نوٹ ہیں کہ بازار میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا خرید سکتا ہے تو وہ مالک نصاب ہے اس پر زکوۃ فرض ہے ورنہ نہیں یعنی کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کی قیمت کے نوٹ ہوں تو زکوۃ واجب ہوگی اگر سونا چاندی اس قدر گراں ہو جائیں کہ لاکھ روپئے کا بھی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بازار میں نہ مل سکے تو زکوۃ واجب نہیں اور اگر اس قدر سستے ہو جائیں کہ ایک روپیہ کے نوٹ سے سونا یا چاندی کی مقدار مذکور بازار میں مل سکے تو زکوۃ واجب ہے۔ کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم میں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ہےفی فتاویٰ قاری الہدایہ الفتوی علی وجوب الزکوۃ فی الفلوس اذا تعومل بہا اذا بلغت ما نساوی مائتی درہم من الفضۃ اوعشرین مثقالا من الذہب اھ۔ والنوط المستفادقبل تمام الحول یضم الی نصاب من جنسہ اومن احد النقدین باعتبار القیمۃ کاموال التجارۃ"اھ(فتاویٰ فیض الرسول جلداول صفحہ ۴۸۲)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا رمضان میں زکوۃ نکالنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زکوٰۃ کس مہینے میں نکالی جائے عام طور پر لوگ اکثر رمضان المبارک میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں کیا زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے رمضان شریف ہی ضروری ہے یا کسی اور مہینے میں زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے علمائے دین حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد جاوید احمد خان قادری بلرامپوری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ملکیت نصاب پر سال گزرنے سے زکوۃ واجب ہو جاتی ہے لہذا اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ یعنی 93 گرام 312 ملی گرام سونا یا ساڑھے باون تولہ یعنی 653 گرام 184 ملی گرام چاندی یا اتنی قیمت کا سامان تجارت ہو اور اس پر سال گزر جائے تو زکوۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے یاد رہے کل مال پر سال کا گزرنا ضروری نہیں بلکہ مال نصاب پر سال کا گزرنا ضروری ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں اگر اس ملکیت نصاب پر سال گزر گیا ہے تو زکوۃ نکالنی ہوگی اسکے لئے کسی ماہ و دن کی قید نہیں ہے مثلاً ایک آدمی یکم محرام الحرام ۱۴۴۰ھ کو صاحب نصاب ہوا اور اسکے نصاب پر سال یا اکثر سال گزرا تو اسے آنے والے محرام الحرام ۱۴۴۱ھ میں زکوۃ نکالنا واجب ہوگی رمضان کا مہینہ ہونا ضروری نہیں .ھذا ما ظھر لی والعلم عند اللہ

کتبہ

منظور احمد یار علوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حیلہ کر کے ماں باپ کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماں باپ یا اولاد کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے حیلہ شرعی کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔عبدالرزاق پچپڑوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مال زکوۃ کو حیلہ شرعی کر کے ماں باپ یا اولاد کو دینا جائز نہیں اور نہ ہی اپنے کام میں استعمال کرنا جائز ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگا کیونکہ حیلہ شرعی صرف انتہائی ضرورت کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے اور یہاں کوئی ایسی ضرورت موجود نہیں ہے بغیر ضرورت کے حیلہ کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں فقراء و مستحقین زکوٰۃ کی حق تلفی ہے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے" ھی مایتوصل به الی مقصود بطریق خفی۔وھی عند العلماء علی اقسام بحسب الحامل علیھا۔فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات فھی حرام "حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا،اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کے کئی اقسام ہیں اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرام ہے"(فتح الباری،شرح صحیح بخاری،ج:۱۲،ص:۴۰۴)

اور پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں"اگر جائز طریقے سے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے"(تفہیم المسائل ج ۲ ص ۱۷۵)۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(مال زکوۃ کو اپنے کام میں خرچ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مدرسہ چلاتا ہے اور چندہ کر کے پڑھانے والوں کی تنخواہ اسی چندے سے دیتا ہے اس کے علاوہ اپنے ذاتی مصرف میں بھی لیتا ہے تو کیا اپنے استعمال کے لئے چندہ کا روپیہ لینا جائز ہے؟

المستفتی:۔صابر علی لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں چندہ دینے والے جس مقصد کے لئے چندہ دیں اسی مقصد میں وہ رقم صرف کی جا سکتی ہے دوسرے کام میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔(فتاوی امجدیہ جلد سوم صفحہ ۴۲)

اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ چندہ جس غرض ومقاصد کے لئے کیا جائے اسی میں خرچ کرے۔(فتاوی مصطفویہ جلد اول صفحہ ۴۴۴)

لہذا اگر چندہ تعمیر مدرسہ و مدرسین کی تنخواہ وغیرہ کے خاطر کیا گیا ہے تو حیلہ شرعی کر کے مدرسین کی تنخواہ دی جائے،صدر المدرسین یا ذمہ دار اپنے ذاتی مصارف میں نہیں خرچ کر سکتے،علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ’’مسجد کے لیے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگر چہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی خرچ کرنا نا جائز ہے۔(بہار شریعت ح ۱۰ ر مسجد کا بیان)

اسی طرح مدرسہ کے روپیہ کو اپنے لئے نہیں خرچ کیا جا سکتا کہ وہ اس روپیہ کا امین ہے نہ کہ

مالک ،یونہی مال زکوۃ کو حیلہ شرعی کرکے ماں باپ یا اولاد کو دینا جائز نہیں اور نہ ہی اپنے کام میں استعمال کرنا جائز ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ حیلہ شرعی صرف انتہائی ضرورت کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے اور یہاں کوئی ایسی ضرورت موجود نہیں ہے بغیر ضرورت کے حیلہ کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں فقراء اور مستحقین زکوٰۃ کا حق مارنا اور ان کا حق باطل کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے"ھی مایتوصل به الی مقصود بطریق خفی۔وھی عند العلماء علی اقسام بحسب الحامل علیھا۔فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات فھی حرام "حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا۔اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کے کئی اقسام ہیں اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرام ہے۔(فتح الباری،شرح صحیح بخاری،ج:۱۲،ص:۴۰۴)

اور پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں"اگر جائز طریقے سے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے۔(تفہیم المسائل،ج:۲،ص:۱۷۵)

ہاں اگر زید اپنی تنخواہ لیتا ہے تو حرج نہیں اور اگر اس سے زائد لیتا ہے تو وہ شرعا گنہگار ہے اس پر لازم ہے کہ رقم واپس کردے اور سچے دل سے توبہ کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو اسے صدر المدرسین سے ہٹا دیا جائے یونہی اراکین میں کوئی ایسا کرتا ہے تو انھیں بھی ہٹا دیا جائے اور کسی نیک پرہیزگار کو بنایا جائے۔

ہاں مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہے مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے (ومدرسہ سے) رقم لی جاسکتی ہے۔(بہار شریعت ح ۱۰ مسجد کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا طلبہ کو دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا زکوۃ اور فطرہ کی رقم مدرسے کے بچوں کو دینے سے زکوٰۃ اور فطرہ ادا ہو جائے گا دوسری بات کیا بچوں کا غریب ہونا شرط ہے؟ یا یتیم ہونا شرط ہے یا پھر مدرسے میں جو امیر بچے پڑھتے ہیں کیا ان کو زکوٰۃ فطرہ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔تیسری بات یا وہ بچے لے سکتے ہیں جو مسافر ہیں اور مدرسہ کے مسافر بچے کے لئے کتنا دوری ہونا چاہئے چوتھی بات کیا ان بچوں کو بھی دینے سے ادا ہو جائے گا جو گاؤں میں رہ کر پڑھتے ہیں پانچویں بات وہ بچے جن کا مدرسہ سے گھر بہت قریب ہے پھر بھی مدرسے میں رہتے ہیں اور کھاتے ہیں اور ان کے گھر والوں کو دیکھا تو سب امیر بھی ہیں غریب نہیں ہیں تو کیا ان امیر بچوں کو جو مدرسے میں رہتے اور کھاتے ہیں ان کو زکوۃ فطرہ دینے سے زکوۃ فطرہ ادا ہو جائے گا اس پر تفصیلی جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی اور شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔غلام جبریل خان قادری بہرائچ شریف یوپی انڈیا یا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقۂ واجبہ مثلاً زکاۃ وفطرہ،عشر مدرسے کے بچوں کو دے سکتے ہیں جب کہ وہ اس کے مستحق ہوں یعنی اگر بالغ بچے ہوں اور مالک نصاب نہ ہوں یا نابالغ بچہ ہو اور اس کا باپ مالک نصاب نہ ہو اور بچہ تملیک کی قدرت رکھتا ہو اتنا چھوٹا نہ ہو کہ وہ تملیک کی قدرت نہ رکھے اس صورت میں ایسے بچوں کو زکوۃ دے سکتے ہیں چاہیں وہ قریب کے بچے ہوں یا دور کے یا گاؤں میں پڑھنے والے ہوں یا مسافر بچے ہوں وغیرہ وغیرہ اس کا لحاظ نہیں صرف اس کا لحاظ کیا جائے گا کہ وہ مستحق ہیں یا نہیں۔جیسا کہ

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ طالب علم دین اگر بالغ اور مالک نصاب ہے یا نابالغ ہے اور اس کا باپ مالک نصاب ہے تو صدقۂ واجبہ کو اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا۔اور اگر بالغ ہے اور مالک نصاب نہیں ہے تو صدقۂ واجبہ کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۹۶)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا بتا کر زکوۃ دینا ضروری ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکاۃ کی ادائیگی کے لئے کیا اطلاع زکاۃ ضروری ہے؟ بعض مستحقین اطلاع زکاۃ کے بعد لینے سے انکار کر دیتے ہیں تو کیا بغیر بتائے زکاۃ دینے سے زکاۃ ادا ہو جائے گی؟ بینوا و توجروا

المستفتی:۔ عبد الرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ادائیگی زکاۃ کے لئے اطلاع زکاۃ ضروری نہیں ،نیت زکاۃ ضروری ہے، بلکہ اگر کسی نے زکاۃ کی رقم عیدی یا تحفہ کہہ کر دیا تب بھی زکاۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ دیتے وقت زکاۃ کی نیت ہو فتاوی رضویہ میں ہے"اس (ادائیگی زکاۃ) میں اعتبار صرف نیت کا ہے اگر چہ زبان سے کچھ اور اظہار کرے مثلاً دل میں زکاۃ کا ارادہ کیا اور زبان سے ہبہ یا قرض کہہ کر دیا صحیح مذہب پر زکاۃ ادا ہو جائے گی،شامی میں ہے" لا اعتبار للتسمیۃفلو سماھاھبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح"پھر نیت بھی صرف دینے والے کی ہے لینے والا کچھ سمجھ کرلے اس کا علم اصلاً معتبر نہیں،فی غمز العیون، العبرۃ لنیۃ الدافع لالعلم المدفوع الیہ"اھ(ص378ج4)

لہٰذا بہ نیت زکوۃ مستحق کو بغیر بتائے زکاۃ دینے سے زکاۃ ادا ہو جائے گی۔واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ

محمد سفیر الحق رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(گاڑی پر زکوۃ ہے یا کرایہ پر؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو گاڑی یا مکان کرایہ ہی کے لئے ہے اس میں زکاۃ صرف منفعت پر ہے یا گاڑی و مکان کی اصل رقوم پر بھی؟ بینوا تو جروا

المستفتی:۔عبدالقدوس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو گاڑی یا مکان صرف کرایہ کے لئے ہے ان کی اصل رقوم پر زکاۃ واجب نہیں بلکہ فقط ان کی منفعت پر زکاۃ واجب ہے جبکہ خود یا اور مال سے مل کر بقدر نصاب ہو، چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے "مکانات پر زکاۃ نہیں اگر چہ پچاس کروڑ کے ہوں کرایہ سے جو سال تمام پر پس انداز ہوگا اس پر زکاۃ آئے گی اگر خود یا اور مال سے مل کر قدر نصاب ہو" اھ (ص428 ج4 مطبوعہ رضا اکیڈمی)

بہار شریعت میں ہے" کرایہ پر اٹھانے کے لئے دی گئیں ہوں ان کی زکاۃ نہیں، یوں ہی کرایہ کے مکان کی۔(ص908 ح5 مکتبۃ المدینہ) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد سفیر الحق رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(زکوۃ کی رقم مسجد میں لگا دیا گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بغیر حیلہ شرعی کے زکوۃ کی رقم مسجد میں لگا دیا گیا ہو بعدہ کیا حکم ہے؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**: محمد ارشد بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے جس کام میں فقیر کی تملیک نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت یا تنخواہ مدرسان علم دین اس سے زکوٰۃ نہیں ادا ہو سکتی۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم صفحہ ۴۷۷ رقدیم)

لہذا شخص مذکور نے زکوۃ کی رقم بغیر حیلہ شرعی کے مسجد میں صرف کر دی تو زکوۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور اس رقم کے خرچ ہو جانے کے بعد اب حیلہ کی کوئی صورت نہیں۔ جو کچھ خرچ کیا تبرع ہے اس پر لازم ہے کہ ان روپیوں کا تاوان دے ورنہ سخت گنہگار ہوگا۔ اور یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ کم علمی کیوجہ سے حیلہ کے بارے میں معلوم نہ تھا اس لئے کہ علم کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے بقدر ضرورت فرض ہے حدیث شریف میں ہے "**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**"(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۴ رفتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۱۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیاہر سال زکوۃ دینافرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ساڑھے سات تولہ سونا یاساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہے اس نے حولان حول کے بعد ڈھائی فیصدی سونا یاچاندی زکاۃ نکال دی تو کیاسال آئندہ پھر اسے زکاۃ نکالنا پڑے گا؟ برصورت مثبت نصاب باقی نہ رہا۔

(2) زید سونا یاچاندی کے نصاب کا مالک ہے اس نے حولان حول کے بعد ڈھائی فیصدی سونا یاچاندی کی رقم زکاۃ نکالی تو کیاسال آئندہ پھر زکاۃ دینی ہوگی؟

(3) زید بیرون ملک رہتا ہے وہاں صدقہ فطر کی رقم زیادہ ہے بہ نسبت ہندوستان کے تو کیاہندوستان میں یہاں کے حساب سے صدقہ فطر نکال سکتاہے؟ بینواتوجرواعنداللہ **المستفتی**:۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(1-2) سونا، چاندی یاان کی قیمت جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے تب تک ہر سال زکاۃ نکالنا واجب ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ سے سوال ہوا کہ" جس روپیہ سے زکاۃ پہلے سال میں دے دیا اور باقی روپیہ بدستور دوسرے سال تک رکھا رہا اب دوسرے سال آنے پر کیا پھر اسی روپیہ میں جس میں پہلے سال زکاۃ دے چکا ہے، زکاۃ دینا ہوگی؟ اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ" دس برس رکھا رہے ہر سال زکاۃ واجب ہوگی جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے۔

(فتاوی رضویہ ص418ج4)

لہٰذا جب تک زید کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یاساڑھے باون تولہ چاندی یاان کی قیمت

بقدر نصاب موجود ہے تب تک ہر سال اسے زکاۃ دینی ہوگی۔

(3) صدقہ فطر میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ خود ہے، فتاوی عالمگیری میں ہے "فی صدقۃ الفطر یعتبر مکانہ" (ص190ج1)

بہار شریعت میں ہے" صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے۔اھ (ص933ح5)

لہٰذا زید جب بیرون ملک رہتا ہے تو وہ وہیں کے حساب سے صدقہ فطر نکالے، ہندوستان کے حساب سے نہیں نکال سکتا۔ھذا ما ظھر لی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سفیر الحق رضوی

(بھکاری کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بھکاری کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟ کیا زکوۃ ادا ہو جائے گی؟ **المستفتی:۔** جمال الدین انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر بھکاری زکوۃ کا مستحق ہے یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت یا مال تجارت نہیں رکھتا ہے تو یہ شرعی اعتبار سے زکوۃ کا مستحق ہے اسے زکوۃ دے سکتے ہیں بلکہ افضل ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ جو نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قدرت، یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں، انہیں بقدر حاجت سوال حلال ہے اور اس سے جو کچھ ملے ان کے لئے طیب، اور یہ عمدہ مصارف زکوۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعث اجر عظیم ہے، یہی وہ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے (فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۲۵۸)

لیکن دور حاضر کے بھکاری اکثر صاحب نصاب ہوتے ہیں جو مانگنے کو پیشہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں انہیں زکوۃ دینا تو دور کی بات بھیک دینا بھی حرام ہے لہذا جب بھی زکوۃ دیں تو تحقیق کے بعد ہی دیں، اور بہتر یہ ہے کہ اپنے رشتہ دار، قریبی، دوست احباب پڑوسی گاؤں کے غریبوں یتیموں کو دیں ،اور اگر وہ شرمندگی کی وجہ سے مال زکوۃ نہ لیتے ہوں تو ان پر ظاہر نہ کریں کہ یہ مال زکوۃ ہے بلکہ عیدی نذر وغیرہ کہہ کر دے دیں ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا قرض دار پر بھی زکوۃ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید دو منزلہ گھر کا مالک ہے جس میں تین کمرے کرائے پر دیئے ہوئے ہیں ان سے ۵۰۰۰ پانچ ہزار روپئے آمدنی ہوتی ہے لیکن زید قرض دار ہے اور ہر مہینے آنے والے کرایہ کے علاوہ اپنی کمائی میں سے کچھ پیسے ڈال کر قسطوں پر قرض ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں زکوۃ کا کیا حکم ہے؟ ادا کرے یا نہ کرے **المستفتی:** محمد افضل چشتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں مکان سے جو کرایہ آتا ہے اسی پر زکاۃ ہے مکان پر نہیں اگر زید نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے اور اتنا مال ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی وہ نصاب تک پہنچ جاتا ہے تو اس پر قرض کے علاوہ جو مال بچے ہیں ان پر سال گزرا تو زکاۃ ادا کرے کہ زکاۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار ومردود الشہادہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم)

اور اگر زید کے پاس اتنا مال ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا یا اتنا بچ رہا ہے جو نصاب کو نہیں پہنچ رہا ہے تو اس پر زکاۃ نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں۔ (بہار شریعت حصہ پنجم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(سونے چاندی کا نصاب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی پر زکوۃ ہے تو یہ کہاں سے ثابت ہے؟ مع حوالہ تحریر کریں اگر تولہ کا ذکر نہیں ہے تو پھر سونے چاندی کا نصاب کیا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ دور حاضر میں سونے چاندی کا نصاب کتنا گرام ہے؟

المستفتی:۔کمال احمد خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو کتب فقہ وفتاوی میں تولہ کا ذکر ہے وہ مثقال اور درہم سے بتایا گیا ہے،سونے کا نصاب ۲۰؍مثقال اور چاندی کا نصاب ۲۰۰؍درہم ہے جیسا کہ درمختار میں ہے "**نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل**"
سونے کا نصاب بیس ۲۰؍مثقال اور چاندی کا دوسو ۲۰۰؍ایسے درہم ہے کہ ان میں سے دس ۱۰؍درہم سات ۷ مثقال کا وزن رکھتے ہوں۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰؍ص ۸۵ مطبوعہ لاہور)

دور حاضر میں سونے چاندی کا نصاب گرام کے اعتبار سے جاننے کے لئے پہلے انہیں بغور پڑھیں۔

(۱)ایک تولہ بارہ گرام چارسو اکتالیس ملی گرام چھ سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے۔ 12.4416

(۲)دس درہم کا سات مثقال ہوتا ہے۔

(۳)ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ 4.5

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(۴) بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے۔

(۵) بیس مثقال سونا پر زکوۃ ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار (4.5) ماشہ کا ہوتا ہے تو بیس (20) مثقال کو ساڑھے چار (4.5) ماشہ سے ضرب کر دیں تو نوے (90) ماشہ ہوا چونکہ بارہ (12) ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے اس لئے نوے (90) کو بارہ (12) سے تقسیم کریں تو ساڑھے سات (7.5) تولہ سونا ہوا۔

چونکہ ایک تولہ بارہ گرام چار سو اکتالیس ملی گرام اور چھ سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے (12.4416) اسلئے ساڑھے سات تولہ (7.5) کو بارہ گرام چار سو اکتالیس ملی گرام اور چھ سو میکرو ملی گرام سے ضرب کر دیں تو ہوا ترانوے گرام تین سو بارہ ملی گرام (93.312)

اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اور دس درہم کا سات مثقال ہوتا ہے تو دو سو درہم ہوا ایک سو چالیس مثقال اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک سو چالیس (140) مثقال کو (4.5) ماشہ سے ضرب کر دیں تو ایک سو چالیس مثقال ہوا چھ سو تیس (630) ماشہ۔ چونکہ بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے اس لئے چھ سو تیس کو بارہ سے تقسیم کر دیں تو ساڑھے باون (52.5) تولہ چاندی ہوا۔

چونکہ ایک تولہ بارہ گرام چار سو اکتالیس ملی گرام اور چھ سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے (12.4416) اسلئے ساڑھے باون تولہ کو (52.5) بارہ گرام چار سو اکتالیس ملی گرام اور چھ سو میکرو ملی گرام سے ضرب کر دیں تو ہوا چھ سو ترپن گرام ایک سو چوراسی ملی گرام (653.184)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ :۔ رتی ماشہ، درہم، دینار، فرلانگ، صاع، وسق، کلومیٹر، وغیرہ کی مزید معلومات کے لئے ''واحدی پہاڑہ'' کا مطالعہ کریں۔

(مکان پر زکوۃ ہے؟ یا کرایہ پر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے پاس پانچ مکان ہے اور اس مکان کی قیمت 5 کروڑ ہے اور اس پانچوں مکان کا ماہانہ کرایہ 20 لاکھ ہے اور اپنے رہنے کے لئے الگ سے ایک عالیشان کوٹھی ہے تو کیا اس پانچ مکان کا جو کرایہ 20 لاکھ ماہانہ آرہا ہے تو اس پر زکوٰۃ نکلے گا یا اس پانچ مکانوں کی قیمت پر جو کی ابھی پانچ کروڑ ان پر زکوٰۃ نکلے گا یعنی مکان کا جو کرایہ آرہا ہے اس پر زکوٰۃ نکلے گا یا مکان کی قیمت پر زکوٰۃ نکلے گی یا دونوں پر؟ خلاصہ کرکے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد زبیر القادری دہلوی کوشی وین کنگفو دمارشل آرٹ کلب دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ صرف تین چیزوں میں واجب ہے ثمن خواہ وہ خلقی ہو یعنی سونا چاندی یا اصطلاحی روپیہ پیسہ مال تجارت اور چرائی کے جانور اس کے علاوہ باقی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۲۸)

اور ابو العلاء فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ تین قسم کے مال پر واجب ہے ثمن یعنی سونا چاندی نوٹ پیسہ مال تجارت اور سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔(ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۰۶)

صورت مسئولہ میں اس کرایہ پر زکوٰۃ واجب ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے اگر وہ مالک نصاب نہ تھا اسی کرایہ سے مالک نصاب ہو رہا ہے تو ادائیگی کے لیے حولان حول کا ہونا ضروری ہے اور

اگر وہ پہلے سے مالک نصاب ہے تو کرایہ کی رقم کو بھی اس میں ملا کر زکوٰۃ ادا کرے اس کے لئے الگ سے سال گزارنے کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(زکوۃ نکالنے کا آسان طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوۃ نکالنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

المستفتی:۔جابر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوۃ نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ چاندی سونا مال تجارت روپیہ وغیرہ جو کچھ ہو اور جو کچھ بقایا ہو یعنی کسی کو قرض دیا ہو یا بینک میں جمع ہو ان سب کو جوڑ لیا جائے پھر جو آپ کے ذمہ قرض ہو یعنی آپ پر کسی کے پیسے باقی ہوں تو اس کو اس میں سے گھٹا دیا جائے پھر جو بچے اس کو 40 سے تقسیم کر دیا جائے جو مقسم آئے گا وہی مال زکوۃ ہوگا۔مثلا سونا چاندی مال تجارت روپیہ وغیرہ ٹوٹل چار لاکھ 400000 ہے اور آپ کسی کے قرض ایک لاکھ 100000 ہیں تو چار لاکھ میں 100000 گھٹا دیں یعنی کم کر دیں تو آپ کے پاس بچا تین لاکھ 300000 اب تین لاکھ کو چالیس 40 سے تقسیم کر دیں تو مقسم آئے گا سات ہزار پانچ سو 7500 یہی زکوۃ کی رقم ہوگی۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔زکوۃ فطرہ ٹول بنا ہوا اس سے بھی نکال سکتے ہیں ایپ کے لئے کلک کریں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا حضور علیہ السلام نے بھی زکوۃ دی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کوئی ایسا بھی کام ہے جو اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے کبھی نہیں کیا؟ (اگر نہیں تو کیوں؟) برائے کرم جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد نظام رضا اسماعیلی بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے بہت سے کام ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے لیکن ان میں بہت سے کام سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیئے، انہیں میں زکوۃ بھی ہے جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض نہ تھی مالک نصاب کا اپنے مال سے نکال کر رب کی بارگاہ میں خرچ کرنا یعنی (زکوۃ) دینا یہ کام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور جو اسکا اہل ہے اگر وہ یہ کام نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز تک قبول نہیں فرماتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے طبرانی کبیر میں بسند صحیح راوی "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور جو زکاۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔(المعجم الکبیر جلد 10 صفحہ 103)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کافر ایمان لایا تو کیا اس کو پچھلے سال کی زکوۃ دینی ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو زمانہ کفر میں جو زکوۃ تھی تو اس کو ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟ برائے کرم جواب بحوالہ عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

محمد تنویر رضا قادری بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے کچھ شرائط بیان کئے ہیں شرع نے اور ان شرائط میں ایک شرط ہے مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے اگر کوئی کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا تو اس پر یہ نہیں کہ وہ زمانہ کفر کی زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اسے یہ حکم نہیں دیا جائیگا کہ وہ زمانہ کفر کی زکوٰۃ ادا کریں۔(بہار شریعت ح5)

اور آگے فرماتے ہیں کہ معاذ اللہ کوئی مرتد ہوگیا تو زمانہ اسلام میں جو زکوٰۃ نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ 875 مکتبۃ المدینہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنہ

(زکوۃ کی رقم مزدور کو دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زکوٰۃ کی رقم اس لاک ڈاون میں لیبر یا مزدور طبقہ جو پریشاں حال ہے اس کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ براہِ کرم جواب عنایت فرمائیں نوازش کرم ہوگا

المستفتی: محمد انیس قادری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لاک ڈاوَن ہو یا نہ ہو اگر لیبر، مزدور طبقہ پریشان حال ہوں مالک نصاب نہ ہوں تو انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جب کہ مزدوری میں نہ ہوں۔اکثر مزدور طبقہ والے زکوۃ کے مستحق ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ مالک نصاب نہیں ہوتے اور اگر وہ مالک نصاب ہوں تو انہیں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی اگر کسی نے دیا تو اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ فقراء ومساکین کے لیے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ" الخ (سورہ توبہ ۶۰)

موجودہ صورتحال میں بہت سے لوگ پریشان حال ہیں اور مالک نصاب بھی ہیں جیسے مال تجارت وغیرہ موجود ہے لیکن اس سے ابھی تجارت نہیں کرسکتے اس وجہ سے ایسے لوگوں کو حیلہ شرعی کرا کے زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں حیلہ کا طریقہ یہ ہے کہ کسی فقیر کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنادیں پھر وہ فقیر اپنی طرف سے کل یا بعض اپنی خوشی سے ضرورت مندوں کو دے دے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(زکوۃ کی رقم کسے دینا جائز ہے کسے نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوۃ کی رقم کسے دینا جائز ہے؟(2)اور کسے دینا جائز نہیں؟

المستفتی:۔ظہیر الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ رب العزت مصارف زکوۃ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے ''اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ''یعنی زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کرکے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔(کنز الایمان رپ۱۰/سورہ توبہ آیت ۶۰)

فقہائے کرام نے اس آیت کریمہ سے سات مصارف زکوۃ بیان کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)فقیر،جس کے پاس کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہونچ جائے اسے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

(۲)مسکین،جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے محتاج ہو اسے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

(۳)عامل،جسے بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ وعشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو اسے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(۴) رقاب، مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکوٰۃ سے بدل کتابت دے کر اپنی گردن چھڑائے اسے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

(۵) غارم، اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اسے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

(۶) فی سبیل اللہ، راہ خدا میں خرچ کرنا، اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زاد راہ اس کے پاس نہیں اسے زکوۃ دے سکتے ہیں (مگر اب جہاد فرض نہیں ہے)

(۷) ابن السبیل، مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو اسے بقدر ضرورت زکوۃ دے سکتے ہیں اگر چہ گھر پر مال ہو۔

فتاوی ہندیہ میں ہے (مِنْهَا الْفَقِيرُ) وَهُوَ مَنْ لَهُ أَدْنَى شَيْءٍ وَهُوَ مَا دُونَ النِّصَابِ أَوْ قَدْرُ نِصَابٍ غَيْرُ نَامٍ وَهُوَ مُسْتَغْرَقٌ فِي الْحَاجَةِ فَلَا يُخْرِجُهُ عَنْ الْفَقِيرِ مِلْكُ نُصُبٍ كَثِيرَةٍ غَيْرِ نَامِيَةٍ إذَا كَانَتْ مُسْتَغْرَقَةً بِالْحَاجَةِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.

(وَمِنْهَا الْمِسْكِينُ) وَهُوَ مَنْ لَا شَيْءَ لَهُ فَيَحْتَاجُ إلَى الْمَسْأَلَةِ لِقُوتِهِ أَوْ مَا يُوَارِي بَدَنَهُ وَمِنْهَا الْعَامِلُ) وَهُوَ مَنْ نَصَّبَهُ الْإِمَامُ لِاسْتِيفَاءِ الصَّدَقَاتِ وَالْعُشُورِ كَذَا فِي الْكَافِي

(وَمِنْهَا الرِّقَابُ) هُمْ الْمُكَاتَبُونَ وَيُعَانُونَ فِي فَكِّ رِقَابِهِمْ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ.

(وَمِنْهَا الْغَارِمُ)، وَهُوَ مَنْ لَزِمَهُ دَيْنٌ، وَلَا يَمْلِكُ نِصَابًا فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهِ أَوْ كَانَ لَهُ مَالٌ عَلَى النَّاسِ لَا يُمْكِنُهُ أَخْذُهُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ.

(وَمِنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)، وَهُمْ مُنْقَطِعُو الْغُزَاةِ الْفُقَرَاءُ مِنْهُمْ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ- رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ- رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- مُنْقَطِعُو الْحَاجِّ الْفُقَرَاءُ مِنْهُمْ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. وَالصَّحِيحُ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ- رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى- كَذَا فِي

الْمُضْمَرَاتِ.

(وَمِنْهَا ابْنُ السَّبِيلِ)، وَهُوَ الْغَرِيبُ الْمُنْقَطِعُ عَنْ مَالِهِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ.

جَازَ الْأَخْذُ مِنَ الزَّكَاةِ قَدْرَ حَاجَتِهِ، وَلَمْ يَحِلَّ (جلد اول/ کتاب الزکاۃ/ص ۲۰۶ تا ۲۰۷/بیروت لبنان)

(2) مالدار کو زکوۃ دینا جائز نہیں، یونہی اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے، اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے یونہیں صدقہ فطرو نذر وکفارہ بھی انھیں دینا جائز نہیں اسی طرح سید اولاد رسول اور ہاشمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں یہ اگرچہ غریب مسکین ہوں۔(عامہ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا سید کو خمس سے دیا جا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خمس، کیا ہے اور خمس سے سید زادے کھا، پی سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔ ذاکر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خمس کے معنی ہیں پانچواں حصہ، مال غنیمت اور رکاز (کان) میں خمس ہے کما فی الحدیث۔ کان سے لوہا سیسہ تانبا پیتل سونا چاندی نکلے اس میں خمس ہے، یعنی پانچواں حصہ لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔(بہار شریعت حصہ پنجم کان اور دفینہ کا بیان)

اور مال غنیمت کے پانچویں حصہ کو بھی خمس کہتے ہیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے''وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ''اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔(کنزالایمان، پارہ،١٠، سورہ انفال آیت نمبر ٤١)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں مال غنیمت کے پانچویں حصہ کو خمس کا نام دیا گیا ہے اس آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غنیمت وہ مال ہے جو مسلمانوں کو کفار سے جنگ میں بطریق قہر وغلبہ حاصل ہو۔(خزائن العرفان زیر آیت مذکورہ)

مزید فرماتے ہیں کہ یہ پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اس میں چار حصے غازیوں کے ہیں اور غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہوا وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے (خزائن العرفان زیر آیت)

لہذا خمس سادات کرام کے لئے جائز ہے جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ خمس سادات کو دے سکتے ہیں (فتاوی امجدیہ جلد اول کتاب الزکاۃ صفحہ ۳۷۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا قسط وار زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا زکوٰۃ قسط وار ادا کی جا سکتی ہے؟

المستفتی:۔ سلمان رضا پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مالک نصاب ہونے کی صورت میں زکوۃ نکالنا واجب ہو جاتا ہے جب کہ مکمل اس مال پر ایک سال گزر چکا ہو تو اگر کوئی پہلے ہی سے مالک نصاب ہے اور سال مکمل ہونے سے پہلے قسط وار زکوۃ دیتا ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی کوئی حرج نہیں بلکہ دو چار سال کی زکوۃ پہلے دینا چاہتے ہیں جب بھی جائز ہے دے سکتے ہیں اور اگر سال پورا ہونے کے بعد قسط وار ادا کیا جب بھی زکوۃ ادا ہو جائیگی لیکن تاخیر کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے :وَتَجِبُ عَلَى الْفَوْرِ عِنْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ حَتَّى يَأْثَمَ بِتَأْخِيرِهِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ ، وَفِي رِوَايَةِ الرَّازِيّ عَلَى التَّرَاخِي حَتَّى يَأْثَمَ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ كَذَا فِي التَّهْذِيبِ" (جلد اول، کتاب الزکوۃ، ص ۱۸۸ بیروت لبنان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مال زکوۃ کو دیگر کاموں میں صرف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا زکوۃ کا مال مدرسے میں دینا اور دیگر کاموں میں صرف کرنا کیسا ہے؟ اور طالب علم زکوۃ کا مال کھا سکتا ہے یا نہیں؟ تفصیل سے بیان کریں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔عبدالماجد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ ،صدقہ فطر اورعشر وغیرہ کی ادائیگی کے لئے تملیک یعنی مسکین وغیرہ کو مالک بنادینا شرط ہے بغیر تملیک یہ ادا نہیں ہوسکتے لہذا مدرسہ تعمیر کرنے؛ مدرسین کی تنخواہ دینے یا کتاب وغیرہ خرید کر مدرسہ پر وقف کردینے کے لئے مدرسہ کے منیجر کو زکوٰۃ؛ صدقۂ فطر اورعشر دینا جائز نہیں البتہ جو لوگ مالک نصاب نہ ہوں ان کے نابالغ بچوں اور بالغ طلبہ جو مالک نصاب نہ ہوں ان کیلئے جائز ہے وہ زکوٰۃ وغیرہ کھا سکتے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں بہت سے لوگ مال زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع کردیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (بہار شریعت حصہ پنجم مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۷ بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۹۱ / ۴۹۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حیلہ شرعی کرنے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیلہ شرعی کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی:۔ محمد اشفاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیلہ شرعی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مال زکوۃ کو کسی مسلم عاقل بالغ غریب کو دے دیں (جو مصارف زکوۃ میں سے ہو) پھر وہ اپنی مرضی سے دینی خدمات کے لئے واپس کر دے اسے حیلہ شرعی کہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ حیلہ شرعی کرنے کے لئے رقم فقیر کو دے اگر وہ رقم واپس نہ دے تو جبرا نہیں لے سکتے کیونکہ وہ اس کا مالک ہوگیا، اس لئے جب حیلہ شرعی کرنا ہو تو پہلے فقیر کے ہاتھ کوئی چیز ادھار بیچ دیں مثلاً ٹوپی رومال کپڑا کتاب وغیرہ جیسے ایک لاکھ کا حیلہ کرنا ہے تو فقیر سے کہیں یہ کتاب میں ادھار ایک لاکھ میں بیچتا ہوں کیا آپ اپنی رضا سے خریدیں گے جب وہ منظور کر لے اسے کتاب دیدیں پھر مال زکوۃ اسے دے دیں یہ کہکر کہ یہ مال زکوۃ ہے یہ لے لو جب وہ اس پر قبضہ جمالے تو اپنا ایک لاکھ قرضہ مانگ لے اگر نہ دے تو اب اپنا قرض جبرا چھین سکتے ہیں شرعا کوئی قباحت نہیں۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(زکوۃ کے رقم کو تاخیر میں ادا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی دینی مدرسہ کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا اور ذمہ داران ادارہ کو تاخیر سے ادا کرنا مثلاً دینے میں اتنی تاخیر ہو کہ سال ڈیڑھ سال گزر جائے کیا حکم ہے؟ (۲) اور جو لوگ بیت المال بنا کر زکوٰۃ جمع کرتے ہیں کہ ضرورت مندوں کو حسب حاجت دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی: محمد نعمان گجرات**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زکوۃ وصولنے والا گنہگار ہوا کہ ایک ڈیڑھ سال تک مال زکوۃ کو ادا نہ کرنا حقدار کو اس کے حق سے محروم رکھنا ہے جو گناہ کبیرہ ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی میں تملیک یعنی مستحق زکوۃ کو مالک بنانا شرط ہے جیسا کہ درمختار کتاب الزکوۃ میں ہے "**یشترط ان یکون الصرف تملیکاً**" اور اپنے پاس رکھنے سے تملیک نہ پائی گئی۔

(۲) یونہی جو حضرات مال زکوۃ کو بیت المال میں جمع رکھتے ہیں کہ حسب ضرورت مستحقین کو دیتے رہتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں کہ زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں زکاۃ فرض ہے، اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (بہار شریعت ح ۵)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے "تجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیرہ من غیر عذر" سال پورا ہونے پر زکوٰۃ فی الفور لازم ہو جاتی ہے حتّٰی کہ بغیر عذر تاخیر سے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

گناہ ہوگا۔(کتاب الزکوۃ فصل فی مال التجارۃ ۱رص ۱۷۰)

اورطحطاوی علی مراقی میں ہے"ھی واجبة علی الفور وعلیه الفتوی فیاثم بتاخیر ھا بلا عذر "(ص ۳۸۸)

لہذا زکوۃ جمع کرنے والے حضرات پر لازم ہے کہ مال زکوۃ جمع کرنے کے بعدارا کین مدرسہ کو دے دیا کریں اور ذمہ داران پر لازم ہے کہ جیسے مال زکوۃ آئے کسی غریب کو دیکر اس کا مالک بنادیں پھر جب وہ اپنی مرضی سے واپس کردے تو بیت المال میں جمع کریں اور حسب ضرورت مستحقین کو دیتے رہیں.اس طرح لوگوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوجائیں گی اور گناہ سے بھی محفوظ رہیں گے،مزید تفصیل کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ "تجلیّ المشکوٰۃ لانارۃ اسئلۃ الزّکوٰۃ" کا مطالعہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مال زکوۃ سے شادی کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا زکوۃ کے پیسہ سے کسی لڑکی یا لڑکا کی شادی ہوسکتی ہے؟ اگر ہوسکتی ہے تو جن لوگوں نے زکوۃ دیا ہے ان لوگوں کو دعوت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی آپ حضرات جواب عنایت فرمائیں۔ جان محمد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مال زکوۃ کو شادی بیاہ میں صرف کر دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی یونہی کسی کو کھانا کھلا دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی بلکہ کسی مستحق زکوۃ کو دیکر مالک بنانا ضروری ہے ہاں اگر لڑکا لڑکی کے والدین زکوۃ لینے کے مستحق ہوں تو ان کو زکوۃ دے کر مالک بنادیں زکوۃ ادا ہو جائے گی پھر اس سے وہ شادی بھی کر سکتے ہیں اور جسے چاہیں دعوت بھی کھلا سکتے ہیں امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں اور اگر والدین شرعی اعتبار سے زکوۃ کے مستحق نہ ہوں مثلا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے مالک ہوں تو انہیں زکوۃ نہیں دے سکتے بلکہ غیر زکوۃ کے مال سے ان کی مدد کی جائے ہاں اگر شادی کے لئے کوئی رقم دینے کو تیار نہ ہو اور نہ ہی کہیں سے ملنے کی امید ہو تو ظاہر سی بات ہے کہ لڑکی کی شادی دور حاضر میں تیس چالیس ہزار میں نہ ہو پائے گی اور نہ ہی وہ مال زکوۃ کو لے سکتے ہیں تو ایسی صورت میں اتنی رقم حیلہ شرعی کر کے لڑکی کے والدین کو دے دیا جائے جس سے شادی ہو سکے۔ مگر لڑکے کی شادی کے لئے حیلہ شرعی کر کے دینا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا زکوۃ کا روپیہ ہر مکتب میں لگا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ محلے میں عربی تعلیم کیلئے مدرسہ کھلا ہے جس میں زیادہ تر بچے آسودہ گھر کے ہیں جو خود صاحب حیثیت ہیں اور مدرسے کی امداد کرتے ہیں حالانکہ کچھ بچے غریب بھی ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے بچوں کی دینی تعلیم کیلئے مدرسہ کمیٹی کو صدقہ فطرہ زکوۃ کا پیسہ لینا اور بچوں پر خرچ کرنا جائز ہے؟ جبکہ مدرسے کا خرچ ایک ماہ کا تقریبا چار یا پانچ ہزار روپے ہے۔(۲) کیا مسجد کے پیسے سے مسجد کیلئے زمین خریدی جاسکتی ہے؟ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں

المستفتی:۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دراصل مال زکوۃ غریبوں یتیموں مسکینوں کا حق ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے" اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ "زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔(کنزالایمان پارہ ۱۰ سورہ توبہ ٦٠)

لہٰذا مسجد مدرسہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں اور اگر کسی نے مسجد مدرسہ میں مال زکوۃ کو صرف کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ہاں اگر مسلمانوں کی تعداد کم ہے یا مالی حالات سے کمزور ہیں کہ غیر زکوۃ کی رقم سے دین

کا کام نہیں کر پارہے ہیں تو ایسی صورت میں مال زکوۃ سے اتنی رقم کو حیلہ کر کے مدرسہ یا مسجد میں لگا سکتے ہیں جس سے ضرورت پوری ہو سکے لیکن آج کل مکتب والے بھی مال زکوۃ کو حاصل کرتے ہیں جہاں صرف لاکھ پچاس ہزار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر ایک گاؤں میں کم سے کم پچاس ساٹھ گھر ہوتے ہیں اور ہر گاؤں میں کمانے والے کم سے کم ستر سے سو افراد ہوتے ہیں اگر ستر لوگوں میں ہر ایک سے روزانہ ایک چائے کی قیمت دس روپیہ وصول کی جائے تو ایک دن کی آمدنی سات سو روپیہ ہو جائے گا اور مہینہ کا کم سے کم اکیس ہزار (۲۱۰۰۰) روپیہ ہو جائے گا جس سے مدرسہ بڑے آسانی سے چل سکتا ہے کیونکہ مکتب میں دو تین عالم کو ہی رکھا جاتا ہے کسی کو پانچ ہزار پر، کسی کو چھ ہزار پر، بلکہ بعض جگہ تو ایک عالم رکھتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ وہ بھی مال زکوۃ کے محتاج بنے رہتے ہیں اور مال زکوۃ کو وصولتے ہیں حالانکہ یہ شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ حیلہ شرعی صرف انتہائی ضرورت کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے اور بغیر ضرورت کے حیلہ کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں فقراء اور مستحق زکوٰۃ لوگوں کا حق مارنا اور باطل کرنا ہے۔ جو کہ حرام ہے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے" هي ما يتوصل به الى مقصود بطريق خفي. وهي عند العلماء على اقسام بحسب الحامل عليها فان توصل بها بطريق مباح الى ابطال حق او اثبات فهي حرام "حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا، اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کی کئی اقسام ہیں: اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے حرام ہے۔

(فتح الباری، شرح صحیح بخاری، ج: ۱۲ / ص: ۴۰۴)

اور پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں "اگر جائز طریقے سے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے۔ (تفہیم المسائل، ج: ۲ / ۱۷۵)

اگر چندہ کا روپیہ ہے تو جس مقصد کے لئے چندہ کیا گیا ہے اسی میں صرف کریں اور اگر تمام ضروریات کے لئے کیا گیا ہے یا دینے والے نے تمام ضروریات کے لئے دیا ہے یا وہاں کے عرف

میں یہ بات پائی جاتی ہوتو جگہ خرید سکتے ہیں جبکہ مسجد کی ضرورت ہواور غیر زکوۃ سے خریدنا ناممکن ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا دار العلوم میں زکوۃ خرچ کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) زکوۃ کی رقم دار العلوم میں صرف کرنے کیلئے کیا حیلہ شرعی ضروری ہے؟ (۲) اس حیلہ شرعی کی حکمت کیا ہے؟ (۳) زید کا کہنا ہے کہ کسی فقیر و مسکین کے ہاتھ سے حیلہ شرعی کرنے کے بجائے کیوں نہ ہم خود طالب علم یا ان کے والد کے ہاتھ زکوۃ کی رقم تھما دیں؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کا قول درست ہے؟ کیا اسطرح زکوۃ ادا ہو جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:**۔صدام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دار العلوم اگر غیر زکوۃ کے رقم سے نہ چل سکتا ہو تو اس کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کر سکتے ہیں اس کے لئے حیلہ شرعی ضروری ہے کہ بغیر حیلہ شرعی جائز نہ ہوگا۔

(۲) حیلہ مطلب بہانا اور شرعی مطلب شریعت یعنی حیلہ شرعی کا مطلب ہوا شریعت کی طرف سے بہانا۔ چونکہ مدرسہ میں مال زکوۃ کو لگانا صرف کرنا جائز نہیں ہے اس لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ جب دین کا کام بغیر مال زکوۃ سے نہ ہو پا رہا ہو تو حیلہ کرکے جائز کر لیا جائے اور اس کا ثبوت احادیث طیبہ سے ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے ”عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ مِنْ لَحْمِ الصَّدَقَةِ فَذُهِبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ إِنَّهُ مِنْ لَحْمِ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّمَا هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بریرہ کے پاس صدقہ کا گوشت کہیں سے آیا، انہوں نے وہ نبی ﷺ کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیج دیا، نبی

ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ صدقہ کا گوشت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ تھا، اب ہمارے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۰۵۹)

چونکہ نبی کریم ﷺ کے لئے صدقہ جائز نہیں تھا اس لئے حضور علیہ السلام کو بتایا گیا کہ حضور یہ تو صدقہ ہے جو آپ نہیں کھاتے تو حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ (حضرت) بریرہ (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھا پھر اس نے مجھے اپنی طرف سے دے دیا تو اب یہ میرے لئے صدقہ نہیں رہ گیا بلکہ میرے لئے جائز ہو گیا۔

یونہی مال زکوۃ کو کسی مستحق زکوۃ کو دے کر مالک بنا دیا جاتا ہے پھر وہ اپنی طرف سے دے دیتا ہے تو وہ زکوۃ نہیں رہ جاتا بلکہ جائز ہو جاتا ہے، مگر یہ حیلہ ہر جگہ اور ہر ایک کے لئے نہیں ہے بلکہ دین کی خدمت کے لئے کیا جاتا ہے جبکہ اس کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہی اپنی ذات کے لئے کیا جائے یا ناجائز کام کے لئے کیا جائے تو حیلہ کرنے کے بعد بھی جائز نہ ہو گا جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے "ھی مایتوصل بہ الی مقصود بطریق خفی۔ وھی عند العلماء علی اقسام بحسب الحامل علیھا۔ فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات فھی حرام" حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا، اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کی کئی اقسام ہیں: اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے حرام ہے۔ (فتح الباری، شرح صحیح بخاری، ج:۱۲ رص:۴۰۴)

(۳) اگر طالب علم یا انکے والدین زکوۃ کے مستحق ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی مگر مدرسہ نہیں چل پائے گا کہ مدرسہ میں اور بھی ضروریات رہتے ہیں جیسے مدرسین کی تنخواہ مطبخ خرچ و دیگر اخراجات، ہاں اگر طالب علم یا ان کے والدین لیکر مدرسہ میں اپنی رضا سے دے دیں تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حیلہ شرعی کا ثبوت کہاں سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) حیلہ شرعی کرنا کیسا ہے؟ (۲) حیلہ شرعی کا ثبوت کہاں سے ہے؟ (۳) مال زکوۃ کو مسجد و مدرسہ میں لگانا مثلاً تعمیری کام میں لگانا یا تنخواہ دینا کیسا ہے؟ (۴) جو کہے کسی صورت میں بھی حیلہ شرعی جائز نہیں اور نہ مسجد مدرسہ میں لگانا جائز ہے اس پر کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔منصور احمد منصوری موہریار ہرا بازار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱/۲) بیشک حیلہ شرعی جائز ہے اور اس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے "عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ مِنْ لَحْمِ الصَّدَقَةِ فَذُهِبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ إِنَّهُ مِنْ لَحْمِ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّمَا هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ (حضرت) بریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس صدقہ کا گوشت کہیں سے آیا، انہوں نے وہ نبی ﷺ کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیج دیا، نبی ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ صدقہ کا گوشت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا یہ اُس کے لئے صدقہ تھا، اب ہمارے لئے ہدیہ بن گیا ہے۔(مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۰۵۹)

چونکہ نبی کریم ﷺ کے لئے صدقہ جائز نہیں تھا اس لئے عرض کیا گیا کہ حضور یہ تو صدقہ ہے جو آپ نہیں کھاتے تو حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ (حضرت) بریرہ (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھا پھر اُس نے مجھے اپنی طرف سے دے دیا تو اب یہ میرے لئے صدقہ نہیں رہ گیا بلکہ میرے لئے جائز ہوگیا۔

چونکہ ملکیت بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے جیسا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے وہ گوشت صدقہ تھا لیکن جب وہی گوشت حضور ﷺ کو ہدیہ کر دیا گیا تو حضور ﷺ کی ملکیت میں آتے ہی حکم بدل گیا یعنی حضور ﷺ کے لئے اب صدقہ نہ رہا بلکہ ہدیہ ہوگیا اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ''إِنَّمَا هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ'' یعنی (حضرت) بریرہ (رضی اللہ عنہ) کے لئے صدقہ تھا لیکن اب میرے لئے ہدیہ ہوگیا۔ یونہی مال زکوۃ کو کسی مستحق زکوۃ کو دے کر مالک بنادیا جائے تو وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اب جسے چاہے جہاں چاہے خرچ کرسکتا ہے تو اگر وہ اپنی طرف سے مدرسہ یا مسجد کو دے دے تو وہ زکوۃ نہیں رہ جاتا بلکہ جائز ہو جاتا ہے۔

مگر یاد رہے کہ یہ حیلہ ہر جگہ اور ہر ایک کے لئے نہیں ہے بلکہ دین کی خدمت کے لئے جائز ہے جبکہ اس کی اشد ضرورت ہو، اور اگر یہی اپنی ذات کے لئے کیا جائے یا کسی باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے تو جائز نہ ہوگا۔ جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے''هي مايتوصل به الى مقصود بطريق خفي۔ وهي عند العلماء على اقسام بحسب الحامل عليهافان توصل بها بطريق مباح الى ابطال حق او اثبات فهي حرام'' حیلہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے کسی مقصود تک پہنچنا، اور علماء کے نزدیک حیلہ کرنے والے کے اعتبار سے اس کی کئی اقسام ہیں: اگر جائز طریقے سے غیر کے حق کو باطل یا باطل چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا جائے حرام ہے۔

(فتح الباری، شرح صحیح بخاری، ج:۱۲، ص:۴۰۴)

اور پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں''اگر جائز طریقے سے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے۔ (تفہیم المسائل، ج:۲، ۱۷۵)

(۳) مال زکوۃ غریبوں یتیموں مسکینوں کا حق ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے''إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ۔ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۔ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ'' زکوٰۃ تو انہیں

لوگوں کے لئے ہے محتاج، اور نرے نادار، اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں، اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، اور گردنیں چھڑانے میں، اور قرضداروں، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا، اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (کنزالایمان پارہ۱۰/سورہ توبہ۶۰)

لہٰذا مسجد مدرسہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں اور اگر کسی نے مسجد مدرسہ میں مال زکوۃ کو صرف کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی کہ ادائیگی زکوۃ کے لئے تملیک فقیر شرط ہے۔ یونہی حیلہ کے ذریعہ بھی جائز نہیں ہے کہ دوسروں کے حق کو مارنا ہے، اور دوسروں کا حق مارنا شریعت میں حرام ہے۔ ہاں اگر مسلمانوں کی تعداد کم ہے یا مالی حالات سے کمزور ہیں کہ غیر زکوۃ کی رقم سے مسجد و مدرسہ نہیں چلا پارہے ہیں تو ایسی صورت میں مال زکوۃ کو حیلہ شرعی کر کے مسجد و مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یعنی تعمیری کام، تنخواہ مدرسین وملازمین میں خرچ کر سکتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک مسجد میں بلحاظ مصلیان بہت کم گنجائش ہے بایں وجہ کہ ہر وقت کی نماز میں کش مکش کا سامنا ہوتا ہے لہٰذا ایسی حالت میں اگر کوئی صاحب زکوٰۃ اپنی زر زکوٰۃ کو کسی غریب مسلمان شخص کی ملکیت قائم کر کے اس مکان کو جو مسجد سے ملا ہوا ہے خرید کر کے شامل مسجد کر دے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ مکرر آنکہ مسجد مذکور کے قُرب و جوار کے مسلمانوں میں اس قدر استطاعت نہیں کہ جو چندہ فراہم کر کے مکان مذکور کو خرید سکیں۔ تو جواب میں آپ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں" جبکہ اس نے فقیر مصرف زکوٰۃ کو بہ نیّت زکوٰۃ دے کر مالک کر دیا زکوٰۃ ادا ہوگئی اب وہ فقیر مسجد میں لگا دے دونوں کے لئے اجرِ عظیم ہوگا، درمختار میں ہے: وحیلة التکفین بها التصدّق علی فقیر ثم هو یکفن، الثواب لهما و کذا فی تعمیر المسجد "کفن بنانے کے لیے یہ حیلہ ہے کہ صدقہ فقیر کو دیا جائے پھر وُہ فقیر کفن بنا دے تو ثواب دونوں کے لئے ہوگا، اسی طرح تعمیرِ مسجد میں حیلہ کیا جا سکتا ہے۔ (درمختار کتاب الزکوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۳۰)

بحرالرائق میں زیر قول متن لا الی بناء مسجد و تکفین میّت و قضاء دینه

وشراء قن یعتق (زکوٰۃ سے تعمیر مسجد، میّت کے لیے کفن اور اس کا اداءِ قرض اور ایسے غلام کا خریدنا جائز نہیں جسے آزاد کر دیا گیا ہو۔ فرمایا: والحیلۃ فی الجواز فی ھذہ الاربعۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰتہ علی فقیر ثم یأمرہ بعد ذٰلک الصرف فی ھذہ الوجوہ فیکون لصاحب المال ثواب الزکوٰۃ وللفقیر ثواب ھذہ الصرف کذافی المحیط۔" ان چاروں میں جواز کا حیلہ یہ ہے کہ آدمی زکوٰۃ فقیر کو دے پھر اسے کہے کہ ان چاروں پر خرچ کرے، صاحبِ مال کیلئے زکوٰۃ کا ثواب اور فقیر کے لیے خرچ کا ثواب ہوگا۔ کذا فی المحیط۔ (بحر الرائق باب المصرف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۴۳ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۰ /ص ۲۶۰ / دعوت اسلامی)

نیز مدرسہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اگر روپیہ بہ نیّت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دے کر مالک کردیں وُہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دے دے تو تنخواہ مدرسین وملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۰ /ص ۲۵۹)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ مال زکوۃ اس مدرسہ میں دے سکتے ہیں جو قوم کی نگہبانی اور قوم کے چندے سے چلتا ہو یا اس کے بانی مالدار ہوں یا نہ ہوں، یا عام چندہ سے مدرسہ کی حفاظت کے لئے کچھ رقم ہو پھر مال زکوۃ مدرسہ کے لئے اور بانیان مدرسہ کی معرفت ملازمین کو تنخواہ اور مکان کا کرایہ دینے کے لئے یا کتب خانہ کھولنے کے لئے جس سے عام لوگ مستفید ہوسکیں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ علیہ الرحمہ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ زکوۃ میں فقیر کو مالک کرنا ضروری ہے اگر تملیک نہ ہو یا فقیر کو مالک نہ کیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی لہٰذا ارفاہِ عامۂ مسلمین کے لئے کتب خانہ مال زکوۃ سے جائز نہیں نہ ملازمین مدرسہ کو مال زکوۃ سے تنخواہ دینا جائز کہ تنخواہ معاوضۂ عمل ہے اور زکوۃ عبادت خالصاً لِلہ تعالیٰ ہے تو معاوضہ میں نہیں دے سکتے، ہاں مدرسہ کے طلبہ کو دے سکتے ہیں جبکہ بطور تملیک ہو نہ بطور اباحت، درمختار میں ہے: وھی تملیك خرج الاباحۃ فلو اطعم یتیمانا ویالزکوۃ لایجزیۃ" ہاں اگر مدرسہ دینیہ کے متولی کو دیگر مدرسہ میں صرف کرنا چاہتے ہوں یا مسلمانوں کے نفع

کے لئے دینی کتابیں مال زکوۃ سے جمع کرنا چاہتے ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مال زکوۃ کسی فقیر کو دیکر اسے مالک کردیں پھر وہ فقیر اپنی طرف سے مدرسہ کو خرید کتب کے لئے دے دے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اور فقیر بھی مستحق ثواب ہوگا۔(فتاوی امجدیہ جلد اول ص ۳۷۱)

نیز دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں: صدقہ فطر وزکوۃ نہ تعمیر مدرسہ میں صرف کی جاسکتی ہے نہ تنخواہ مدرسین میں یہ صرف فقراء اور مساکین کا اور ان لوگوں کا حق ہے جن کو قرآن پاک میں ذکر فرمایا گیا مگر اس قسم کی مددوں کو نکال دیا جائے تو مدرسہ کی آمدنی اس زمانے میں اتنی کم رہ جائے گی جس سے اس کا چلنا دشوار ہوجائے گا اور تحصیل علم کا دروازہ بند ہوتا ہوا نظر آئے گا۔لہٰذا ان چیزوں میں زکوۃ اور صدقہ فطر بطور حیلہ کے صرف کیا جائے کہ اس قسم کے امور خیر کے لئے حیلہ کرنے میں کسی قسم کی کراہت یا قباحت نہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ رقمیں کسی فقیر یا مسکین کو بطور تملیک دے دی جائے وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دے دے تو اب اس رقم کا تنخواہ مدرسین وعمارت میں صرف کرنا جائز ہوجائے گا۔اور زکوۃ وصدقہ فطر ادا ہوجائے گا،چنانچہ عموماً مدارس میں ایسا ہی کیا جاتا ہے۔(فتاوی امجدیہ ج اول ص ۳۷۶)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ دینی امور یعنی مسجد ومدرسہ کی بقا کے لئے حیلہ شرعی کرنا جائز ہے اور اس سے مدرسین کی تنخواہ دینا نیز تعمیر میں لگانا بھی جائز ہے،اور دینے والے کی زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔اور جو اس کو ناجائز بتائے اس پر علانیہ توبہ لازم ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کردیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے"وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ"اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(کنزالایمان سورہ انعام آیت نمبر ۶۸) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(زکوۃ دیتے وقت رسید میں مرحومین کانام لکھوانا کیساہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیامال زکوۃ دینے پرثواب ملتاہے؟اوراگرملتا ہےتواس کاثواب کسی مرحوم کی روح کوایصال کرنا کیساہے؟مثلاً زکوۃ دیتے وقت برائے ایصال ثواب میں مرحومین کانام لکھوانے سے زکوۃ اداہوجائے گی؟اوراس کاثواب مرحومین کوملے گا؟بینواتوجروا

المستفتی:۔منصوراحمدمنصوری موہریارہرابازار

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک مال زکوۃ دینے پربھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ حکم شرع سمجھ کردی جائے کیونکہ زکوۃ دینا بھی عبادت ہے اورہرعبادت پرثواب ہے جیساکہ بہارشریعت میں ہے:نماز،روزہ،حج،زکوۃاورہر قسم کی عبادت اورہرعمل نیک فرض ونفل کاثواب مردوں کوپہنچاسکتاہے،ان سب کوپہنچےگااوراس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی،بلکہ اس کی رحمت سے امیدہےکہ سب کوپوراملے یہ نہیں کہ اسی ثواب کی تقسیم ہوکر ٹکڑاٹکڑاملے۔(ردالمحتار،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب في القراءۃللمیت۔إلخ،ج۳،ص۱۸۰؍بحوالہ بہارشریعت ح ۴؍قبردفن کابیان مسئلہ نمبر ۳۹)

جب زکوۃ عبادت ہےاوراس پرثواب ملتاہےتواس کاثواب مرحومین کوایصال بھی کرسکتے ہیں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ امیدہےکہ اس ثواب پہنچانے والے کے لئے ان سب کے مجموعے کے برابر ملےمثلاکوئی نیک کام کیا،جس کاثواب کم ازکم دس ملےگا،اس نے دس مردوں کوپہنچایاتوہرایک کودس دس ملیں گےاوراس کوایک سودس اورہزارکوپہنچایاتواسے دس ہزاردس وعلی ہذاالقیاس۔(فتاوی رضویہ

ج۹ص ۶۲۳ ۳ بحوالہ بہار شریعت ح ۴ قبر دفن کا بیان مسئلہ نمبر ۳۹)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایسی کتاب دینی جو اگر طبع کی جائے تمام مسلمانانِ عالم میں مفید ثابت ہوسکتی ہے اگر کوئی شخص (حیلہ شرعی کرکے) زرِ زکوٰۃ سے چندہ فراہم کرکے کتاب مذکور بغرض رفاہِ عام چھپوائے توان چندہ دہندہ گان اصحاب کا زرِ زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ تو آپ علیہ الرحمہ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جائز ہے اور اس میں چندہ دہندوں کے لئے اجرِ عظیم اور ثواب جاری ہے، جب تک وہ کتاب باقی رہے گی اور نسلاً بعد نسل جن جن مسلمانوں کو فائدہ دے گی ہمیشہ ان کا اجر ایک چندہ دہندے کو اُس کی حیات میں اور اُس کی قبر میں پہنچتا رہے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلث صدقة جارية او عمل ينتفع بها اوولد صالح يد عوله۔ رواه البخارى فى ادب المفرداو مسلم فى الصحيح وابوداؤد و الترمذى عن النسائى عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه، جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین صورتوں میں جاری رہتا ہے: ایک، اس نے صدقہ جاریہ کیا تھا، دوسرا اس کا ایسا عمل جو اب بھی نافع ہے یا اس کی نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے اسے امام بخاری نے ادب المفرد میں، مسلم نے صحیح میں، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم باب مایلحق الانسان الثواب بعد وفاتہ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۴۱ / الادب المفرد باب ۱۹ برالوالدین بعد موتھما حدیث ۳۸ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ص ۲۱ / بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۰ / ص ۲۶۰)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے مال حرام کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں، نیک کام ہو یا اور، سوا اس کے کہ جس سے لیا اُسے واپس دے یا فقیروں پر تصدّق کرے۔ بغیر اس کے کوئی حیلہ اُس کے پاک کرنے کا نہیں، اُسے خیرات کرکے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے، بلکہ فقہاء نے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کفر لکھا ہے۔ ہاں وہ جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیر پر تصدّق کر دے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کرسکتا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۳/ص ۵۸۱/دعوت اسلامی/احکام شریعت ح اول ص ۱۲۸)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوگیا کہ زکوۃ دینے پر ثواب ملتا ہے حتی کہ مال حرام کو حکم شرع سمجھ کر صدقہ کرنے سے ثواب ملتا ہے تو حکم شرع سمجھ کر زکوۃ دینے پر بدرجہ اولیٰ ثواب ملے گا۔

رہی بات چندہ دیتے وقت رسید میں مرحومین کا نام لکھوانا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی مشہور حدیث ہے"انما الاعمال بالنیات"

مرحومین کا نام لکھوانا ضروری بھی نہیں ہے اگر نیت ہے تو مرحومین کو ثواب ملے گا اور دینے والے کو بھی ثواب ملے گا جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا، یونہی رسید میں مرحومین کا نام لکھوا دینے سے ادائیگی زکوۃ میں کوئی فرق نہ پڑے گا اور نہ ہی ثواب میں کچھ کمی ہوگی بشرطیکہ دکھاوا نہ ہو بلکہ ادائیگی زکوۃ حکم شرع سمجھ کر ہو۔ھذا ما ظھر عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

الجواب صحیح والمجیب نجیح

سید شمس الحق برکاتی مصباحی

(خلیفہ حضور تاج الشریعہ وقاضی شرع اسٹیٹ گووا)

(جو مالک نصاب زکوۃ نہ دے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو مالک نصاب زکوۃ نہ دے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔عبداللہ رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایمان والوں کو چاہئے کہ زکوۃ ادا کریں کیونکہ یہ اسی کو فائدہ پہونچانے والا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے" وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ "اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(کنزالاپ ۱،سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۰)

پھر بھی جو مالک نصاب زکوۃ نہ دے وہ سخت گنہ گار مستحق عذاب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے"وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۔سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ "یعنی جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ہوگا۔(پارہ ۴ رکوع ۹ رآیت ۱۸۰)

اور حدیث شریف میں ہے"یکون کنز احدکم یوم القیمۃ شجا عا اقرع یفر منہ صاحبہ ویطلبہ حتی یلقمہ اصا بعہ "یعنی جس مال کی زکوۃ نہ دی گئی قیامت کے دن

وہ مال گنجا سانپ ہو کر مالک کو دوڑائے گا وہ بھاگے گا یہاں تک کہ وہ زکوۃ نہ دینے والا مجبور ہو کر اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔(مشکوۃ ص ۱۵۷)

اس طرح کی بیشمار احادیث طیبہ زکوۃ کی وعید میں کتب احادیث میں موجود ہیں۔ نیز کتب فقہ میں فقہائے کرام نے تحریر فرمایا کہ ہر مالک نصاب پر زکوۃ فرض عین ہے اور اس کا منکر (فرضیت کا انکار کرنے والا) کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق ،اور ادا میں تاخیر کرنے والا گناہ گار مردود الشہادۃ ہے۔

لہذا شخص مذکورہ پر لازم ہے کہ جتنے سالوں کی زکوۃ نہ دی ہو جلد سے جلد ادا کر کے توبہ و استغفار کرلے اللہ غفور الرحیم ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ایک نیکی کا بدلہ ستر ہے یا سات سو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان میں ایک کا بدلہ ستر گنا ثواب ملتا ہے لیکن امام صاحب نماز ظہر کے بعد درس دے رہے تھے کہ ایک کے بدلے سات سو کا ثواب ملتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے یعنی کس کو دینے پر سات سو ملتا ہے؟ پھر جو یہ عالم یہ بیان کرے کہ ایک کا بدلہ ستر ہے ان پر کیا حکم ہے؟ **المستفتی:** محمد رضوان گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک یہ بات درست ہے کہ ایک کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور وہ طالب علم ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے سوال ہوا کہ جو رقم فاتحہ میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس کو طالب علم کے تعلیم دینی میں بہ نیت ثواب فاتحہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف کر دیا جائے تو بدل اُس فاتحہ سالانہ یا ماہواری کا ہو کر باعثِ خوشنودی سردارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا یا نہیں اور ثواب میں کمی تو نہ ہوگی؟ تو آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں "یہ اُس کا نعم البدل ہوگا اور ثواب میں کمی کیا معنی، اُس سے ستّر گُنا ثواب کی زیادہ اُمید ہے بطور مذکور کھانا پکا کر کھلانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں، قال اللہ تعالیٰ "من جاء بالحسنة فله عشر امثلها" اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جو نیکی بجالاتا ہے اس کے لئے اس کی دس مثل ہیں۔(القرآن ۶/۱۶۱)

اور طالبِ علمِ دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو، قال اللہ تعالیٰ " مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ”اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے: انکی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔(القرآن ۲/۲۶۱)

درمختار میں ہے: فی سبیل الله هو منقطع الغزاة وقيل الحاج وقيل طلبة العلم خصوصا ”فی سبیل اللہ سے مراد وُہ غازی ہیں جن کے پاس خرچہ و اسلحہ نہ ہو، بعض نے کہا حاجی، اور بعض نے کہا اس سے خصوصاً طالب علم مراد ہیں ۔(درمختار باب المصرف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۴۰/ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۳۱۰/ مطبوعہ لاہور)

رہی بات ثواب کی تو قرآن پاک میں دس گنا اور سات سو کا ذکر آیا ہے اور اللہ رب العزت فرماتا ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ اور اللہ جس کے لئے چاہے ثواب کو سات سو سے زیادہ بڑھا دے اب یہ اللہ رب العزت کے کرم پر ہے جسے جو چاہے عطا فرمائے ۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ جس نے سات سو کہا انکا بھی کہنا درست ہے اور جس ستر کہا انکا بھی کہنا درست ہے بس نوعیت کی فرق ہے ۔ھذا ماظھری واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(فرقہائے باطلہ کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرقۂ باطلہ مثلا وہابی دیوبندی ،شیعہ کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟اور جو دیتا ہو اس پر کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔اکبر علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوۃ کے جو مستحق ہیں یعنی جن کو زکوۃ دینا جائز ہے اس میں پہلی شرط ہے مسلم ہونا اور فرقہائے باطلہ مثلا وہابی دیوبندی ،شیعہ، کافر و مرتد ہیں اس لئے ان کو زکوۃ دینا ناجائز وحرام ہے اور انہیں زکوۃ دینے سے ادا نہیں ہوگی ،سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ زکوۃ کا روپیہ کافر ،مشرک ،وہابی ،رافضی ،قادیانی ،وغیرہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ ان کو زکوۃ دینا حرام ہے اور انکو دیئے زکوۃ ادا نہ ہوگی ۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۲۹۴)

جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے "لا یجوز صرف الزکاۃ الی الکافر بلا خلاف لحدیث معاذ رضی اللہ عنہ خذ من أغنیاءہم وردھا الی فقراءہم (جلد ثانی / زکوۃ کا بیان/ص ۴۹/بیروت لبنان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(بیوہ کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ جو کی بیوہ ہے اور اس کے تین چار لڑکیاں ہیں اور صرف ایک لڑکا ہے جو کی دس بارہ ہزار روپئے میں نوکری کرتا ہے شہر ممبی وغیرہ میں تو کیا اس بیوہ عورت کو زکاۃ فطرہ کی رقم دینا جائز ہے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد سلمان برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی وہ بیوہ مالک نصاب نہیں ہے یعنی ساڑھے باون تولہ (چھ سو ترپن گرام ایک سو چوراسی ملی گرام) چاندی کی قیمت نہیں رکھتی ہے تو اسے زکوۃ دے سکتے ہیں اور اگر مالک نصاب ہے مثلاً زیور اتنا ہے کہ نصاب کو پہونچ جائے مگر خرچہ نہیں چل رہا ہے اور کھانے پینے کی دشواری ہوتی ہے یا لڑکیوں کی شادی کرنے کے لئے رقم نہیں ہے تو ایسے غریبوں کو حیلہ شرعی کر کے مال زکوۃ دے سکتے ہیں یعنی کسی غریب کو جو زکوۃ کا مستحق ہو اس کو زکوۃ دیدیں پھر وہ اپنی رضا سے اس بیوہ کو روپیہ واپس کر دے اس طرح بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا گروی والے مال پر زکوۃ واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو مال گروی رکھا گیا ہے اس پر زکوۃ ہے یا نہیں؟ جیسے میں نے شادی کے لئے اپنی اہلیہ کا زیور ایک سنار کے یہاں گروی رکھا ابھی اس کو چھڑانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ لاک ڈاؤں کا معاملہ پیش آگیا جس کی وجہ سے روپئے کا انتظام نہ ہوسکا اب ایسی صورت میں زیور کی زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں؟ اگر زکوۃ واجب ہے تو کیا میں قرض لیکر زکوۃ ادا کروں یا بعد میں جب روپیا آئے گا تب ادا کردوں شرعا کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔** چاند محمد تلشی پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شے مرہون (یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے) اس کی زکاۃ نہ مرتہن (یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو اس) پر ہے، نہ راہن (یعنی گروی رکھنے والے) پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاۃ واجب نہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے (قوله ولا فی مرهون) أي لا على المرتهن لعدم ملك الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد وإذا استرده الراهن لا يزكي عن السنين الماضية، وهو معنى قول الشارح بعد قبضه، ويدل عليه قول البحر: ومن موانع الوجوب الرهن وظاهره ولو كان الرهن أزيد من الدين (در مختار و ردالمحتار حاشیه ابن عابدین/جلد۳/ص/۱۸۰/بیروت لبنان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا غریبوں کو کھانا کھلانے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان المبارک میں زکوۃ کی رقم سے افطاری کرانے سے کیا زکوۃ ادا ہو جائے گی؟ یونہی لاک ڈاؤں کی وجہ سے غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ **المستفتی:۔**عبدالرزاق بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

افطار کرا دینے سے یا کھانا کھلا دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی اولاً تو کھانے والے سب فقیر نہیں رہتے ثانیاً اگر بالفرض سب فقیر ہوں جب بھی زکوۃ ادا نہ ہو گی کیونکہ تملیک شرط ہے اور کھلا دینے سے مالک کر دینا نہ پایا گیا ہاں اگر فقیر کو دے کر مالک بنا دے کہ یہ تمہارا ہے اب کھائے یا کسی کو کھلائے زکوۃ ادا ہو جائے گی جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔

(بہار شریعت ح ۵ زکوۃ کا بیان)

چونکہ لاک ڈاؤن میں بہت سے مسلمان پھنسے ہوئے ہیں جو کھانے کے لئے ترستے ہیں ایسے وقت میں ان کو کھلانا بہت بڑا ثواب ہے اگر غیر زکوۃ سے یہ کام نہ ہوسکتا ہو تو مال زکوۃ کو صرف کر سکتے ہیں مگر اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کھانے کے لئے نہ کہیں بلکہ دیکر مالک بنا دیں، اور انہیں لوگوں کو دیں جو مستحق ہوں، دوسری بات جس کو دیں وہ عاقل سمجھدار ہو اس پر قبضہ کرنا جانتا ہو اتنا بھی چھوٹا بچہ یا پاگل نہ ہو کہ اسے پھینک دے یا قبضہ نہ جما سکے خواہ کھانا ہو یا کپڑا یا روپیہ وغیرہ اس پر قبضہ کرنا ضروری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ہے ورنہ زکوۃ ادا نہ ہوگی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچے یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کرے۔ (بہار شریعت ح ۵ زکوۃ کا بیان)

بہتر طریقہ یہ ہے پہلے مال زکوۃ کو حیلہ شرعی کروالیں یعنی کسی غریب کے ہاتھ کوئی سامان بیچ دیں مثلاً ایک لاکھ کا حیلہ کروانا ہے تو کسی غریب یعنی جو مستحق زکوۃ ہو اس کے ہاتھ کوئی سامان (کپڑا وغیرہ جو اس کے کام آسکے) ادھار ایک لاکھ کا بیچ دیں اور وہ کپڑا اس کو دے دیں اب وہ ایک لاکھ قرضہ ہوگیا، پھر ایک لاکھ اس کو زکوۃ کا روپیہ دے دیں یہ کہکر کہ یہ مال زکوۃ ہے میں نے آپ کو دیا یہ آپ کا ہوگیا جب وہ اس پر قبضہ جمالے اس کے بعد اس کو کہیں کہ ایک لاکھ کو جو سامان خریدنے کا قرضہ آپ کے ذمہ ہے وہ دے دو، دے دیا تو ٹھیک ورنہ مار کر بھی چھین سکتے ہیں کیونکہ اب وہ مال زکوۃ نہیں بلکہ قرض لے رہا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد ۱۰ ردعوت اسلامی)

پھر اس رقم سے جو کچھ خریدنا ہو مثلاً دال چاول مسالہ وغیرہ خرید کر غریبوں میں تقسیم کر دیں اب کوئی شرط نہیں بلکہ ہر چھوٹے بڑے کو دے سکتے ہیں یونہی پاگل بے عقل کو بھی سکتے ہیں مگر انہیں ہی دیا جائے جو اس کو استعمال میں لاسکیں اور صحیح معنوں میں اس کے مستحق ہوں اگر چہ وہ مالک نصاب ہوں مگر لاک ڈاؤں کی وجہ سے مجبور ہوں وقت پر کھانے کو نہ ہو تو انہیں بھی دے سکتے ہیں، جیسے شریعت نے مسافر کو بوقت ضرورت مال زکوۃ کھانے کی اجازت دی ہے۔

الانتباہ:۔ حیلہ شرعی کا جو طریقہ میں نے بیان کیا ہے یہ صرف اور صرف ضرورت کے تحت ہے اس طرح حیلہ کر کے نہ تو کوئی خود کھا سکتا ہے نہ ہی مالدار کو کھلا سکتا ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔ ھذا ماظھری واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو مال قرض دیا گیا ہے اس مال کی زکوۃ کس پر ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا قرض بکر پر ہے اور بکر اپنی غریبی کا اظہار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں ابھی نہیں دے پاؤں گا بعد میں لے لینا تو زید نے کہا پھر ماہ رمضان میں میرے رقم کی زکوۃ تمہیں کو ادا کرنی ہوگی تو معلوم یہ کرنا ہے کیا یہ درست ہے؟ اگر نہیں تو زید پر واجب ہوگا یا نہیں؟ **المستفتی**:۔عبدالرزاق بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب بکر غریبی کا اظہار کرتا ہے تو زید کو چاہئے کہ بکر کو موقع دے دے یہ بھی ثواب کا کام ہے اور زید کا یہ کہنا کہ میرے رقم کی زکوۃ ادا کروگے تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایک قسم کا سود ہے اور سود حرام ہے ،زید پر لازم ہے کہ زکوۃ خود ادا کرے کیونکہ روپیہ زید کا ہے اس لئے زکوۃ زید ہی کے ذمہ ہے نہ کہ بکر پر اور اگر زید نے ابھی نہ ادا کیا تو روپیہ ملنے پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ زید کو دینی ہوگی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے ۔(بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا قرض دار مالک نصاب پر زکوۃ واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں اس وقت تین لاکھ کا مالک ہوں مگر اس سے زیادہ میرے اوپر قرض ہے لاک ڈاؤن کی وجہ سے میں قرض نہیں دے سکتا اب ایسی صورت میں کیا حکم ہے کیا مجھ پر ان روپیوں کی زکوۃ واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو میرے لئے کوئی صورت بیان کر دیں جس سے شرعی پکڑ نہ ہو۔ **المستفتی:۔** اکرام الدین بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں آپ پر زکوۃ واجب نہیں کیونکہ نصاب کا دین سے فارغ ہونا شرط ہے، ہاں اگر قرض نکالنے کے بعد نصاب باقی رہتا تو زکوۃ واجب ہوتا جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرما تے ہیں ”نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زر ثمن (یعنی کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گذر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔(بہار شریعت ح ۵ زکوۃ کا بیان)

نیز فرماتے ہیں ”اگر خود مدیون (یعنی مقروض) نہیں مگر مدیون کا کفیل (یعنی مقروض کا ضامن) ہے اور کفالت کے روپئے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لئے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگر چہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرا دے تو یہ روپے دین میں مستغرق ہیں، لہذا زکاۃ واجب نہیں۔ (بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

یاد رہے کہ دین مانع زکوۃ اس وقت ہوگا جبکہ نصاب پر سال نہ گزرا ہو اور اگر سال گزر گیا اور آپ مالک نصاب ہو گئے تو اس سال کی زکوۃ آپ پر واجب ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''دین اس وقت مانع زکاۃ ہے جب زکاۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہوا تو زکاۃ پر اس دین کا کچھ اثر نہیں۔ (بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرض اگر زکوۃ واجب ہونے پہلے کا مثلا زکوۃ واجب تیس ہزار پر ہے اور آپ کے پاس پچیس ہزار تھا پھر آپ نے دس ہزار قرض لے لیا اب مکمل پینتیس ہزار ہو گیا اور زکوۃ تیس ہزار پر واجب ہے مگر چونکہ اس میں آپ کا پچیس ہی ہے دس قرض کا ہے اس لئے آپ پر زکوۃ واجب نہ ہوگا ،اور اگر آپ کے پاس پینتیس ہزار تھا ایک سال مکمل ہو گیا ابھی زکوۃ نہیں دیئے تھے کہ دس ہزار خرچ ہو گیا پھر دس ہزار قرض لئے اور مکمل پینتیس ہو گیا یا پندرہ ہزار قرض لئے کہ مکمل چالیس ہزار ہو گیا چونکہ قرض دینے کے بعد آپ کے پاس پچیس ہزار بچے گا مگر پھر بھی آپ پر پینتیس ہزار کی زکوۃ واجب ہے کیونکہ آپ کے پینتیس ہزار پر سال گزر چکا ہے اور زکوۃ واجب ہو چکی ہے اگر چہ اب نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا دین مہر مانع زکوۃ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرا نکاح یعنی شادی ۲۰۰۰ء میں ہوئی تھی اس وقت مہر پچاس ہزار پر بندھا تھا تو ابھی تک میں نہیں دے پایا ہوں اب معلوم یہ کرنا ہے کہ جو مال میرے پاس ہے ان سب کی زکوۃ دینی ہوگی یا دین مہر کو نکالنے کے بعد؟

المستفتی:۔صلاح الدین بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب شادی دو ہزار میں ہوئی تو آپ کو چاہئے تھا کہ کسی عالم سے معلوم کریں انیس سال کے بعد آج معلوم کررہے ہیں ابھی تک زکوۃ کس طرح دیتے رہے؟ جبکہ شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان مرد وعورت پر بقدر ضرورت علم کا سیکھنا فرض قرار دیا ہے فرمان مصطفی ﷺ ہے"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم "(مشکوۃ)

چونکہ مہر کی تین قسمیں ہیں (۱) مہر معجل، جو اسی وقت دے دیا جاتا ہے خواہ زیور کی صورت میں ہو یا نقد، تو اس پر زکوۃ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔(۲) مہر مطلق، جس کے لئے کوئی وقت ہی مقرر نہیں کہ عورت شوہر سے مطالبہ کرے یہ عورت کو اسی وقت ملتا ہے شوہر کا انتقال ہو یا طلاق دے، اس صورت میں بھی زکوۃ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔(۳) مہر مؤجل، جس کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے وہ وقت پورا ہونے کے بعد عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور شوہر پر عورت کا قرض باقی رہتا ہے جب تک نہ دے، مگر زکوۃ کے لئے مانع نہ ہوگا یعنی شوہر مالک نصاب ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے اگر چہ دین

مہر نکالنے کے بعد نصاب نہ بچے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" چونکہ عادۃ دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہذا اگر چہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے، خصوصا مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے (یہ اُس وقت رائج تھا، اب اِس وقت مہر معجل پر نکاح ہوتا ہے) جس کی ادا کی کوئی میعاد معین نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو (بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

صورت مسئولہ میں زکوۃ واجب ہے اگر چہ دین مہر نکالنے کے بعد نصاب نہ بچتا ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جونصاب کا مالک نہیں کیا وہ زکوۃ لے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید مالک نصاب نہیں ہے یعنی اس کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی ہے نہ ہی مال تجارت ہے اور نہ ہی اتنا رقم ہے جو نصاب کو پہونچ جائے البتہ دو بائک اور ایک اسکارپیو ہے کیا ایسی صورت میں زید پر زکوۃ واجب ہے؟ اور اگر نہیں تو کیا زید زکوۃ لے سکتا ہے؟ **المستفتی:۔**(مولانا) جاوید رضا نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں زید پر نہ زکوۃ واجب ہے اور نہ ہی وہ زکوۃ لے سکتا ہے کیونکہ نصاب دو طرح کے ہیں ایک یہ کہ جب کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کا کوئی سامان حاجت اصلیہ سے ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہے جیسے مال تجارت سونا چاندی روپیہ وغیرہ، دوسرا نصاب یہ ہے کہ گاڑی کتاب، برتن، فریج وغیرہ اگر ضرورت سے زائد ہیں اور انکی قیمت نصاب کو پہونچ رہا ہے تو وہ مال زکوۃ نہیں لے سکتا ہے اگر چہ ان چیزوں کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پچاس ہزار کی ٹی وی ہے، یہ حاجت اصلیہ میں نہیں ہے مگر اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے زید زکوۃ نہیں لے سکتا، یونہی کسی کے پاس دو گاڑی ہے ایک ضرورت کے تحت دوسرا زائد تو زائد ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ نہیں اگر چہ نصاب سے زائد کی قیمت کی ہو مگر اس کے ہوتے ہوئے زید زکوۃ نہیں لے سکتا، یونہی برتن جو گھر میں ضرورت سے زائد ہیں اور انکی قیمت نصاب کو پہونچ رہی ہے تو اس پر زکوۃ نہیں مگر اس کے ہوتے ہوئے زکوۃ لینا جائز نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

تحریر فرماتے ہیں کہ ”اہل علم کے لئے کتابیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہل علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ لینا جائز ہے اور غیر اہل علم کے لئے ناجائز، جب کہ دو سو درم قیمت کی ہوں۔ (بہار شریعت ح ۵ زکوۃ کا بیان)

نیز فرماتے ہیں ”حافظ کے لیے قرآن مجید حاجت اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجت اصلیہ کے علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دو سو درم (ساڑھے باون تولہ چاندی کی) قیمت کا ہو تو زکاۃ لینا جائز نہیں۔ (بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

چند سطر بعد فرماتے ہیں ”اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو، کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دو سو درم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاۃ لینا ناجائز ہے، خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔ (بہار شریعت ح زکوۃ کا بیان)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن چیزوں کا شمار حاجت اصلیہ میں ہوتا ہے اگر وہ چیزیں ضرورت سے زائد ہوں اور انکی قیمت نصاب کو پہونچ رہا ہو تو زکوۃ کا لینا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر زکوۃ کا دینا واجب ہوگا، خواہ وہ برتن ہو، یا گاڑی ہو، یا کتاب ہو، یا فریج وغیرہ یا اور کوئی سامان، البتہ قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا مال غصب پر زکوۃ واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غصب کئے ہوئے مال پر زکوۃ ہے یا نہیں مثلا زید چوری کرتا ہے، یا جوا کھیلتا ہے تو اس پر اس مال کی زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔(مولانا) عبدالقادر منکاپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ کو یہ پوچھنا چاہئے تھا کہ چوری کرنا اور جوا کھیلنا کیسا ہے؟ زکوۃ کی بات تو بعد میں کیونکہ چوری کرنا شرعا ناجائز ہے، اگر اسلامی حکومت ہوتی تو چور کو سخت سزا دیتی یعنی اس کا ہاتھ کاٹ لیتی ارشاد ربانی ہے ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ '' اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔(کنزالایمان، پ،۶، سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۳۸)

یونہی جوا کھیلنا بھی شرعا حرام ہے بندۂ مؤمن کو اس سے دور رہنا چاہئے ارشاد ربانی ہے ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ '' اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔(کنزالایمان، پ،۷، سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۹۰)

رہی بات زکوۃ کی تو غصب کئے ہوئے مال کی زکاۃ زید پر واجب نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ کل مال مالک کو واپس کردے کیونکہ یہ اس کا مال ہی نہیں ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ویشترط أن یتمکن من الاستنماء بکون المال فی یده أو ید نائبه فإن لم یتمکن من الاستنماء فلا زکاۃ علیه وذلك مثل مال الضمار کذا فی التبیین وهو کل ما بقی أصله فی ملکه ولکن زال عن یده زوالا لا یرجی عوده فی الغالب کذا فی المحیط، ومن مال الضمار الدین المجحود والمغصوب إذا لم یکن علیهما بینة" (کتاب الزکوۃ ج۱ ص۱۹۲ بیروت لبنان)

البتہ زید مالک نصاب ہے اور مال غصب اپنے مال میں شریک کرلیا کہ اب معلوم نہیں پڑتا کہ مال غصب کون سا ہے تو اب پورے مال کی زکوۃ دینی ہوگی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”غصب کئے ہوئے کی زکاۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اسے واپس دے اور اگر غاصب نے اس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاۃ واجب ہے ۔(بہار شریعت ح۵ / زکوۃ کابیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مستحق زکوٰۃ کو کیسے پہچانیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ کے مستحق کو کیسے پہچانیں کہ یہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔غلام نبی حنفی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کی تحقیق بہت مشکل ہے ہاں جس کو زکوٰۃ دینا ہو اس کے بارے میں اگر غالب گمان ہو کہ یہ مستحق زکوٰۃ ہے تو دے دے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر غالب گمان نہیں ہوتا ہے تو نہ دے۔ (فتاوی امجدیہ جلد اول کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۷۴)

اور غالب گمان کے بعد دی تھی کہ مستحق زکوٰۃ ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو غنی تھا یا اس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا بیوی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمی کافر تھا تو زکوۃ ادا ہوگئی، اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اس کا غلام تھا یا حربی کافر تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی اور اگر بغیر تحقیق سوچے سمجھے دی بعدہ معلوم ہوا کہ وہ مستحق زکوٰۃ نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، پھر سے زکوٰۃ دے ایسا ہی بہار شریعت حصہ پنجم زکوٰۃ کے بیان میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(سال پورا ہونے سے پہلے کچھ مال اور آیا تو اس پر زکوۃ ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مالک نصاب ہے جس پر ایک مخصوص رقم کی زکوٰۃ واجب ہے مثلاً زید کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے جس پر سال گزر چکا ہے تو اس مال کی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے لیکن زید مالک نصاب نے مذکورہ شئی کے علاوہ تقریباً تین تولہ سونا اور خریدا جس پر سال پورا نہیں ہوا مذکورہ صورت میں زید کے تین تولہ سونے پر زکوٰۃ واجب ہونے کی کیا صورت ہوگی؟ **المستفتی**:۔صغیر احمد چمروپور بازار ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر زید سال پورا ہونے کے بعد تین تولہ سونا خریدا تو اس تین تولے پر زکوۃ نہیں ہے کیونکہ سال پورا ہوتے ہی زکوۃ فرض ہوگئی نہ ادا کرنے کی صورت میں گنہگار ہوا مگر بعد والے تین تولے پر زکوۃ فرض نہیں البتہ آنے والے سال میں اگر ساڑھے دس تولہ باقی رہا یا سال پورا ہونے سے پہلے اور خریدا یا کچھ کم ہوگیا یعنی جتنا رہے گا اس پر زکوۃ فرض ہوگی یعنی اس سال زکوۃ نہیں نکالا ہے تو آنے والے سال میں دو سال کا زکوۃ اس طرح دینی ہوگی کہ پہلے سال کا ساڑھے سات تولہ سونے کی زکوۃ دے اور دوسرے سال کی زکوۃ ساڑھے دس تولہ سونے کی دینی ہوگی۔

اور اگر زید سال پورا ہونے سے پہلے ہی تین تولہ اور خریدا تو مکمل مال یعنی ساڑھے دس تولہ سونا پر زکوۃ فرض ہے اگر چہ تین تولہ پر ابھی سال نہ گزرا ہو،فقیر کے پاس نصاب کا مال آیا اور اس پر سال گزر گیا تو اس پر اور اس درمیان سال میں جتنا بھی مال آئے گا سب پر زکوۃ فرض ہوگا نہ کہ صرف اسی پر

جس پر سال گزرا ہے اگر ہر مال پر سال گزارنے کا حکم فقہا نے دیا تو پورے سال زکوۃ نکالنے میں چلے جائے گا اور یہ ناممکن العمل ہوگا جیسا کہ فیوضات الرضویہ تشریحات الہدایہ میں ہے ''اور یہ امر پیش نظر ہے کہ سال بھر کے دوران صاحب نصاب کی ملکیت میں کم از کم نصاب کا رہنا ضروری ہے ہر مال پر (خواہ وہ نقد رقم ہو یا سونا چاندی کی صورت میں ہو یا صنعت وتجارت کا مال ہو) سال گزرنا زکوۃ واجب ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، اگر مال کے ہر جز پر سال گزرنے کی شرط کا لازمی قرار دیا جائے تو تاجر حضرات کے لئے زکوۃ کا حساب نکالنا تقریبا ناممکن العمل ہو جائے گا کیونکہ مال کی آمد وخرچ کا سلسلہ روز جاری رہتا ہے بلکہ تنخواہ دار آدمی بھی ہر ماہ کی تنخواہ سے کچھ پس انداز کرتا ہے لہذا مال کے ہر حصے کی مدت الگ ہوتی ہے، مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں زکوۃ کی تشخیص کی مقررہ تاریخ سے چند دن قبل بھی اگر مال صاحب نصاب کی ملکیت مین آجائے تو اسے پہلے سے موجودہ مال میں شامل کر کے کل مالیت پر زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے نقد مال اور دراہم ودنانیر خرچ کے لئے بھی ہوں تو ان پر زکوۃ واجب ہے۔

(جلد سوم کتاب الزکوۃ ص ۴۰/۴۱)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو۔ (بہار شریعت ح ۵ زکوۃ کابیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جو کئی سال زکوۃ نہ دیا ہو اس کے لے کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جسے معلوم نہیں کہ میں کب سے مالک نصاب ہوں وہ زکوۃ کیسے نکالے؟ **المستفتی**:۔صغیر احمد چمروپور بازار ضلع بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ارشاد مصطفی ﷺ ہے''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۴)

یعنی شخص مذکور پر علم کا سیکھنا فرض تھا تو اسے چاہئے تھا کہ بقدر ضرورت علم سیکھے پھر اگر نہیں سیکھا تھا تو کسی اہل علم سے پوچھتا ارشاد ربانی ہے'' فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ '' تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔(کنزالایمان،پ،۱۷،سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷)

مگر اس نے نہ تو علم سیکھا اور نہ ہی اہل علم سے معلوم کیا جس کی وجہ سے کئی سالوں کی زکوۃ نہ دی تو اس پر لازم ہے کہ اول توبہ کرے اللہ تعالی غفور رحیم ہے بعدہ ذہن کو دوڑائے خیال کرے کہ میں کب سے امیر ہوا، یا میرے پاس روپیہ کب سے آنا شروع ہوا اگر معلوم ہو سکے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ نکالے جس میں مالک نصاب رہا کہ اس پر فرض ہے،اور اگر معلوم نہ ہو سکے کہ کتنے سال مالک نصاب رہا کتنے سال نہیں تو اب اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑی سے بڑی رقم جس پر ظن غالب ہو جائے کہ اب اس سے زیادہ رقم زکاۃ کی نہیں نکلے گی فرض کر کے ادا کر دے اللہ تعالی علیم وخبیر اور غفور رحیم بھی، امید ہے کہ معاف فرما دیگا مگر اپنی طرف سے کم نہ دے ورنہ شرعی گرفت ہوگی،ہاں اگر اب

اتنا رقم نہیں بچتا کہ مکمل سال گذشتہ کی زکوۃ ادا کر سکے تو حیلہ شرعی کر کے ادا کر دے مثلا ایک لاکھ کی زکوۃ نکالنی ہے اور اس کے پاس صرف دس ہزار ہے تو یہ دس ہزار کسی غریب مسلمان عاقل بالغ کو زکوۃ کی نیت سے دے دے پھر وہ غریب اس کو اپنی رضا سے واپس کر دے پھر اسے زکوۃ کی نیت سے دے دے پھر وہ واپس کر دے یونہی نو بار واپس کر دے اور دسویں بار اس غریب ہی کو دے دے جب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی اور دونوں ثواب کے مستحق ہونگے، جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "مدّتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکوٰۃ کا تحقیقی حساب نہ معلوم ہو سکے تو عاقبت پاک کرنے کے لیے بڑی سے بڑی رقم جہاں تک خیال میں آسکے فرض کر لے کہ زیادہ جائے گا تو ضائع نہ جائے گا، بلکہ تیرے رب مہربان کے پاس تیری بڑی حاجت کے وقت کے لیے جمع رہے گا وہ اس کا کامل اجر جو تیرے حوصلہ وگمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا، اور کم کیا تو بادشاہ قہار کا مطالبہ جیسا ہزار روپیہ کا ویسا ہی ایک پیسے کا، اگر بدیں وجہ کہ مال کثیر اور قرنوں کی زکوٰۃ ہے یہ رقم وافر دیتے ہُوئے نفس کو درد پہنچے گا، تو اول تو یہ ہی خیال کر لیجئے کہ قصور اپنا ہے سال بہ سال دیتے رہتے تو یہ گٹھری کیوں بندھ جاتی، پھر خدائے کریم عزّوجل، کی مہربانی دیکھئے، اس نے یہ حکم نہ دیا کہ غیروں ہی کو دیجئے بلکہ اپنوں کو دینے میں دُونا ثواب رکھا ہے، ایک تصدّق کا، ایک صلہ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر سے پیارے، دل کے عزیز ہوں جیسے بھائی، بھتیجے، بھانجے، انھیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہوگا، بس اتنا لحاظ کر لیجئے کہ نہ وہ غنی ہو نہ غنی باپ زندہ کہ نابالغ بچّے، نہ اُن سے علاقہ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وُہ اپنی اولاد میں نہ آپ انکی اولاد میں۔ پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں ہے کہ گویا ہاتھ بالکل خالی ہُوا جاتا ہے تو دیئے بغیر تو چھٹکارا نہیں، خدا کے وہ سخت عذاب ہزاروں برس تک جھیلنے بہت دشوار ہیں، دُنیا کی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے گزر ہی جائیں گی، تاہم اگر چہ یہ شخص اپنے ان عزیزوں کو بہ نیّتِ زکوٰۃ دے کر قبضہ دلائے پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبر واکراہ کے اپنی خوشی سے بطور ہبہ جس قدر چاہیں واپس کر دیں تو سب کے لئے سراسر فائدہ ہے، اس کے لیے یہ کہ خدا کے عذاب سے چُھوٹا اللہ تعالیٰ کا قرض وفرض ادا ہوا اور مال بھی حلال

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

و پاکیزہ ہو کر واپس ملا، جو رہا وہ اپنے جگر پاروں کے پاس رہا، ان کے لئے یہ فائدہ ہیں کہ دنیا میں مال ملا عقبٰے میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر ترس کھانے اور اسے ہبہ کرنے اور اس کے ادائے زکوٰۃ میں مدد دینے سے ثواب پایا، پھر اگر ان پر پُورا اطمینان ہو تو زکوٰۃ سالہا سال حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی، اپنا کل مال بطور تصدّق انھیں دے کر قبضہ دلا دے پھر وہ جس قدر چاہیں اسے اپنی طرف سے ہبہ کر دیں، کتنی ہی زکوٰۃ اس پر تھی سب ادا ہوگئی اور سب مطلب بر آئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی و دنیوی نفع پائے، مولیٰ عزوجل اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے ۔آمین آمین یا رب العالمین۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۱۸۶/ ۱۸۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کتنے تولے پر زکوۃ فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی شخص کے پاس 18 تولہ سونا ہے تو کیا اس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنی نکالنی پڑے گی مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد لاامان رضا

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زیادہ ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس سے زیادہ ہو یا تھوڑا تھوڑا دونوں ہوں جسے ملا کر کے کسی ایک کی قیمت پہونچ رہی ہو یا تجارت کے مال وغیرہ ہوں جو مالک نصاب ہونے تک پہونچ رہے ہیں اس کی قیمت اتنی ہو رہی ہے تو زکوٰۃ اس پر واجب ہے لہذا صورت مسئولہ میں اگر اٹھارہ تولہ سونا ہے اور اس پر اتنا قرض نہیں ہے کہ نصاب باقی نہ رہے تو بلا شبہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ اور چاندی کی دوسو درم یعنی ساڑھے باون تولہ اگر ان میں کوئی ایک چیز بھی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے یا پھر اتنا روپیہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہے اور آگے فرماتے ہیں سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے،خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکّے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم زکوٰۃ کا بیان)

معلوم ہوا کہ چالیسواں حصہ نکالا جائے گا تو ہم کو چاہئے کہ اپنے مال سے چالیسواں حصہ نکال کر فقراء مساکین کو دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا مالک نصاب اپنے گھر والوں کو زکوۃ دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص مالک نصاب ہو اور زکوٰۃ خود اپنے گھر میں تقسیم کر دیتا ہو لیکن اسکے گھر کے فرد زکوٰۃ کے حقدار نہیں تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مکمل و مفصل جواب عنایت فرمائیں حوالے کے ساتھ **المستفتی:۔** محمد دانش رضوی

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

شرع کا حکم ہے کہ اپنی اصل وفرع کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اصل فرع میں یہ لوگ آتے ہیں ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہم اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ان لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ہیں اور اگر دی تو ادا نہیں ہوگی سوال میں مذکور ہے اپنے ہی گھر والوں پر زکوٰۃ صرف کرتا ہے تو ایسے شخص کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ہے زکوٰۃ اسی وقت ادا ہوگی جب یہ مال ان لوگوں کو ملے گا جو اس کے صحیح معنوں میں مستحق ہے ایسا ہی بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم مال زکوٰۃ کے مصارف میں ہے۔اور ایسا شخص گنہگار بھی ہوا جو کہ زکوٰۃ کا مال اپنے ہی گھر والوں پر صرف کر رہا ہے جب کہ اس مال پر اس کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اس کے مصارف وہ ہیں جس کو قرآن میں ذکر کیا رب تبارک وتعالیٰ نے" اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ "زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔(پارہ ١٠/سورہ التوبۃ، آیت ٦٠)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ایسا شخص اس فعل سے توبہ کرے اور زکوٰۃ کا مال جو اپنے گھر والوں پر صرف کیا وہ سب نفل ہو گیا اب پھر سے زکوٰۃ ادا کرنا اس پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیازکوۃ کی رقم شادی شدہ بہن پرخرچ کی جاسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیازکوۃ کی رقم شادی شدہ بہن اور بھائی پرخرچ کی جاسکتی ہے؟ اگرچہ وہ قرض لینے کے متحمل ہوں **المستفتی**:صادق علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بھائی یا بہن اگر صاحب نصاب ہیں تو انہیں زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتے اور اگر بھائی یا بہن صاحب نصاب نہیں ہیں تو انہیں زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں اپنی حقیقی بہن یا حقیقی پھوپھی اگر صاحب نصاب ہوں تو علاوہ چرم قربانی کے زکوۃ اور صدقہ فطر دینا جائز نہیں اور اگر صاحب نصاب نہ ہوں تو دے سکتے ہیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۸۵)

ادائے زکوٰۃ کے لئے تملیک فقیر شرط ہے اس لیے اگر بھائی بہن صاحب نصاب نہیں ہیں تو انہیں مال زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے ان کے اوپر خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگا وہ مالک بننے کے بعد اگر مال زکوٰۃ دوبارہ دیدیں کہ میرے اوپر خرچ کرو تو یہ درست ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(سگی بہن کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سگی بہن کو زکوۃ دینا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی:** عرفان احمد رضا، بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بہن کو زکوۃ دے سکتے ہیں جبکہ وہ غریب مستحق زکوۃ ہو، بلکہ اسے دینا بہتر ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: وَالْأَفْضَلُ فِي الزَّكَاةِ وَالْفِطْرِ وَالنَّذْرِ الصَّرْفُ أَوَّلًا إِلَى الْإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ۔ (الفتاوی الهندیة،۱/۱۹۰)

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: زکوۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیں بہنوں کو دے۔ (بہارشریعت،۱/۹۳۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیانابالغ و پاگل پرصدقہ فطر دیناواجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیانابالغ و پاگل پرصدقہ فطر دینا کیسا ہے؟ واجب یااور کچھ؟ جواب سے نوازیں۔ **المستفتی:** واصل قادری،انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ یا مجنون جبکہ مالکِ نصاب ہوں تو ان پر بھی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، کیونکہ اس کے وجوب کیلئے عاقل اور بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: وَأَمَّا الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ فَلَيْسَا مِنْ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، حَتَّى تَجِبَ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ إذَا كَانَ لَهُمَا مَالٌ وَيُخْرِجُهَا الْوَلِيُّ مِنْ مَالِهِمَا۔ (ردالمحتار،۱۰۱۵۔۱۰۱۶)

اورصدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پرصدقہ فطر واجب ہے،ان کا ولی (سرپرست) ان کے مال سے ادا کرے، اگرولی نے ادا نہ کیااورنابالغ بالغ ہوگیایا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کریں اوراگرخود مالکِ نصاب نہ تھے اورولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پران کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔

(بہارشریعت،۱/۹۳۶)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟ **المستفتی:** محمد ذیشان الہ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولاتو یہ سمجھیں کہ جس واقعہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے اس میں حضرت ثعلبہ بن حاطب نہیں بلکہ وہ ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے۔کیونکہ حضرت ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم الشان بدری صحابی ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔اور وہ ثعلبہ بن ابی حاطب جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں حالت منافقت میں مرا تھا اور وہ واقعہ تفاسیر وسیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۲)

اور یہ واقعہ درست ہے۔چنانچہ تفسیر صراط الجنان میں پارہ ۱۰/سورہ توبہ ۷۵/وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ الخ کے تحت ہے، یہاں ایک وضاحت کردینا مناسب ہے اور وہ یہ کہ تفسیر حدیث اور سیرت کی عام کتب میں اس شخص کا نام ”ثعلبہ بن حاطب“ لکھا ہوا ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ابن اثیر جزری کی تحقیق یہ ہے کہ اس شخص کا نام ”ثعلبہ بن حاطب“ درست نہیں کیونکہ ثعلبہ بن حاطب بدری صحابی ہیں اور وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور بدری صحابہ کے بارے میں قرآن وحدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کی روشنی میں دیکھا جائے تو ثعلبہ بن حاطب اس آیت کا مِصداق نہیں ہوسکتے نیز جب وہ جنگ اِحد میں شہید ہو گئے تو وہ اس کے مِصداق ہو ہی نہیں سکتے کہ یہ شخص تو زمانۂ عثمانی میں مرا تھا۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اس سے ظاہر ہے کہ آیت میں جس شخص کا واقعہ مذکور ہے وہ ثعلبہ بن حاطب کے علاوہ کوئی اور ہے اور تفسیر ابن مردویہ میں مذکور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے مطابق وہ شخص ''ثعلبہ بن ابو حاطب'' تھا!(پارہ ۱۰،سورۃ التوبۃ آیت ۷۵،۷۶)

حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں بدری حضرت سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید انصاری ہیں رضی للہ تعالیٰ عنہ اور یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے اگر چہ یہ بھی قوم اَوس سے تھا۔اور بعض نے اس کا نام بھی ثعلبہ ابن حاطب کہا مگر وہ بدری خود زمانہ اقدس حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور یہ منافق زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرا جب اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور آیہ کریمہ اس کی مذمت میں اتری حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا حضور نے قبول نہ فرمائی۔پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور میں قبول کرلوں ہر گز نہ ہوگا پھر خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا فرمایا رسول اللہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابو بکر قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں یہ کبھی نہ ہوگا پھر خلافت عثمان ذی النورین غنی رضی اللہ عنہ میں لایا،فرمایا رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق وفاروق نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا آخر انہیں کی خلافت میں مرگیا اللہ عزوجل اہل بدر رضی للہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرما چکا اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم، جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا۔(کنز العمال حدیث ۳۷۹۵۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/۶۹)

اور اس منافق کے باب میں فرماتا ہے:فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه،اس کے پیچھے للہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کیا کہ مرتے دم تک نہ جائے گا۔

(القرآن الکریم ۹/۷۷)

حاشا اللہ نور وظلمت کیونکر جمع ہو سکتے ہیں!(فتاوی رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۴۵۳،۴۵۴،مکتبہ دعوت اسلامی)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اور علامہ شریف الحق امجدی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں "صحیح یہ ہے کہ (وہ شخص) ثعلبہ بن ابی حاطب ہے جیسا کہ خازن اور اصابہ میں ہے۔ ثعلبہ بن حاطب بن عمرو صحابی مخلص تھے جو بدر اور اُحد میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے اور یہ ثعلبہ بن ابی حاطب خلافت عثمانی میں مرا۔ (فتاوی شارح بخاری، عقائد متعلقہ صحابۂ کرام، جلد دوم/صفحہ ۴۳ مکتبہ دائرۃ البرکات گھوسی مئو)

مزید معلومات کے لئے مطالعہ کریں، (مسئلہ زکوٰۃ اور حضرت ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی براہی سنبھل یوپی الہند

(کیا قرض دئے ہوئے روپئے کا زکوٰۃ ادا ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو بطور قرض ہزار پانچ سو روپئے دیئے دو چار مہینے گزرنے کے بعد کسی نے کہا تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو تو اب وہ شخص پہلے جو کسی کو ہزار پانچ سو روپئے قرض دیا تھا اب قرض دار سے کہتا ہے کہ تم قرض واپس مت دینا بطور زکوٰۃ رکھ لو تو کیا اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟ یا اس شخص سے قرض واپس لے کر پھر سے بنیت زکوٰۃ رقم دینی ہوگی؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد رضا برکاتی مہندو پار سنت کبیر نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی شخص نے قرض کے طور پر ہزار پانچ سو روپیے کسی کو دیا تھا اور چاہتا ہے کہ اس کو زکوٰۃ کی رقم میں مجرا کر دوں تو یہ جائز نہیں۔ہاں اگر قرض لینے والا مصارف زکوٰۃ ہے تو پہلے اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے تاکہ زکوٰۃ کی رقم کا وہ مالک ہو جائے پھر اپنی دی ہوئی قرض کی رقم کو واپس مانگ کر لینے کا حق اس کو حاصل ہے اگر نہ دے تو ہاتھ سے چھین کر بھی لے سکتا ہے۔

استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: مستحق زکوٰۃ کو قرض دینا پھر زکوٰۃ کی رقم اسے دئے بغیر قرض میں مجرا کرنا یہ جائز نہیں ہے۔جواز کی صورت یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ کا مال دے جب وہ مال پر قبضہ کر لے تو اس سے اپنا قرض وصول کرے اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین بھی سکتا ہے۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۳ پر ہے:، حیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکاته ثم یاخذها عن دینه ولو امتنع المدیون مدیده واخذها ۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا شوہر بیوی کی طرف سے زکوۃ دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیوی پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن وہ ادا نہیں کرتی شوہر کا کہنا ہے کہ کیا وہ زکوٰۃ میں اپنی طرف سے ادا کرسکتا ہوں؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جبکہ بیوی کی اجازت ہو تو شوہر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرسکتا ہے اِس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اِس صورت میں بیوی کو دوبارہ زکوۃ نہیں دینی ہوگی۔ چنانچہ علامہ سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان حنفی متوفی ۵۶۹ھ لکھتے ہیں: من ادی زکاۃ مال غیرہ من مال نفسہ بامر من علیہ الزکاۃ جاز، بخلاف ما اذا ادی بغیر امرہ ثم اجاز۔(الفتاوی السراجیۃ،ص۱۳۶)

یعنی، جو شخص کسی دوسرے کے مال کی زکوۃ اپنے مال کے ذریعے اس کی اجازت سے ادا کرے جس پر زکوۃ واجب ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر بغیر اس کی اجازت کے زکوٰۃ دی تو ادا نہ ہوگی اگرچہ بعد میں وہ اسے جائز قرار دے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(ایڈوانس زکوۃ دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایڈوانس زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دے سکتے ہیں۔چنانچہ علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاءالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:(لو عجل ذو نصاب) زکاۃ (لسنین او لنصب صح) لوجود السبب۔ یعنی،اگر صاحبِ نصاب نے کئی سالوں یا کئی نصابوں کی زکوۃ پہلے ادا کر دی،تو سبب کے پائے جانے کی وجہ سے درست ہے۔(تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار مع رد المحتار،۲۹۳/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(سال ختم سے قبل رقم ملا تو کیا سب پر زکوۃ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرے پاس دو لاکھ روپیہ ہے ایک سال گزر گیا ہے چھ مہینے پہلے دو لاکھ پھر آیا تو چار لاکھ روپے کا زکوٰۃ نکالنا ہے کہ دو لاکھ کا؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:** محمد سہیل اختر کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب دو لاکھ پہلے سے تھے اور دو لاکھ درمیان سال میں حاصل ہوئے تو اس پر پورے چار لاکھ کی زکوٰۃ واجب۔حضرت علامہ شیخ نظام الدین اور علماء ہند کی ایک جماعت نے تحریر فرمایا ہے:ومن كان له نصاب فاستفاد فى أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أو هبة أو غير ذلك، ولو كان من غير جنسه من كل وجه كالغنم مع الإبل فإنه لا يضم هكذا فى الجوهرة النيرة.اور وہ شخص جس کے پاس نصاب مکمل ہو اور درمیان سال میں اس کی جنس سے فائدہ اٹھا کر مال حاصل کیا تو اس کو اسی مال کے ساتھ ملائے اور زکوٰۃ ادا کرے چاہے وہ مستفاد اسی پہلے کی قسم سے اور کسی بھی طریقہ چاہے میراث میں ملا یا کسی نے ہبہ کیا یا اس کے علاوہ،سے حاصل ہوا ہو اس کے ساتھ ملائے،اور اگر کسی طریقہ سے اس پہلے کی جنس سے نہ ہو جیسے بکری اونٹ کے ساتھ تو اس کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا ایسا ہی "الجوھرۃ النیرۃ" میں ہے۔(فتاوی عالمگیری،کتاب الزکاۃ،الباب الاول،جلد ۱،صفحہ ۱۷۵ مطبوعہ بولاق مصر المحمیۃ)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو۔ (بہار شریعت، زکوٰۃ کا بیان، جلد ۱، حصہ ۵، صفحہ ۸۸۴ مطبوعہ دعوت اسلامی) وَاللہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کتبہ

وکیل احمد صدیقی نقشبندی

(زکوۃ چھپا کر دینا افضل ہے یا علانیہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ چھپا کر دینا زیادہ بہتر ہے یا اعلانیہ؟ آسان الفاظ میں دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:** محمد اظہر گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ علانیہ طور پر دینا افضل ہے تا کہ اوروں کے لئے باعث ترغیب بنے البتہ ریا نہ ہو ورنہ ثواب کے بجائے عذاب کا باعث ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فتاوی عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں زکوۃ علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چُھپا کر دینا افضل زکاۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چُھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاق عذاب ہے۔

(بہار شریعت جلد اوّل حصہ پنجم صفحہ ۸۹۰ دعوت اسلامی)

علانیہ کا مطلب یہ نہیں کہ لوگوں کو بتا کر دے کہ یہ مال زکوۃ ہے کیونکہ بعض محتاج زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے تو انہیں زکوٰۃ کہہ کر نہ دیں بلکہ عیدی یا مٹھائی کھانے کے نام سے دیں البتہ اپنی نیت زکوٰۃ کی ہو تو بھی ادا ہو جائے گی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ زکوۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکاۃ کی ہو ادا ہوگئی یو ہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا

عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکوۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہار شریعت جلد اوّل حصہ پنجم صفحہ ۸۹۰ دعوت اسلامی)

واللہ أعلم بالصواب

کتبہ
محمد فرقان برکاتی امجدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَاٰتُوۡا حَقَّہٗ یَوۡمَ حَصَادِہٖ ۔ وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۔اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ)

اور اس کا حق دو جس دن (کھیت) کٹے ۔(سورہ انعام ۱۴۱)

عشر کا بیان

۲/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(عشر اور نصف عشر کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشر اور نصف عشر کسے کہتے ہیں؟ کیا عشر میں ایک حصہ مدرسہ اور نو حصہ میرا ہے؟ یونہی نصف عشر میں ایک حصہ میرا اور انیس حصہ مدرسہ کا ہے؟

المستفتی: ۔سرتاج علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے جو پیداوار ہو اس میں دسواں حصہ عشر ہوگا یعنی ایک حصہ فقیر کا نو حصہ آپ کا لیکن آپ کا یہ کہنا کہ دسویں میں ایک حصہ مدرسے کا یا بیسویں میں ایک حصہ مدرسے کا تو معلوم ہونا چاہئے کہ مدرسے کا کوئی حصہ نہیں بلکہ جن لوگوں کو زکوٰۃ فطرہ دینا جائز ہے انہیں کو عشر بھی دینا جائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ نذر وکفّارہ وفطرہ دینا جائز نہیں ۔(بہارشریعت حصہ پنجم)

نیز فرماتے ہیں جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر ۔(بہارشریعت ح۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(عشر کی مقدار کتنی ہے اور کس زمین پر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشر جو غلہ کے پیداوار پر نکلتا ہے تو اس کی مقدار کتنی ہے کیا ہر پیداوار میں الگ الگ عشر ہے، کون سی زمین پر عشر ہے اور کون سی زمین پر نہیں ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔انعام اللہ**

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قال اللہ تعالی فی القرآن الکریم وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ۔ اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔(کنزالایمان،سورہ انعام ۱۴۱/ پارہ ۸)

اور ایسا ہی صحیح بخاری شریف میں بھی مذکور ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے آب سے اسے سیراب کرتے ہوں تو اسمیں عشر ہے اور جس زمین کی آب پاشی کے لئے پانی جانور پر لاد کر لاتے ہوں یا خریدے ہوئے پانی سے یا مشین سے چلا کر تو اس میں نصف عشر ہے یعنی بیسواں

اب زمین کی اقسام ملاحظہ کریں زمین تین قسموں پر ہے، اول عشری، دوم خراجی، سوم نہ عشری نہ خراجی۔

اول وسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی ان میں عشر دینا ہے اور ہندوستان کی زمینیں خراجی نہیں ہیں یا پھر اسکے لئے دلیل شرعی ہو کہ خراجی ہے تو مانی جائے گی ورنہ نہیں۔(بہار شریعت ح پنجم)

عشر میں دسواں حصہ کا مطلب ہے کہ کنٹل پر دس کلو اور بیسواں حصہ کا مطلب ہے کنٹل پر پانچ کلو اگر ایک کھیت میں چند بار فصل تیار کی تو ہر بار عشر واجب ہے اور اس میں نہ نصاب کی شرط ہے نہ

سال کا گزرنا۔(درمختار ردالمحتار ج۲ص ۶۷)

عشری زمین اگر بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر واجب ہے یعنی زمین دینے اور بونے والے پر۔(بہار شریعت ح۵)

عشر کے وجوب کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں یہاں تک کہ مجنوں وغیر مکلف کی زمین میں جو پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔(بہار شریعت ج اول ح ۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالثاقب محمد جواد القادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(اِنَّ الۡمُصَّدِّقِیۡنَ وَ الۡمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقۡرَضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَہُمۡ وَ لَہُمۡ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دُونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے۔(سورہ حدید ۱۸)

صدقۂ فطر کا بیان

۱۳/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(صدقہ کی کتنی قسمیں ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صدقہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

المستفتی:۔ محمد رضوان گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صدقہ واجبہ (۲) صدقہ نافلہ

صدقہ واجبہ: ۔صدقہ واجبہ سے مراد ایسے صدقات ہیں جن کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب پر لازم ہے مثلاً زکوٰۃ، صدقہ فطر، عشر نذر وغیرہ۔قرآن حکیم میں زکوٰۃ کی اہمیت ان الفاظ سے بیان کی گئی ہے"وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ"اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔(کنز الایمان، پ۹، اعراف ۱۵۶)

زکوۃ کی طرح صدقہ فطر بھی ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے" أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، أَوْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ، صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کو ہر مسلمان غلام اور آزاد، مرد وعورت، بچے اور بوڑھے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو واجب ٹھہرایا۔(مسلم، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب: زکوۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر، حدیث نمبر ۹۸۴)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

البتہ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے سال بھر نصاب کا باقی رہنا شرط ہے جبکہ صدقہ فطر میں نصاب پر سال کا گذرنا شرط نہیں بلکہ اگر کسی شخص کے پاس عید الفطر کے دن نصاب زکوۃ کے برابر مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو تو اس پر صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔(عامہ کتب فقہ)

اسی طرح زمین سے جو بھی پیداوار ہو گیہوں، جو، چنا، باجرا، دھان وغیرہ ہر قسم کے اناج، گنا، روئی ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل میوے سب پر عشر واجب ہے۔جیسا کہ قرآن شریف میں ہے" وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ مُسْرِفِیْنَ "اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ کچھ زمین پر چھئے (چھائے) ہوئے اور کچھ بے چھئے (پھیلے) اور کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی میں الگ کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے اور اس کا حق دو جس دن کٹے اور بیجانہ خرچو بیشک بیجا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔(کنزالایمان، پ،۸/انعام ۱۴۱)

اور حدیث شریف میں ہے" حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ "حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: جس (کھیتی) کو دریا کا پانی یا بارش سیراب کرے ان میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جس کو اونٹ (وغیرہ کسی جانور یا مشین کے ذریعے) سے سیراب کیا جائے ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔(مسلم شریف حدیث نمبر ۲۲۲۷)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

یونہی نذر (منت) بھی واجب ہے ارشاد ربانی ہے ”یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا“ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے“ (پ،۲۹،سورۃ الدہر، آیت ۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سید نعیم الدین علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں منت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے وہ کسی شرط سے اپنے او پر واجب کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض اچھا ہو یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہ خدا میں اس قدر صدقہ دونگا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھونگا اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

صدقہ نافلہ: ۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی ضرورت سے زائد مال غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور فقیروں پر خرچ کرے وہ صدقہ نافلہ میں شمار ہوگا۔ اور اس کو اسی اعتبار سے اجر ملے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ”مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ“ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنز الایمان، پ،۳،سورۃ البقرہ ۲۶۱)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ”جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر“ (بخاری، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، رقم ۱۳۵۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(فطرے کا حقیقی حقدار کون ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فطرے کا حقیقی حقدار کون ہے؟ نیز مسکین اور فقیر میں کیا فرق ہے کون فطرے کا حقدار ہے، رہنمائی فرمادیں **المستفتی**:۔ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقہ فطر کے حقیقی حقدار وہی ہیں جو زکاۃ کے حق دار ہیں اور وہ سات ہیں (۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اللہ (۷) ابن سبیل۔

الفرق بین الفقیر والمسکین"

فقیر:۔وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے، یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو مثلا رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے وغیرہ وغیرہ

مسکین:۔وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے "اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ" یا خاک نشین مسکین کو۔

اور مختصر القدوری میں ہے "والفقیر من له ادنیٰ شئ والمسکین من لا شئ له"

(باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ صفحہ ۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کافر کو صدقہ فطر دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا صدقۂ فطر کسی ہندو کو جو کہ غریب ہو اُسے دے سکتے ہیں نیز اُسے دینے سے کیا فطرہ ادا ہو جائے گا؟

(2) صدقۂ فطر کی جو قیمت ہے کیا اُس قیمت سے کسی غریب کو سبزی وغیرہ خرید کر دے سکتے ہیں؟ اور کیا اِس طرح سے صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی: ۔غلام احمد رضا مقام تگھری سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا ”امۃ محمد والذی بعثنی بالحق لا یقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ ویصرفہا الی غیرہم ۔ والذی نفسی بیدہ لا ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط “اے! امت محمد قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہ فرمائے گا۔(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد کتاب الزکاۃ جلد ۳ رصفحہ ۲۹۷ ر دارالفکر بیروت لبنان رماخوذ از عظمت زکات صفحہ ۷۹)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم یعنی ہندو اور بدمذہبوں کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا ناجائز

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ہے اگر کسی نے دے دیا تو اس کا زکوٰۃ یا صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا جیسا کہ ابو العلاء فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں ذمی کافر کو نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور نہ کوئی صدقہ واجبہ جیسے نذر و کفارہ اور صدقۂ فطر اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ اور نہ نفل اگر چہ وہ دار الاسلام میں بادشاہ اسلام سے امان لے کر آیا ہو ہندوستان اگر چہ دار الاسلام ہے مگر یہاں کے کافر ذمی نہیں ہیں انھیں صدقات نفل ہدیہ وغیرہ بھی دینا جائز نہیں ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹۳۱)

(۲) صدقہ فطر کی قیمت سے کسی غریب و مساکین کو سبزی وغیرہ خرید کر دے سکتے ہیں جب کہ گیہوں کی نصف صاع یا ایک صاع جو کی قیمت ہو۔ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۴۲ پر ہے "وما سواہ من حبوب لا یجوز الا باالقیمة" اور حضور صدر الشریعة علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ چار چیزوں یعنی گیہوں جو کھجور اور منقی کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے مثلا چاول جوار باجرا یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کیا جائے گا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگر چہ گیہوں یا جو کی ہو۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹۳۹) واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(ایک صاع کتنا کلو ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یک صاع کتنا کلو ہوتا ہے؟ یعنی فطرہ کتنا نکالا جائے گا؟ **المستفتی:**۔عبدالرحیم گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اول یہ معلوم ہو کہ صاع وزنی چیز نہیں بلکہ ایک پیمانہ ہے جیسے ہمارے ہند میں دودھ ناپنے کا لیٹر ہوتا ہے اگر اس میں دودھ ڈالا جائے تو 900.0 نو سو گرام ہوگا جبکہ گیہوں کا وزن، جو کا وزن الگ، الگ۔ یونہی صاع ہے جس میں جو کا وزن تین کلو تین سو انسٹھ گرام دو سو بتیس ملی گرام ہوتا ہے (232.3359)

اور اسی صاع میں اگر گیہوں ماپ کر وزن کیا جائے تو اس کا وزن 064.4094 گرام یعنی چار کلو چورانوے گرام چونسٹھ ملی گرام ہوتا ہے، اور نصف صاع 032.2047 گرام یعنی دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام ہوتا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کے صاع سے گیہوں دیے جائیں (تاکہ غربا مساکین کا زیادہ فائدہ ہو۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۲۹۹/دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔رتی ماشہ، درہم، دینار، صاع، فرلانگ، میل، کوس، گرام، سیر، اوقیہ وغیرہ کی مزید معلومات کے لئے واحدی پہاڑہ کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا بے روزہ دار پر صدقۂ فطر واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے یا کسی عذر کے سبب نہ رکھے تو کیا اس پر صدقۂ فطر واجب ہے؟ **المستفتی**:۔محمد شاہ رخ انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر مالک نصاب ہے یعنی اس پر قربانی واجب ہے تو اس پر صدقہ فطر بھی واجب ہے اگر چہ روزہ نہ رکھا ہو جیسا کہ رد المحتار میں ہے ”تجب الفطرة وان افطرت عامدا“ (جلد دوم باب صدقۃ الفطر)

یونہی مسافر اور مریض پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اگر چہ شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے ”جیسا کہ اسی رد المحتار میں ہے ”من افطر لکبراو مرض اوسفر یلزمه صدقة الفطر“ (جلد دوم باب صدقۃ الفطر)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔

(بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

المستفتی:۔ انعام الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے "وقت الوجوب بعد الطلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذلك لم تجب علیه الصدقة ومن ولد او اسلم بعده لم تجب كذا فی محیط السرخسی" اھ (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۹۲)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہیں صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے۔(بہار شریعت ح ۵/ صدقہ فطر کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(صدقہ فطر کب دینا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صدقۂ فطر کب دینا چاہئے؟

المستفتی:۔سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عید کے دن صبح صادق طلوع صدقۂ فطر مالک نصاب پر واجب ہو جاتا ہے لہذا نماز عید الفطر سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر نماز (عید) کے جانے سے پہلے پہلے نکالنے کا حکم دیا تھا۔(صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۰۹)

مطلب یہ ہے کہ عید سے پہلے دینا مسنون ہے واجب نہیں تو اگر کوئی نماز عید کے بعد ادا کرے جب بھی صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں"صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔

(بہار شریعت ح ۵ صدقۂ فطر کا بیان)

یونہی کوئی عید سے پہلے ماہ رمضان میں دینا چاہے جب بھی دے سکتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے "ان قدموا علی یوم الفطر جاز ولا تفضیل بین مدۃ ومدۃ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

وھو الصحیح‘‘(فتاوی ہندیہ جلد ا/ ۱۹۲)

اورعلامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فطرہ کا مقدم کرنا مطلقا جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو،جس کی طرف سے ادا کرتا ہوا گرچہ رمضان سے پیشترادا کردے اوراگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہوگیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کردے۔(بہارشریعت ح ۵ صدقۂ فطر کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو صدقہ فطر نہ دے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو صدقہ فطر نہ ادا کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: ۔عبدلستار خان بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس پر صدقہ فطر واجب ہے اگر وہ نہ ادا کرے تو شرعاً گنہگار ہے اور اس کا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”صیام الرجل معلق بین السماء والارض حتی یو دی صدقة الفطر “یعنی بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے ۔(کنزالعمال جلد ۳/ ۳۱۶/ باب صدقۃالفطر)

ایسے شخص پر توبہ لازم ہے اور ساتھ ہی صدقۂ فطر اس کے ذمہ باقی ہے لہذا چاہئے کہ ادا کردے جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کردے، ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کردینا ہے ۔(بحوالہ بہار شریعت ح ۵ صدقۂ فطر کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا عورتوں پر بھی صدقہ فطر واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا صدقہ فطر بچوں اور عورتوں پر بھی واجب ہے؟

المستفتی:۔عبدالجلیل قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقہ فطر ہر مالک نصاب پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ" حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور کا صدقہ فطر، چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام سب پر فرض قرار دیا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۱۲)

اور علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے، اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ نیز فرماتے ہیں "نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے۔

(بہار شریعت ح ۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(بیوہ عورت کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہوگیا دو بچے ہیں جو نابالغ ہیں اس لئے ہندہ اپنے بچوں کو لیکر اپنے والدین کے گھر چلی گئی اب معلوم کرنا یہ ہے کہ ہندہ و بچوں کا فطرہ کس کے ذمہ ہوگا؟

المستفتی:۔ثناء اللہ رتنا گری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقۂ فطر ہر مالک نصاب پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت شادی شدہ ہو یا مطلقہ یا بیوہ تو ہندہ اگر مالک نصاب ہے مثلاً زیور وغیرہ یا روپیہ اس قدر ہے کہ نصاب کو پہونچے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے وہ خود ادا کرے گی اگرچہ والدین کے گھر رہتی ہو البتہ اس کے بچوں کا فطرہ اس پر نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ ارحمہ تحریر فرماتے ہیں ”ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں ۔(بہار شریعت ح ۵)

بلکہ اس کے شوہر پر تھا چونکہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو اب اس کے دادا پر ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر ویتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے ۔اور اگر بچے کی ماں یا ماموں یا نانا بچوں کا فطرہ ادا کردیں تو کوئی حرج نہیں مگر ان پر واجب نہیں ہے ۔(بہار شریعت ح ۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا بچوں پر صدقہ فطر واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ صدقہ فطر، مالک نصاب پر ہے جبکہ بچوں کے پاس اتنا رقم رہتا ہی نہیں تو ان پر صدقہ فطر کیوں واجب ہے؟

المستفتی:۔ قاسم علی پنجاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ نے جو سنا وہ بیشک حق ہے یعنی جس کے پاس اتنا رقم ہو کہ وہ نصاب کو پہونچ جائے تو اس پر صدقۂ فطر ہے،اور اگر بچے کے پاس اتنا رقم نہیں کہ نصاب کو پہونچے تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے البتہ اس کے باپ پر واجب ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر دے۔

فتاویٰ شامی میں ہے(علی کل) حر (مسلم) ولو صغیراً مجنوناً، حتی لو لم یخرجها ولیهما وجب الأداء بعد البلوغ (ذی نصاب فاضل عن حاجته الأصلیة) کدینه وحوائج عیاله (وإن لم یتم) (کتاب الزکوۃ، باب صدقة الفطر ج ۳ ص ۳۱۲ تا ۳۱۳ (بیروت لبنان)

علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں”مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے،جبکہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو،ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگر چہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔(بہار شریعت ح ۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(شادی شدہ لڑکی کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شادی شدہ لڑکی کا فطرہ کس کے ذمہ ہے اس کے شوہر یا اس کے باپ پر؟ یونہی اگر شادی شدہ نہ ہو تو کس پر ہے؟ **المستفتیہ:۔** زینب بانو ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شادی شدہ لڑکی کے پاس اگر نصاب موجود ہے تو خود اس پر واجب ہے نہ اس کے باپ پر ہے نہ شوہر پر ہاں اگر شادی نہیں ہوئی ہے تو اس کے باپ پر ہے جبکہ وہ خود مالک نصاب نہ ہو، اور اگر مالک نصاب ہے تو اسی پر ہے علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (بہار شریعت ح ۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(فطرہ نکالنے کا حکم کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فطرہ کی تعریف کیا ہے؟اور فطرہ نکالنے کا حکم کیوں ہے؟ **المستفتی:۔**(حافظ) جلال الدین پنجاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فطرہ یا ”افطار“ سے ہے یا ”فطرۃ سے چونکہ یہ ماہ رمضان گزر جانے اور عید کے دن افطار کرنے پر واجب ہوتا ہے اس لئے اس کو فطرہ کہا جاتا ہے یا بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی طرف سے باپ پر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے لہذا فطرہ ہے،اصطلاح شریعت میں عید کے دن جو مالدار پر رمضان کا صدقہ واجب ہوتا ہے وہ فطرہ ہے۔(مراۃ المناجیح جلد سوم باب صدقۃ الفطر)

اور لغط میں فطرہ کا معنی ہے”عید رمضان کا صدقہ جو فی آدمی سوا دو سیر گیہوں یا چار سیر جو مقرر ہیں اور نماز عید سے قبل غرباء کو دئے جاتے ہیں۔(فیروز الغات ص ۹۳۴)

روزوں کی بیہودہ باتوں اور لغو باتوں سے پاک کرنے کے لئے،نیز غربا و مساکین کی مدد کے لئے فطرہ نکالنے کا حکم ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے”وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ،رواه أبو داود“ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے روزوں کی بیہودہ باتوں اور لغو کلام سے پاک کرنے کے لئے نیز مساکین کو کھلانے کے لئے صدقہ فطر لازم قرار دیا ہے۔(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۱۸۱۳/ باب:صدقہ فطر کا وجوب کیوں؟)

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ" فطر واجب کرنے میں دو حکمتیں ہیں، ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی، اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلا وجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ، غیبت وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں، رب تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کر دیگا کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دوسرے مساکین کی روزیوں کا انتظام۔(مراۃ المناجیح جلد سوم باب صدقۃ الفطر الفصل الثانی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(مہمانوں کا فطرہ کس پر واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر عید سے پہلے مہمان آجائیں تو ان کا خرچہ کیا میزبان پر لازم ہے؟ اگر نہیں تو میزبان اپنی مرضی سے دینا چاہے تو کیا دے سکتا ہے؟ یونہی شوہر بیوی کا یا بیوی شوہر کا فطرہ دینا چاہے تو کیا حکم ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمادیں۔

المستفتی:۔ شاکر علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

میزبان پر فطرہ واجب نہیں ہے، بلکہ فطرہ ہر مالک نصاب پر ہی واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت مہمان ہو یا میزبان، ہاں اگر میزبان اپنی طرف سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے بشرطیکہ ان کی اجازت سے جیسا کہ ہدایہ مع درایہ میں ہے "صدقة الفطر واجبة علی کل الحر المسلم، إذا کان مالکا لمقدار النصاب، فاضلا عن مسکنه، و ثیابه، و اثاثه، و فرسه، و سلاحه، و عبیده، و یخرج ذالك عن نفسه، (کتاب الزکوۃ، ج۱ص ۲۲۳ تا ۲۲۵)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کرسکتا۔ (بہار شریعت ح۵)

یونہی شوہر بیوی کا یا بیوی شوہر کا فطرہ دینا چاہے جب بھی اجازت ضروری ہے، ہاں اگر اولاد کا فطرہ بغیر اجازت دیا تو ادا ہو جائے گا جبکہ وہ ان کی کفالت میں ہوں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن (بغیر اجازت

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

)ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔ (بہار شریعت ح ۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ایک فطرہ کئی مسکین کو دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید کے دن عید گاہ پر گاؤں وقرب جوار کے مسکین مانگنے کے لئے آتے ہیں تو اگر فطرہ کی رقم کئی لوگوں کو تھوڑا تھوڑا دے دیں تو فطرہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ (۲) بعض گھر کے احباب اپنا فطرہ دے دیتے ہیں کہ میرا بھی ادا کرنا اگر سب کا فطرہ ایک ساتھ دے دیا تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں؟ دونوں سوال کا جواب مع حوالہ تحریر فرمائیں کرم نوازی ہوگی۔

المستفتی: ۔سجاد علی واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وہ غریب ہیں یعنی فطرہ لینے کے مستحق ہیں تو انہیں دیا جاسکتا ہے یعنی ایک فطرہ کی رقم کئی لوگوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے **(وجاز دفع کل شخص فطرته إلى مسكين أو (مساكين على) ما عليه الأكثر** (كما جاز دفع صدقة جماعة إلى مسكين واحد بلا خلاف در مختار و رد المحتار، ج ۳ کتاب الزکوۃ ص ۳۲۳/ بیروت لبنان)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (بہار شریعت ح ۵ صدقہ فطر کا بیان)

(۲) اگر ان لوگوں نے فطرہ دینے کی اجازت آپ کو دی ہے تو ادا کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں، اور اگر ملا کر دینے کو نہیں کہا تھا مگر وہاں کے عرف میں اسی طرح دیتے ہوں جب بھی فطرہ ادا ہو جائے گا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دئے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔

نیز فرماتے ہیں ”عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔ (بہار شریعت ح ۵ صدقہ فطر کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(عیدی کب دینا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ عید کے دن عیدی دیتے ہیں تو کیا اس کا دینا ضروری ہوتا ہے؟ نیز کیا عید سے پہلے نہیں دے سکتے ہیں جیسا کہ آج کل لاک ڈاؤن کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں ایسی صورت میں وہ رقم ہم عید سے پہلے دینا چاہیں تو ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی: ۔سجاد علی واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدی دینا فرض وواجب نہیں ہے بلکہ وہ ایک نفلی صدقہ ہے اس کو کبھی بھی دے سکتے ہیں عید ہی کے دن دینا ضروری نہیں ہے، چونکہ عید کا دن خوشی کا دن ہے اس لئے لوگ اس دن دیتے ہیں تا کہ غربا و مساکین بھی خوش ہو جائیں، مگر فقیر کے خیال میں اس سے بہتر ہے کہ ماہ رمضان میں دے دیں اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ ماہ رمضان کی برکت سے ثواب ستر گنا ملے گا جبکہ ماہ شوال کی وہ فضیلت نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ماہ رمضان میں پا کر غربا و مساکین اپنے اپنے بچوں کے کپڑے و ضروری سامان خرید لیں گے ہم نے دیکھا ہے کہ بعض غریب گھر کے بچے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انکے پاس نیا لباس تو درکنار پریس کیا ہوا بھی میسر نہیں ہوتا ہے بعض بچوں کے پیروں میں ٹوٹی ہوئی چپل ہوتی ہے اس صورت میں ان پر کیا گزرتا ہوگا، جب دوستوں کے ساتھ عید گاہ جاتے ہونگے تو اپنے ساتھیوں کے لباس کو دیکھ کر انہیں کتنی شرمندگی محسوس ہوگی، اب بعد میں دینے سے انکی شرمندگی دور تو نہ ہوگی اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز عید سے پہلے پہلے صدقہ تو تا کہ غریبوں کی بھی عید ہو جائے

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ“ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر نماز (عید) کے جانے سے پہلے پہلے نکالنے کا حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۰۹)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ غربا و مساکین کو ماہ رمضان میں دے دیا کریں تا کہ انکی بھی عید خوشیوں کے ساتھ ہو سکے، اور اس وقت کرونا کی وجہ سے صدقۂ فطر و زکوۃ بھی دے دینی چاہئے تا کہ لوگوں کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اللہ تعالی اس مہلک بیماری و بلا سے تمام مسلمانوں کو محفوظ فرما کر سب کی غیبی مدد فرمائے اور لوگوں کی ضرورتوں کو پوری ہونے کی اسباب پیدا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟ یعنی گیہوں کا وزن کتنا ہونا چاہئے؟ اور اگر گیہوں کی جگہ پر چاول، دال، ارہر، سرسو وغیرہ دینا ہو تو کس اعتبار سے دیا جائے؟

المستفتی: رجب علی قادری بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حدیث شریف میں صدقۂ فطر کی مقدار ’’جو‘‘ ایک صاع اور ’’گیہوں‘‘ نصف صاع ہے چونکہ صاع وزنی چیز نہیں بلکہ ایک پیمانہ ہے جیسے ہمارے ہندوستان میں دودھ ناپنے کا لیٹر ہوتا ہے اگر اس میں دودھ ڈالا جائے تو 900.0 نو سو گرام ہوگا جبکہ گیہوں کا وزن، جو کا وزن الگ، الگ۔ یونہی صاع ہے جس میں جو کا وزن 232.3359 گرام یعنی تین کلو تین سو انسٹھ گرام دو سو بتیس ملی گرام ہوتا ہے۔

اور اسی صاع میں گیہوں ماپ کر وزن کیا گیا (یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق ہے) تو اس کا وزن 064.4094 گرام یعنی چار کلو چورانوے گرام چونسٹھ ملی گرام ہوا، اور نصف صاع 032.2047 گرام یعنی دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام ہوا۔

تو اگر جو دینا چاہیں تو تین کلو تین سو انسٹھ گرام دو سو بتیس ملی گرام دیں، اور اگر گیہوں دینا ہو تو جو والے پیمانے کے اعتبار سے نصف صاع دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام دیں، کیونکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کے صاع سے گیہوں دئے جائیں‘‘ تاکہ غربا مساکین کا زیادہ فائدہ ہو‘‘ (فتاوی رضویہ جلد ۱۰ / ص ۲۹۹ / دعوت اسلامی)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

احادیث طیبہ وکتب فقہ میں چاول دال سرسو، وغیرہ کا ذکر نہیں ہے اس لئے اگر یہ مذکورہ چیزیں دینا چاہیں تو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت معلوم کریں جو قیمت بنتا ہو وہ رقم ادا کریں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں اتنے دئے جائیں گے۔اھ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۴/ ۴۹۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔فتاوی رضویہ سے تخریج کر کے فقیر نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے بنام **واحدی پہاڑہ** جس میں رتی، ماشہ، درہم، دینار، فرلانگ، صاع، سیر، میٹر، لیٹر، وغیرہ کا تفصیلی بیان ہے لہذا اس رسالے کا ایک بار ضرور مطالعہ کریں۔

(دیہاتی شہر میں صدقۂ فطر نکالے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید سعودی میں رہتا ہے تو اگر اس کا فطرہ یوپی میں نکالا جائے تو درست ہوگا یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو سعودی کے اعتبار سے نکالنا ہوگا یا یوپی کے اعتبار سے؟ یونہی زید اگر اپنے بچوں کا فطرہ نکالنا چاہے تو کیا وہ سعودی میں نکال سکتا ہے؟ اور اگر نکال سکتا ہے تو سعودی کے اعتبار سے نکالنا ہوگا یا یوپی کے اعتبار سے؟

المستفتی:عبدالماجد نوری مقام پیپر بازار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فطرہ کہیں سے بھی نکالا جا سکتا ہے سعودی سے ہو یا یوپی سے جہاں چاہے وہیں ادا کردے ہاں گر زید سعودی میں ہے اور اپنا کا فطرہ یوپی میں نکلوانا چاہتا ہے تو یوپی کے اعتبار سے نکالنا ہوگا یونہی اگر زید سعودی میں رہ کر اپنا اور اپنے گھر والوں کا فطرہ دینا چاہتا ہے تو اس کو بھی سعودی کے اعتبار سے نکالنا ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں سے نکالنا چاہتے ہیں وہیں کے اعتبار سے رقم دینا ہوگا جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے”فی صدقة الفطر يعتبر مكانه لا مكان اولا ده الصغار وعبيده فی الصحيح كذا فی التبيين وعليه الفتوى كذا فی الفطرة يعتبر المؤدى لا مكان المؤدى اعنى الولد الدقيق“(جلد اول ص ۱۹۰/الباب السابع فی المصارف)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہے کیا اسکی طرف سے بھی فطرہ دینا ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہے کیا اس کے طرف سے صدقہ وفطرہ ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: ۔محمد قمرالدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شکم مادر میں پلنے والے بچے کا فطرہ نہیں ہے،کمافی الھندیہ،جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو،اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ہاں اگر شب عید بچہ پیدا ہوا تو اس کا بھی فطرہ نکالنا ہوگا اس لئے کہ روز عید صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے اگر بعد میں ہوا تو فطرہ نہیں۔

فتاوٰی شامی ہے:(عن نفسه) متعلق بيجب وإن لم يصم لعذر (وطفله الفقير)(قوله وطفله) احترز به الجنين فإنه لا يسمى طفلا كذا فى البرجندى إذ الطفل هو الصبى حين يسقط من بطن أمه إلى أن يحتلم وجارية طفل وطفلة كذا فى المغرب إسماعيل فافهم.(ج۳باب صدقة الفطر ص۳۱۴تا۳۱۵بیروت لبنان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(رتی ماشہ آنہ کا علم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تولہ، ماشہ، سیر، رتی، درم، آنہ، چھٹانک، ان کے وزن دورے حاضر کے ماپ کے اعتبار سے کیا ہیں یعنی ایک تولہ کتنے گرام کا ہوگا یا ایک ماشہ کتنے گرام کا ہوگا تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**:۔محمد ہاشم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تولہ، ماشہ، سیر، رتی، آنہ، چھٹانک، کے وزن ملاحظہ کریں۔

تولہ:۔ایک تولہ بارہ گرام چارسو اکتالیس ملی گرام چھو سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے 4416.12

ماشہ:۔ایک ماشہ ایک گرام چھتیس ملی گرام آٹھ سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے 0368.1

سیر:۔ایک سیر نو سو پنچانوے گرام تین سو اٹھائیس ملی گرام کا ہوتا ہے 328.995 (سیر ہر جگہ کا الگ الگ ہوتا ہے یہ لغت کا ہے)

رتی:۔ایک رتی ایک سو انتیس ملی گرام چھ سو میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے 1296.0

درم:۔ایک درم شرعی تین گرام دو سو پینسٹھ ملی گرام نو سو بیس میکرو ملی گرام کا ہوتا ہے 26592.3

آنہ:۔ایک آنہ سات سو انتیس ملی گرام کا ہوتا ہے 729.0

چھٹانک:۔ایک چھٹانک شرعی، باسٹھ گرام دو سو آٹھ ملی گرام کا ہوتا ہے 208.62

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(زکوٰۃ اور صدقہ فطرہ کے نصاب میں کیا فرق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں کیا فرق ہے؟
علمائے کرام ہماری رہنمائی فرمائیں۔ **المستفتی**: محمد نوشاد عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکاۃ کے نصاب میں مال کا نامی ہونا شرط ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا روپیہ کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے اور وجوب زکاۃ کے لیے صاحب نصاب کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے اور صدقہ فطرہ کی نصاب میں مال کا نامی ہونا شرط نہیں یعنی اگر کسی کے پاس سونا چاندی کا نصاب نہ ہو اور نہ ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت و روپیہ ہو مگر حاجت اصلیہ کے زائد سامان غیر تجارت ہو تو صدقہ فطر واجب ہو جائے گا مثلا کسی کے پاس تانبہ پیتل کے برتن ہوں مگر تجارت کے لیے نہ ہو اور حاجت اصلیہ سے زائد ہوں اور ان کی قیمت سونا یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو ان برتنوں کے سبب صدقہ فطر واجب ہو جائے گا مگر زکاۃ واجب نہ ہوگی۔

اور صدقہ فطرہ میں صاحب نصاب کا عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۵۰۶، صدقۂ فطر کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عسجد رضا نظامی پورنوی عفی عنہ

(صدقہ فطر میں گیہوں کی جگہ دھان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص صدقۂ فطر میں گیہوں کی جگہ کچھ اور سامان مثلاً دھان وغیرہ دینا چاہے تو کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد ظہیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقۂ فطر میں گندم (گیہوں) کی جگہ دھان یا چاول باجرا وغیرہ دے سکتے ہیں مگر قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: صدقۂ فطر میں گیہوں کی جگہ چاول، دھان، جوار، باجرا دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ روٹی گیہوں یا جو کی ہو۔ ایسا ہی بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۷۰ پر ہے۔

اور سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں اتنے دیے جائیں گے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۴۹۵)

اور حضرت علامہ حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: مالم ینص علیہ کذرۃ وخبز یعتبر فیہ القیمۃ (درمختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی

(جان و مال کا صدقہ کافر یا بدمذہب کو دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انسان بیماری میں یا کسی بھی پریشانی میں جان و مال کا صدقہ نکالے تو رقم کسی ایسے منگتے کو جو ہندو ہے یا وہابی ہے یا مسجد کے گیٹ پر مانگنے والوں کی پہچان نہیں ہوتی تو ان کو دینا کیسا ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی :۔شہزاد خان اورنگ آباد مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ اور صدقۂ واجبہ مصارف زکوٰۃ کے علاوہ کسی کو دینا جائز نہیں ہے، لیکن صدقۂ نافلہ کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کسی مسلمان ہی کو دے یہ صدقہ مسلم اور کافر جو ذمی ہے ان دونوں کو دے سکتے ہیں، لیکن وہابی جو کہ مرتد ہے اور حربی کافر کو دینا جائز نہیں ہے، اور یہاں (یعنی ملک ہندوستان) کے کافر حربی ہیں اس لئے انہیں کسی طرح کا صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: وأما ألحربي ولو مستأمنا فجميع الصدقات لا تجوز له اتفاقا۔ اور حربی کافر اگرچہ امان لے کر دارالاسلام میں رہا ہوا سے کوئی بھی صدقہ دینا بالاتفاق جائز نہیں)۔(کتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في الحوائج الأصلية، ج ۳، ص ۳۵۳، مطبوعة المكتبة الأشرفية بديوبند)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے: فالجملة في هذا أن جنس الصدقة يجوز صرفها إلى المسلم، ولا يجوز صرفها إلى الحربي، وأما أهل الذمة لا يجوز صرف الزكاة

إليهم بالاتفاق، ويجوز صرف التطوع إليهم بالاتفاق: صدقہ کی جنس سے اس میں خلاصہ یہ ہے کہ اس کو مسلم پر خرچ کرنا جائز ہے، اور حربی پر اس کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اور رہے ذمی کافر تو ان زکاۃ صرف کرنا جائز نہیں ہے بالاتفاق، اور نفلی صدقہ کو ان پر خرچ کرنا جائز ہے) (کتاب الزکاۃ، الفصل ۸، ج ۳، ص ۲۱۱/ ۲۱۲، مطبوعۃ مکتبۃ زکریا بدیوبند الھند)

اسی کے حاشیہ میں ہے (وقول المصنف: ويجوز صرف التطوع الخ): استدل بعض الفقهاء على جواز الصدقة النافلة لغير المسلم بهذه الآية والرواية التي أخرجها ابن أبي شيبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تصدقوا إلا على أهل دينكم، فأنزل الله تعالى: ليس عليك هداهم إلى قوله "وما تنفقوا من خير يوف إليكم" رسول الله صلى الله عليه وسلم تصدقوا على أهل الأديان: مصنف کا قول اور نفلی صدقہ کو صرف (خرچ) کرنا جائز ہے الخ: بعض فقہاء کرام نے غیر مسلم کے لئے نفلی صدقہ کے جائز ہونے پر اس آیت سے اور اس روایت سے استدلال کیا جس کی تخریج کی ابن ابی شیبہ نے فرمایا: کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم صدقہ نہ کرو مگر تمہارے دین والوں پر تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی کہ (لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰهُمۡ) انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں۔ اس آیت تک کہ (وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ) اور تم جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دئے جاؤ گے۔ (سورہ بقرہ پ ۳، آیت ۲۷۲)

فرمایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم صدقہ کرو تمام دینوں والوں پر۔

"فتاوی ہندیہ" میں ہے: وأما أهل الذمة فلا يجوز صرف الزكاة اليهم بالاتفاق ويجوز صرف صدقة التطوع اليهم بالاتفاق۔ لیکن رہے ذمی کافر تو ان کی طرف زکوٰۃ صرف کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے، اور نفلی صدقہ انہیں دینا بالاتفاق جائز ہے۔ (کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸، مطبوعۃ بولاق مصر المحمیۃ)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بہار شریعت میں ہے: ذمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقہ واجبہ جیسے نذر وکفّارہ و صدقۂ فطر اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔ (ج۱، ح۵، ص ۹۳۰ مطبوعہ دعوت اسلامی)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: البتہ غیر مسلموں کو دینا ہرگز جائز نہیں کہ یہاں کے غیر مسلم حربی ہیں اور کافر حربی پر کچھ بھی صدقہ کرنا جائز نہیں۔ (باب طعام المیت وایصال الثواب، ج۱، ص ۲۸۶ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

لہذا صورت مذکورہ میں کسی انسان نے بیماری یا کسی پریشانی کی حالت میں صدقۂ نافلہ کیا ہے تو وہ کسی ایسے کو دے جس کا مسلمان ہونا یقینی ہو کیوں کہ یہاں کفار حربی ہیں ان کو کوئی بھی صدقہ دینا جائز نہیں ہے، اور رہے دیوبندی اور وہابی تو وہ تو مرتد ہیں انہیں بھی دینا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ عزوجل ورسولہ ﷺ أعلم بالصواب

کتبہ

وکیل احمد صدیقی نقشبندی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ
کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ)

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۳)

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

۳۴/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کی تعریف؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ یعنی صوم کا لغوی وشرعی معنیٰ کیا ہے؟ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔شعبان علی گوراچوکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "لغت میں صوم اور صیام کے معنیٰ ہیں امساک یعنی رکنا، اصطلاح شریعت میں ان الفاظ کا مفہوم ہے فجر سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت کے ساتھ کھانے پینے جماع کرنے اور جسم کے اس حصے میں جو اندر کے حکم میں ہو کسی چیز کے داخل کرنے سے رکے رہنا نیز روزے دار مسلمان (عورت) کے لئے حیض ونفاس سے پاک ہونا اس کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ہے۔

الصوم لغت عرب میں الامساک یعنی رکنے کو کہتے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں طلوع فجر سے لیکر غروب شمس تک مفطرات یعنی روزہ توڑنے والی اشیاء سے نیت کے رکنے کو روزہ کہا جاتا ہے۔(فیوضات الرضویہ تشریحات ہدایہ جلد سوم کتاب الصوم)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔(بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کے کتنے درجہ ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کے کتنے درجے ہیں؟ اور انکی کتنی قسمیں ہیں؟ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔جعفر علی صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کے تین درجے ہیں۔

(۱)ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔

(۲)دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔

(۳) تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی اللہ یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز سے اپنے کو بالکلیہ جدا کرکے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔(بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان)

(۲)روزے کی پانچ قسمیں ہیں (۱) فرض (۲) واجب (۳) نفل (۴) مکروہ تنزیہی (۵) مکروہ تحریمی۔

فرض وواجب کی دو قسمیں ہیں: معین وغیر معین۔

فرض معین: جیسے ادائے رمضان۔

فرض غیر معین: جیسے قضائے رمضان اور روزہ کفارہ۔

واجب معین: جیسے نذر معین۔

واجب غیر معین: معین جیسے نذر مطلق۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

نفل: دو ۲ ہیں نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ، اور اس کے ساتھ نویں کا بھی ، اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں، اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہ تنزیہی: جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صوم دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔

مکروہ تحریمی: جیسے عید اور ایام تشریق یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں کے روزے۔ (بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وأنواعه (ای الصوم) فرض وواجب ونفل. والفرض نوعان: معين كرمضان وغير معين كالكفارات وقضاء رمضان والواجب نوعان معين كالنذر المعين وغير معين كالنذر المطلق والنفل كله نوع واحد كذا في التبيين جلد اول كتاب الصوم ص ٢١٤ بيروت لبنان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کب فرض ہوا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کب فرض ہوا مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

المستفتی:۔عبدالستار جلالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان المعظم کے مہینے میں رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے "رمضان کے روزے ۱۰ رشعبان دو ہجری کو فرض کئے گئے (سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ماہ رمضان کے روزے ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان کے مہینے میں تحویل قبلہ کے دس روز بعد فرض کئے گئے۔(مراۃ المناجیح جلد سوم روزہ کا بیان)

اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "کانت فرضیۃ صوم رمضان بعد ما صرفت القبلۃ الی الکعبۃ بشھر فی شعبان علی راس ثمانیۃ عشر شھرا من الھجرۃ"یعنی قبلہ کی تبدیلی کے ایک ماہ بعد ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان کے مہینے میں رمضان شریف کے روزے فرض کر دئے گئے۔(مرقات شرح مشکوۃ کتاب الصوم جلد ۴/ ۳۸۵)

علامہ محمد لیاقت علی رضوی تحریر فرماتے ہیں "ماہ رمضان کے روزے ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان کے مہینے میں تحویل قبلہ کے دس روز بعد فرض کئے گئے۔(فیوضات الرضویہ تشریحات ہدایہ جلد سوم کتاب الصوم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حائضہ پر روزہ کی قضا کیوں جبکہ نماز معاف ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز بھی فرض ہے اور روزہ بھی فرض تو عورت پر حیض کی حالت میں نماز معاف ہے اور روزہ کی قضا کیوں ہے؟ روزہ کیوں معاف نہیں اور نماز کی قضا کیوں نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** شکیل احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذہب اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق دین ہے اور شارع نے اس کے احکامات وتعلیمات اس احسن طریقے سے دیئے ہیں کہ کسی بھی فرد واحد کو اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں اس پر عمل کرنے میں کوئی دقت و پریشانی محسوس نہ ہو۔

حدیث پاک میں ہے ”عن معاذته ان امراته سالت عائشته اتقضی الحائض الصلاته فقالت احروریته انت لقد کنا نحیض عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلا نقضی ولا نومر بالقضاء،، عن معاذته، عن عائشته بهذ الحدیث قال ابو داؤد وزاد فیه فنومر بقضاء الصوم ولا نومر بقضاء الصلاته“ معاذہ بن عبد اللہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا کہ حائضہ عورت نماز کی قضاء کرے گی؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، کیا تو حروریہ ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہمیں حیض آتا تھا تو ہم نماز کی قضاء نہیں کرتے تھے اور نہ ہی قضاء کا حکم دیا جاتا، اس سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی

حدیث مروی ہے ابو داؤد کہتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا نماز کی قضاء کا نہیں ۔(ابو داؤد شریف مصری حدیث نمبر ۲۶۲ صفحہ ۲۶۲ مسلم شریف کتاب الحیض باب وجوب القضاء الصوم علی الحائض دون الصلاتہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا شریعت میں حکم دیا جائے یا کسی سے منع کیا جائے، اسے بلا چون و چراں قبول کرنا چاہئے اور یہ فرماں بردار امتی کی علامت ہے، اگر عقل کی رو سے دیکھا جائے تو خواتین کے لئے ہر مہینے ایام مخصوصہ ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۱۰ / دن کی نمازوں کی قضاء روزمرہ زندگی میں ادا کرنا نہایت دشوار ہے جبکہ ماہ رمضان سال میں صرف ایک مرتبہ آتا ہے لہٰذا ان دنوں کے روزوں کی قضاء کرنا نماز کی نسبت عورتوں کو زیادہ آسان اور عمل کے قابل ہے، پس اسی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شریعتِ مطہرہ نے ایامِ مخصوصہ میں خواتین کو نمازوں کی مکمل اور روزوں کی قضاء کی رخصت دی ہے ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(رمضان کی راتوں میں ہمبستری کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان کی راتوں میں بیوی سے ہمبستری کر سکتے ہیں یا نہیں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔محمد شعیب رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ماہ رمضان شریف کی راتوں میں یعنی افطاری کے بعد صبح سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے شوہر بیوی سے ہمبستری کر سکتا ہے، اس کے روزے پر کچھ فرق نہیں پڑے گا اس کے جواز پر قران کی یہ آیت کریمہ نص ہے "کما قال اللہ تعالی أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُن" روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔

(کنزالایمان۔پ،۲سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضور صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شرائع سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشاء تک حلال تھا بعد نماز عشاء یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم زمانۂ اقدس تک باقی تھا بعض صحابہ کرام سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا اللہ تعالی نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

حلال کیا گیا۔(تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

لہذا رمضان شریف کی راتوں میں بیوی سے ہمبستری کرنا بلا شبہ بحکم قرآن جائز ہے اور اس سے روزہ پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے بعض لوگ عید کے دن آٹھ بجے تک روزہ رکھتے ہیں بعدہٗ چھوہارہ دودھ سے روزہ توڑتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

المستفتی:۔رمضان علی سہارن پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے یونہی بقرعید یعنی دس رگیارہ، بارہ، تیرہ، ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے یعنی سال میں پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ عید کے دن کا روزہ حرام ہے ہاں پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں اس پر قربانی ہو یا نہ ہو اور سب نفلی روزہ میں بہتر روزہ عرفہ کے دن کا روزہ ہے ہاں قربانی والے کو یہ مستحب ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے، قربانی ہی کے گوشت میں سے پہلے کھائے مگر یہ روزہ نہیں، نہ اس میں روزہ کی نیت جائز کہ اس دن اور اس کے بعد تین دن روزہ حرام ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۰ر ص ۴۴۴ر دعوت اسلامی)

لیکن آٹھ بجے تک کچھ نہ کھانا پھر اس کے بعد دودھ اور چوہارے کھانا تو یہ روزہ نہ ہوا اور نہ ہی کوئی قباحت ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس دن دودھ مٹھائی گوشت وغیرہ جو بھی اللہ توفیق دے جائز رقم سے خرید کر یا بنا کر کھائیں مگر اس سے قبل نیاز بھی دلا دیا کریں بہت اچھی بات ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ دار بھول کر کھا رہا تھا، یاد دلانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کمزور نے روزہ رکھا اور وہ بھول کر کھا یا پی رہا ہے اور اسے اپنا روزہ یاد نہیں ہے اور اگر کوئی دوسرا اسے روزہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا پینا چھوڑ دیگا جس کی وجہ سے وہ اور بھی کمزور ہو جائے گا تو کیا اسے اس کا روزہ یاد دلائیں کہ نہ دلائیں مدلل ومفصّل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔ محمد نظام الدین گجرات**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی حالت والے کا روزہ یاد نہ دلانا بہتر ہے جیسا کہ صاحب بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ردالمحتار کے حوالے سے فرماتے ہیں کسی روزہ دار کو کھانے پینے جماع جیسے افعال میں دیکھے تو روزہ یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلاے گا تو وہ کھانا چھوڑ دیگا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالیگا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلیگا اور دیگر عبادات بھی بخوبی ادا کرلیگا تو اس صورت میں روزہ یاد نہ دلانا بہتر ہے۔(بہار شریعت ج اول ح پنجم ص ۹۸۱)

بعض مشائخ نے کہا جوان کو کھاتا پیتا دیکھے تو یاد دلا دے بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانا بہتر ہے مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی بڑھاپے کا کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف کا لحاظ ہے لہٰذا اگر جوان اسقدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۸۱) واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

العبد ابوالثاقب محمد جواد القادری واحدی لکھیم پوری

(غسل فرض ہو سحری کا وقت تنگ ہو تو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی پر غسل فرض ہو اور سحری کا وقت بھی کم ہو تو کیا کرے؟ بینوا توا جرو۔ **المستفتی:۔** محمد طارق رضا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی شخص پر غسل فرض ہو اور سحری میں وقت کم ہو تو ہاتھ دھو کر کلی کر کے سحری کر لے اور سحری ختم ہونے کے بعد سہولیت کے مطابق غسل کر لے اسی طرح دن میں سونے میں غسل واجب ہو جائے تو یہ روزہ کے منافی نہیں البتہ غسل جنابت میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ ایک فرض نماز کا وقت نکل جائے ورنہ گنہگار ہو گا۔

ایسا ہی تفہیم المسائل جلد چہارم صفحہ ۱۸۵ میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(روزہ دار اگر نیند میں کچھ کھایا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے دار اگر نیند میں کچھ کھالے یا پی لے تو روزہ ٹوٹ جائیگا یا باقی رہے گا کیونکہ نیند میں اکثر لوگوں کو بلکل یاد نہیں ہوتا۔بینوا توجروا۔

المستفتی:۔ عبید رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا یا منھ کھولا تھا پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹۸۷)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حاملہ روزہ نہ رکھے اور تراویح پڑھے تو اجر ملے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر حاملہ عورت روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتی ہو تو کیاوہ تراویح پڑھ سکتی ہے؟اور کیااسے ایسا کرنے پر اجر ملے گا؟ **المستفتی:**۔محمد شہریار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حاملہ عورت اگر روزہ نہیں رکھ سکتی ہے حمل کی وجہ سے تو وہ بعد حمل روزوں کی قضا کرے گی حمل کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا یہ عذر ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ سفر وحمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک واکراہ ونقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

(بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۳۰/مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

حمل تراویح نہ پڑھنے کے لئے عذر نہیں ہے حمل والی اگر تراویح پڑھے گی تو اس کا ثواب پائے گی اور اگر تراویح نہ پڑھے گی تو ترک سنت مؤکدہ کا عتاب اس پر ہوگا البتہ اگر اسے ایک ساتھ پڑھنے میں دشواری ہو تو رک رک کر پڑھے حمل کی وجہ سے اگر رکوع وسجود نہیں کرسکتی ہے تو رکوع وسجود اشارہ سے کرے بہرصورت جونمازیں فرض وواجب وسنت مؤکدہ ہیں وہ حمل والی پر بھی ہیں تراویح مردوعورت سب کیلئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۲/ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت روزہ میں غیر محرم کو بوسہ دینا و بغل گیر ہونا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیر محرم کو اگر بوسہ دے یا بغل گیر ہو تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی:۔** محمد گل بہار عالم رضوی کھمار پوکھرا تر دینا جپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پہلی بات تو غیر محرم لڑکی کو چھونا یا دیکھنا ناجائز وحرام ہے اور روزے کی حالت میں بدرجہ اولی حرام ہوگا غیر محرم ہو یا اپنی بیوی کسی کو بھی روزے کی حالت میں بوسہ لیا اور انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر بغل گیر ہوا اور عورت کا کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو روزہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ انزال ہوگیا اور اگر اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جیسا کہ صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: عورت کو بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور انزال ہوگیا تو روزہ نہ گیا۔عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہوگیا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹۸۸)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:**۔سلمان بیگ رضوی جمالی مہاراشٹرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ جمعہ کے ساتھ جمعرات وہفتہ کا ایک روزہ اور رکھا جائے تو کراہت نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے بخاری ومسلم وترمزی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس سے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے جمعہ کا دن عید ہے لہذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو مگر یہ کہ اس سے قبل یا بعد روزہ رکھو۔(بہار شریعت حصہ ۵ رص ۱۰۱۴ رناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جو روزہ نہ رکھے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص رمضان کا روزہ چھوڑ دے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔صادق علی بہرائچ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ماہ رمضان المبارک کا روزہ ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔(کنزالایمان سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

بلا عذر روزہ نہ رکھنے والا سخت گنہگار اور سزاوار ہے اور اگر عذر شرعی ہو مثلا بیمار ہو یا یا سفر میں ہو (جبکہ رکھنا دشوار ہو) تو رمضان کے علاوہ اور دنوں میں رکھ لے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے''فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ''تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھیں)(کنزالایمان سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے وہ بہت بڑا گنہگار مستحق عذاب ہے اس پر لازم ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور قضا روزوں کو ادا کرے اور اگر عذر شرعی کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ رکھ کر دن بھر سونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید روزہ کی بھوک پیاس سے بچنے کے لئے سحری میں نیند کی گولی کھاتا ہے اور فجر پڑھ کے سوجاتا ہے پھر ظہر کے اخیر وقت اٹھتا ہے ظہر پڑھتا ہے پھر پندرہ منٹ کے بعد عصر پڑھتا ہے یعنی نماز چھوڑتا نہیں لیکن دن بھر سوتا ہے کیا زید کا ایسا کرنا درست ہے؟ اور روزہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی**:۔سلمان رضا گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ دار کا دن میں زیادہ سونا جائز ہے مگر سنت وافضل یہ ہے کہ زیادہ نہ سوئے مجدد اعظم حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُ نا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ دِن کے وَقت زیادہ دیر نہ سوئے بلکہ جاگتا رہے تاکہ بھوک اور ضعف کا اَثر محسوس ہو۔(کیمیائے سعادت ج ا ص ۲۱۶)

اگر چہ سنت وافضل کم سونا ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو تو ضروری عبادات کے علاوہ کوئی شخص سارا وقت سویا رہے تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

جو لوگ روزہ میں سو کر وقت گزار دیتے انہیں روزہ کا پتا ہی نہیں چلتا ذرا سوچو تو سہی کہ حضرت سیّدُ نا اِمام محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ جیسا امام وقت تو زیادہ سونے سے بھی منع فرماتے ہیں کہ اِس طرح نیکیاں کمانے کا وَقت فالتو پاس ہو جائے گا تو جو لوگ لہو لعب تماشوں اور حرام کاموں میں وَقت برباد کرتے ہیں وہ کس قدر محروم و بدنصیب ہیں اس لئے روزہ دار کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ذکر و اذکار دعاو

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

قرآن کی تلاوت کرے نوافل پڑھے اچھے کام میں مشغول رہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جو یہ کہے کہ روزہ وہ رکھے جسکو کھانے کو نہ ملے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ روزے وہ رکھے جس کے گھر کھانا نا ہو تو اس شخص پر کیا حکم الشرع نافذ ہوگا برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔عطاء وارث رضوی مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا شخص اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہوگیا اگر صاحب نکاح ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت (برباد) ہو گئے اس پر فرض ہے کہ فورا توبہ کرے استغفار کرے کلمہ پڑھ کر کے پھر سے مسلمان ہو بیوی رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرے۔اور اگر ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کو برادری سے خارج کر دیں سلام کلام بند کر دیں اس کے دفن وکفن جنازے میں شریک نہ ہو۔(فتاوی شارح بخاری جلد دوم صفحہ 348) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت روزہ میں تھوک نگلنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ تھوک کو کس صورت میں نگلنے سے روزے کو توڑ دیتا ہے **المستفتی**:۔شاہ جہان پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور فقیہ اعظم ہند سرکار صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں دوسرے کا تھوک نگلنے سے یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لینے کے بعد نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے" (بہار شریعت ج1ح5 روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان ص987 مسئلہ نمبر 13 مکتبہ دعوت اسلامی)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا ناپاکی کی حالت میں روزہ درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ناپاکی کی حالت میں روزہ ہوگا یا نہیں؟

المستفتی:۔شعبان علی گوراچوکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ناپاکی کی حالت میں بھی روزہ ہو جائے گا کیونکہ یہ مفسدات صوم میں سے نہیں ہے البتہ نماز قضا ہونے کا گناہ ہوگا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ، غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُهُ" میں گواہی دیتی ہوں نبی کریم ﷺ صبح جنبی ہونے کی حالت میں کرتے احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے! پھر آپ روزے سے رہتے۔(یعنی غسل فجر کی نماز سے پہلے سحری کا وقت نکل جانے کے بعد کرتے)(صحیح بخاری، روزے کا بیان حدیث نمبر ۱۹۳۱)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں"روزہ ہو جائے گا اگرچہ شام تک نہ نہائے، ہاں ترکِ نماز کے سبب سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰ رص ۵۶۱ ر دعوت اسلامی)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ وحرام ہے۔

(بہار شریعت ح ۵)

حالت جنابت میں اگرچہ روزہ نہیں ٹوٹتا پھر بھی نہا لینا چاہئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ

جنب جس گھر میں ہوتا ہے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(روزے کا فدیہ کب دینا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کا فدیہ (کفار) کب دینا چاہئے؟ اور کسے دینا چاہئے؟

المستفتی:۔(مولوی) رجب علی نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فدیہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب چاہیں دے سکتے ہیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے کفارہ کا اختیار ہے کہ روز کا روز دے دے یا مہینہ بھر کا پہلے ہی ادا کر دے یا ختمِ ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے سب جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۵۵۴/دعوت اسلامی)

(۲) جو زکوۃ و فطرہ کا مستحق ہو اسے روزہ کا فدیہ دے سکتے ہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزے کی حالت میں بیوی کے پاس لیٹنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں بیوی کے پاس دن میں لیٹنا بوس وکنار کرنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔عبدالقادری واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیوی کے پاس لیٹنے سے نہ تو روزہ ٹوٹے گا نہ ہی مکروہ ہوگا ہاں اگر بوسہ وغیرہ لینے سے منی نکلنے کا اندیشہ ہو یا صحبت سے نہ بچنے کو خوف ہو تو مکروہ ضرور ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ’’ان افعال سے روزہ جانے کی تو کوئی صورت ہی نہیں جب تک انزال نہ ہو اور خالی پاس لیٹنا جس میں بدن چھُونا یا بوسہ لینا کچھ نہ ہو مکروہ بھی نہیں رہا، لپٹانا یا بوسہ لینا یا بدن چھُونا ان میں اگر بہ سبب غلبہ شہوت فساد صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کرسکے گا اور معاذ اللہ جماع میں مبتلا ہوجائے گا یا بلا جماع ہی ان افعال کی حالت میں انزال ہوجائے گا تو یہ سب فعل مکروہ ممنوع ہیں اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، مگر مباشرتِ فاحشہ یعنی ننگے بدن لپٹانا کہ ذکر فرج کو مس کرے روزے میں مطلقاً مکروہ ہے۔اسی طرح سراج وہاج میں بوسہ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا، بوسہ فاحشہ عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر چبائے، اور زبان چوٗسنا بدرجہ اولیٰ مکروہ جبکہ عورت کا لعابِ دہن جو اس کی زبان چوٗسنے سے اُس کے مُنہ میں آئے تھوک دے، اور اگر حلق میں اُتر گیا تو کراہت درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا، اور اگر قصداً بحالتِ لذّت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ ۵۵۹/ ۵۶۰/دعوت اسلامی)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(ماہ رمضان میں علی الاعلان کھانا پینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان میں علی الاعلان کھانا پینا کیسا ہے ؟اور جو یہ کہے کہ جب اللہ کا ڈر نہیں تو بندوں کا کیا ڈر تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔صدام حسین نقشبندی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ماہ رمضان میں علانیہ کھانا کھانا شرعاً ممنوع ہے اگر چہ اسے شریعت نے رخصت دی ہو جیسے ،مسافر ،حاملہ ،بیمار وغیرہ تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ لوگوں سے چھپ کر کھائیں البتہ حیض ونفاس والی کو اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہرا ،روزہ کی طرح اس پر رہنا ضروری نہیں مگر چھپ کر کھانا اولیٰ ہے خصوصا حیض والی کے لئے ۔(بہار شریعت ح ۵ بیان ان وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے)

اور جو شخص رمضان میں بلا عذر علانیہ قصدا کھائے تو وہ شرعاً گنہگار ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو قتل کر دیا جاتا چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے کوئی اور سزا نہیں دے سکتا ،البتہ اس پر لازم ہے کہ سچے دل سے توبہ استغفار کرے اور چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے۔

جو یہ کہے کہ اللہ کا ڈر نہیں تو بندوں کا کیا ڈر یہ کلمۂ کفر اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید کے کئی مقامات پر ارشاد فرمایا "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

نیز فرمایا "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۲)

اور یہ کہنا کہ اللہ کا ڈر نہیں معاذ اللہ یہ آیت قرآنی کا انکار کرنا ہے ارشاد ربانی ہے"وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ "اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔(کنزالایمان سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۶)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ"ماہ رمضان میں علانیہ کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا"جب اللہ کا ڈر نہیں تو بندوں کا کیا ڈر"کفر ہے۔(انوارالحدیث کتاب الایمان)

لہذا اس طرح کہنے والے پر تجدید ایمان لازم ہے اور اگر شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی کرے یونہی تجدید بیعت بھی کرے،اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے،جیسا کہ ارشاد ربانی ہے"وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"
اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(سورۃ الأنعام آیت نمبر ۶۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(دس دن کے روزہ کی منت مانی ایک روزہ چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے منت مانی کہ میں ایک محرم سے دس محرم تک دس روزہ رکھوں گی لیکن ایک تاریخ کی اس کو خبر نہ ہوئی اب ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ مع حوالہ جواب تحریر فرمادیں اگرچہ مختصر ہو **المستفتی:۔عبداللہ قادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر عورت کو ایک محرم معلوم نہ ہوسکا جس کی وجہ سے وہ روزہ نہ رکھ سکی تو وہ نو روزہ رکھے اور بعد میں ایک روزہ کی قضاء کرلے علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں" ان المعلق یتعین فیہ الزمان بالنظر الی التعجیل اما تاخیرہ فظاھر انہ جائز اذلا محذور فیہ" (ردالمحتار جلد ۳ ص ۱۷ ماخوذ از فتاوی علیمیہ جلد دوم صفحہ ۲۲۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(حائضہ کا روزہ چھوٹ جائے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان المبارک میں حیض کی بناء پر عورتوں سے جو دو تین یا پانچ روزے اور نمازیں چھوٹ جاتی ہیں ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ مفصل جواب قرآن وحدیث سے عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا۔ **المستفتی:** ۔محمد حامد رضا قادری بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض کی حالت میں روزہ رکھنا حرام ہے رمضان المبارک میں حیض آنے کی وجہ سے عورتوں سے جو روزیں اورنمازیں ترک ہوتی ہیں ان دنوں کی نمازوں کی قضا نہیں ہے لیکن روزوں کی قضا اور دنوں میں فرض ہے کہ اگر روزوں کی قضا نہیں کرے گی تو گنہگار ہوگی جیسا کہ مختصر القدوری میں ہے ”والحیض یسقط عن الحائض الصلوۃ ویحرم علیہا الصوم وتقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ“ (مختصر القدوری باب الحیض)

اوراسی طرح سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حالت حیض میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہے اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے ۔(بہار شریعت حصہ دوم حیض ونفاس کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنہ

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کی حالت میں مشت زنی کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرا ایک بھائی ہے جو کہ مشت زنی کا عادی ہے اور اس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کرلیا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔محمد تبریز عالم احمد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی اس کو روزہ یاد نہیں تھا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس حالت میں مشت زنی کردی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بھول کر کھایا پیا یا ہاتھ سے منی نکالا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔(بہار شریعت حصہ پنجم)

اور اگر جھوٹ بول رہا ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا اور اس کو یاد تھا تو ایسے شخص پر روزہ کی قضا فرض ہے کفارہ نہیں۔(بہار شریعت حصہ پنجم)

یاد رہے روزہ ٹوٹے یا نہ ٹوٹے اس فعل بد سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے کیونکہ اس سے بہت سے نقصانات ہیں مشت زنی شرعی اعتبار سے گناہ اور ناجائز اور طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے لہٰذا عام حالات میں اس سے احتراز کرنا لازم وضروری ہے۔

قوله الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشهوة اما اذا غلبت الشهوةوليس له زوجة ولاامة ففعل ذلك لتسكينها فالرجاانه لاوبال عليه كماقاله ابوالليث ويجب لوخاف الزنا۔"(بحوالہ کنز الریحان فی فتاوی ابی النعمان المعروف فتاوی مشاھدی جلد اول صفحہ 352)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنه

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا ضعیفہ کا روزہ دوسری عورت رکھ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ضعیف عورت ہے اسکا پہلے کا بھی روزہ چھوٹ گیا ہے عمر ۵۵ ر کے پار ہے اب طاقت نہیں ہے، ان کے گھر کی عورت نے پوچھا ہے کہ انکا روزہ دوسری عورت رکھ سکتی ہے یا پھر فدیہ دیا جائے گا؟ اور کتنا فدیہ دینا ہوگا؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی: ۔حافظ نسیم احمد اشرفی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ضعف درازگی عمر کی وجہ سے ہے یعنی اتنی عمر ہو چکی ہے جو حقیقتاً روزہ کی قدرت نہ رکھتی ہو اور نہ آئندہ طاقت کی امید ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایسی ضعیفہ روزہ چھوڑ دے اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ ادا کرے یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ 612)

اور بدائع الصنائع میں ہے" وكذا كبر السن حتى يباح للشيخ الفاني ان يفطر فی شهر رمضان لانه عاجز عن الصوم وعليه الفدية عند عامة العلماء بقول تعالیٰ وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين ومقدار الفدية مقدار صدقة الفطر وهو ان يطعم عن كل يوم مسكينا مقدار مايطعم فی صدقة الفطر "(بدائع الصنائع جلد ثانی صفحہ 97 بحوالہ فتاوی اکرمی جلد اول صفحہ 195)

ہاں اگر بعد میں بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو گیا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اگر نہیں رکھے گا

تو گنہگار ہوگا اور وہ فدیہ نفل ہو جائے گا یعنی نفل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنہ

(کیا روزہ کے لئے نماز شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہت لوگ کہتے ہیں کہ بغیر نماز کے روزہ نہیں ہوتا ایسا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ **المستفتی**:۔محمد اسلام رضا بارہ بنکی یوپی الھند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا کہنا بالکل غلط ہے کہ اگر نماز نہیں پڑھیگا تو روزہ نہیں ہوگا روزہ نماز سے متصل نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ فرض ہیں حدیث شریف میں ہیں ’’عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لاالہ الااللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقام الصلاۃ وایتاء الزکاۃ والحج وصوم رمضان‘‘ (صحیح بخاری شریف)

اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ نماز ایک الگ فرض ہے اور روزہ الگ اب اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں نماز پڑھے اور روزہ نہ رکھے تو اس کی نماز تو ہوجائے گی لیکن روزہ نہ رکھنے کے سبب گنہگار ہوگا ایسے ہی اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور نماز نہ پڑھے تو روزہ ہوجائیگا لیکن نماز نہ پڑھنے کے سبب گنہگار ہوگا ہاں یہ الگ بات کہ بغیر نماز کے روزہ سے اس کو وہ لذتیں حاصل نہ ہوگی جو ایک روزہ دار کو تقویٰ کی لذتیں حاصل ہوتی ہے اور جس نے بھی یہ مسئلہ بتایا ہے اس نے غلط بتایا غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے اس کو چاہئے کہ وہ اس سے توبہ واستغفار کرے اور آگے اس سے اجتناب رکھے بغیر علم کے فتویٰ نہ دیا کریں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ’’وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ ومن اشار علی اخیہ بامر یعلم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ" روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بے علم فتوی دے اس کا گناہ فتوی لینے والے پر ہے اور جو اپنے بھائی کو کسی چیز کا مشورہ یہ جانتے ہوئے دے کہ درستی اس کے علاوہ میں ہے اس نے اس کی خیانت کی۔ (مشکوۃ شریف کتاب العلم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا حشمتی سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جس کے ذمہ فرض روزہ باقی ہے کیا وہ نفلی روزہ رکھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کے ذمہ رمضان کے روزے کی قضا ہو اسے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز نفلی روزہ کی جگہ فرض روزے کی قضا رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد ابرار القادری مقیمِ حال بنگلور کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس کے ذمہ فرائض باقی ہوں اس کی نفل عبادت قبول نہیں ہوتی چاہے وہ روزہ کی شکل میں ہو یا نماز کی شکل میں یا زکوٰۃ کی شکل میں ۔یعنی جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اس کی نفل نماز قبول نہیں ہوتی اسی طرح جس کے ذمہ فرض روزے ہوں اس کے نفل روزے قبول نہیں ہوتے۔نفلی روزہ رکھنا جائز ہے مگر جس کے ذمہ فرض روزے قضا ہیں انہیں چاہئے کہ نفل کی جگہ پر فرض روزے جو قضا ہوئے ہیں انھیں رکھ لیں اور اللہ تعالی سے لو لگائے رکھے کہ وہ اپنے خزائن غیب سے ان قضا روزوں کے صدقے نفل روزوں کا بھی ثواب عطا کر دے گا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا روزے کا فدیہ سادات کھا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کا جو کفارہ (فدیہ) رہتا ہے کیا اس کو سادات کرام کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: ۔عبداللہ نظامی مجیبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کا کفارہ صدقہ واجبہ ہے اور صدقہ واجبہ سادات کے لئے جائز نہیں. جیسا کہ حدیث شریف میں ہے"عن عبد المطلب بن ربيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن هذه الصدقات إنما هي أوساخ الناس و انها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواه مسلم "حضرت عبدالمطلب بن ربیعۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے لئے حلال نہیں اس کو امام مسلم نے روایت کی۔(مشکوۃ المصابیح)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے" ولا يدفع الى بنى هاشم هذا في الواجبات كالزكوة والنذر والعشر والكفارة فاما التطوع فيجوز الصرف اليهم كذا في الكافي"

(فتاوی امجدیہ جلد اول کتاب الصوم صفحہ ۳۹۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(رمضان میں شیاطین قید رہتے ہیں تو پھر گناہ کیوں ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے ماہ رمضان میں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے تو پھر لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟

المستفتی: (مولانا) صدام حسین اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سیدی استاذی حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد معین الدین رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سوال کے متعدد جوابات ہیں۔

پہلا جواب:۔ یہ ہے کہ ایک دوسری روایت میں ہے "صفدت مردۃ الشیاطین" یعنی شرکش اور بڑے بڑے شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں عام شیاطین کھلے پھرتے ہیں جن کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔

دوسرا جواب:۔ یہ ہے کہ گمراہ کرنے والا ایک خارجی شیطان ہے اور ایک داخلی شیطان ہے جس کو "لہ شیطان قرین من الجن" اور اردو میں اسے ہمزاد کہتے ہیں، خارجی شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے داخلی شیطان کو قید نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے لوگ گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

تیسرا جواب:۔ یہ ہے کہ شیطان کے گیارہ ماہ مسلسل بہکانے اور وسوسہ ڈالنے سے لوگوں میں اس کے وسوسے کا اثر اس قدر راسخ ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کی ایک ماہ کی غیر حاضری سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور

لوگ بدستور برائی کے کاموں میں مبتلا رہتے ہیں الا ماشاء اللہ

چوتھا جواب:۔ یہ ہے کہ یہ اطلاق بھی مجازی ہے چونکہ اس ماہ میں بعض نیک طبع مسلمان شیطان کے اثرات اور اس کے وسوسوں کو قبول نہیں کرتے برائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور نماز روزہ اور دیگر نیکیوں میں بکثرت مشغول ہو جاتے ہیں اور نمازی اور نیک لوگ پہلے سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں جیسا کہ عام مشاہدہ ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس ماہ میں شیطان کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور خیر کے غلبہ سے اس کے وسوسوں کا اثر کم پڑ جاتا ہے اس لئے اس کو مجازاً تعبیر فرمایا کہ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

پانچواں جواب:۔ یہ کہ برائی میں مشغول لوگوں کو کم از کم اس ماہ مبارک میں تو یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ ان کی غلط کاریوں اور بے راہ روی میں شیطان کے وسوسوں سے زیادہ خود ان کی ذات اور ان کے ارادوں کا دخل ہے کیونکہ اس ماہ مبارک میں جب شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور وہ پھر بھی برائی اور برے کاموں سے باز نہیں آرہے تو مان لینا چاہئے کہ ان برائیوں کے وہ خود ذمہ دار ہیں شیطان ان سے جبراً برائی نہیں کراتا ہے اس کا ان پر کوئی تسلط نہیں ہے وہ صرف برائی کا ایک خیال ان کے ذہن میں ڈالتا ہے انہیں برائی کی ترغیبات دیتا ہے جیسا کہ نیک کام کرنے کا خیال اور اس کی ترغیبات ان کا ضمیر (لمہ رحمان) دیتا ہے اور جب وہ برے کام کرنے کا از خود ارادہ کرتے ہیں تو ان کا ضمیر ان کو مسلسل سرزنش کرتا رہتا ہے اور برائی سے روکتا رہتا ہے لیکن وہ ضمیر کی تمام تر فہمائشوں کو دور کر کے برے کاموں کو انجام دینے کا پورا منصوبہ بندی کرتے ہیں اس کی تمام تفصیلات مرتب کرتے ہیں اور پھر مسلسل اس برائی کو کرتے رہتے ہیں حتی کہ ضمیر (لمہ رحمان) کی آواز انہیں سنائی نہیں دیتی پھر برائی پر اس قدر پختہ ہو جاتے ہیں کہ کسی برائی پر آمادہ کرنے کے لئے انہیں شیطان کے بہکانے کی ضرورت نہیں رہتی وہ ہو یا نہ ہو وہ اپنے دھندے سے لگے رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے "وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ-وَ مَا كَانَ لِيَ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ-فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَ لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ-مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ" اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے او پر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو۔ (کنزالایمان، سورہ ابراہیم ۲۲)

نوٹ:۔تفصیل عمدۃ القادری و فتح الباری و مرقات وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔(فتاوی شراوستی جلد اول روزہ کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(قے ہونے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے روزہ رکھا اور دن میں الٹی ہوئی بلا ارادہ اب اسکو کسی نے ایسا بتادیا تیرا روزہ ٹوٹ گیا انکے کہنے پر اُسنے روزہ توڑ دیا جہالت کی وجہ سے کھانا پینا بھی شروع کر دیا اب دریافت یہ کرنا ہے زید نے جولاعلمی کی وجہ سے روزہ توڑا تو اس پر صرف قضاء ہے یا کفارہ بھی ہوگا؟

المستفتی: ۔عبدالسبحان نظامی،گورکھپور، یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شخص مذکور پر صرف ایک روزے کی قضا فرض ہے، البتہ کفارہ لازم نہیں ہے۔چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: **لو ذرعه القيء وظن أنه يفطره فأفطر، فلا كفارة عليه۔** (ردالمحتار،۱/۱۰۵۸)

علامہ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: قے ہوئی اور یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔(بہار شریعت ۱/۹۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کی حالت میں تیرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں "سوئمنگ" کرنا (یعنی تیرنا) کیسا ہے؟

المستفتی: ۔عبداللہ گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں جس طرح گھر میں نہانا غسل کرنا جائز ہے یوں ہی دریا تالاب میں بھی غسل کرنا جائز ہے روزے کی حالت میں بسا اوقات تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت تیرنے کی صورت میں انسان پانی بھی پی جاتا ہے لہذا حلق میں پانی چلا جانے کی صورت میں اگر روزہ دار ہونا یاد تھا تو روزہ جاتا رہا اس روزے کی قضا لازم ہے اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہیں تھا تو روزہ نہیں ٹوٹا لہذا بحالت روزہ "سوئمنگ (یعنی تیرنے) سے پرہیز کرنا ہی اولی ہے۔تفصیل کے لیے بہار شریعت حصہ پنجم روزہ کا بیان مطالعہ کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ میں کیا شوہر و بیوی ایک ساتھ سو سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی ایک ساتھ روزے میں لیٹے ہوئے تھے، بوس وکنار کا معاملہ ہوا اور انزال ہوگیا، تو کیا صرف روزے کی قضا لازم ہے یا کفارہ بھی دینا ہوگا؟

المستفتی: ۔عمار مدنی، کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورتِ مسئولہ میں شوہر اور بیوی دونوں پر ایک روزے کی قضا لازم ہے جبکہ دونوں کو انزال ہوا ہو، ورنہ جس ایک کو انزال ہوا ہے تو قضا صرف اسی پر واجب ہے البتہ کفّارے کی ادائیگی کسی پر بھی لازم نہیں ہے۔چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: **واذا قبل امراتہ وانزل فسد صومہ من غیر کفارۃ کذا فی المحیط۔**

(الفتاوی الھندیہ ۱/ ۲۰۴)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُو سے یا عورت کا بدن چُھوا اگر چہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔(بہار شریعت، ۱/۹۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(طلوع فجر سے قبل ہمبستری کیا مگر انزال بعد میں ہو تو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سحری میں جماع ہوا اور انزال رحم کے بجائے باہر کیا، واضح رہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہی ذَکر نکال لیا تھا مگر رگوں کے انتشار کی وجہ سے صبح صادق ہونے کے بعد انزال ہوگیا اور مرد کے ذَکر نکالنے کے بعد عورت کو انزال ہوا ہے، ذَکر سحری کے وقت کے اندر ہی نکال لیا گیا تھا مگر عورت کی منی کا خروج صبحِ صادق میں ہوا تو اب مرد وعورت دونوں کے روزے کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔عمار مدنی، کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اِس صورت میں مرد وعورت دونوں کا روزہ فاسد نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ امام ابوالفتح ظہیر الدین عبدالرشید ابن عبدالرزاق ولوالجی حنفی متوفی ۵۴۰ھ لکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷٤ھ نقل کرتے ہیں: رجل جامع فی رمضان قبل الصبح، فلما خشی الصبح أخرج فأمنٰی بعد الصبح لا یفسد صومه، وهو بمنزلة الاحتلام لأنه لم یوجد بعد الصبح صورة، ولا معنی۔(واللفظ للأول)(الفتاوی الولوالجیة،۱/۲۱۸)(البحر الرائق شرح کنز الدقائق،۲/۲۹۳)

(مظهر الأنوار،ص۲۱۴)

یعنی کسی شخص نے رمضان میں صبحِ صادق سے قبل جماع کیا پھر اس نے صبح ہوجانے کے خوف سے اپنے ذَکر کو باہر نکال دیا پھر اسے صبحِ صادق ہونے کے بعد انزال ہوا تو اس کا روزہ فاسد نہیں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ہوگا اور یہ احتلام کے مرتبے میں ہے کیونکہ صبحِ صادق کے بعد صورۃً اور معنًی جماع نہیں پایا گیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(روزہ میں ہمبستری کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں ہمبستری کرنے کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** ۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں ہمبستری کرنا ناجائز وحرام ہے بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو،لہٰذا اگر کسی نے رمضان کے ادا روزے کے دوران قصداً ہمبستری کی تو اُس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اُس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ چنانچہ علامہ ابوالحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں:من جامع عامدًا فی احد السبیلین او اکل او شرب ما یتغذی به او یتداوی به فعلیه القضاء والکفارۃ۔ یعنی جس نے قصداً آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا یا ایسی چیز کھالی یا پی لی جس سے غذا حاصل کی جاتی ہو یا دوا کی جاتی ہو تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(مختصر القدوری،ص ۱۱۶)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(روزہ کے لئے مانع حیض دوا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض عورتیں روزہ قضاء نہ ہو اس بنیاد پر مانع حیض دوا کھاتی ہیں ایسا کرنا شرعا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔غلام رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ رکھنے کے لئے مانع حیض ادویات کے استعمال کی اجازت نہیں کیونکہ بسا اوقات طبی اعتبار سے عورت کے لئے نقصان دہ ہے اور اس سے بہت سی بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

قال اللہ تعالی: وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ "اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (البقرۃ: آیت ۱۹۵)

نیز دوسرے مقام پر ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ "اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو۔ (النساء ۲۹)

شریعت نے ان ایام میں روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں، ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔(بہار شریعت، جلد اول، صفحہ ۳۸۰)

نوٹ:۔اگر کسی نے مانع حیض دوا کھائی اور حیض نہیں آیا تو نماز روزہ بدستور اس پر فرض ہے اور تمام عبادت کرے گی اگر چہ ایسی دوا کھانا شرعاً درست نہیں ہے اور کچھ حالات میں یہ دوا مضر نہیں بلکہ مفید ہوتی ہے تو ایسی صورت میں ماہر طبیب کے مشورے پر ایسی دوا کھانے میں کوئی قباحت بھی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

نہیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ)

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۳)

روزہ کی نیت بیان

۲/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا روزے کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نفلی روزہ کی رات ہی میں نیت کرنا شرط ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔**محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں نفلی روزے کی نیت کرنا ضروری ہے لیکن رات ہی میں ضروری نہیں بلکہ ضحوہ کبریٰ تک نیت کر سکتے ہیں جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لئے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہو جائیں گے۔لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیّت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیّت کی تھی تو ہوگیا۔(بہارشریعت،حصہ،پنجم،روزے کا بیان)

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ بحوالہ عالمگیری تحریر فرماتے ہیں ادائے رمضان کے روزے اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لئے نیت کا رات سے کرنا ضروری نہیں اگر ضحوہ کبریٰ (آدھے دن تک) کرلی تب بھی روزہ ہوجائے گا فتاویٰ عالمگیری میں ہے(جاز صوم رمضان ولنذرالمعین والنفل بنیۃذالك الیوم اوبنیۃ مطلق الصوم اوبنیۃالنفل من اللیل الی ماقبل نصف النہار.وھوالمذکورفی الجامع الصغیر . وشرط القضاء والکفارات ان یبیت ویعین . کذافی النقایۃ .

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

وکذا النذر المطلق ھکذا فی السراج الوھاج)

اوردرمختار میں ہے(یصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیة من اللیل الی الضحوة الکبریٰ ۔ والشرط للباقی من الصیام قران النیة للفجر ولو حکما وھو تبییت النیة)(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۱۲/اے ون آفسیٹ پریس دہلی)واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(روزے کی نیت کب کرنی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی نیت کب کرنی چاہئے؟ اگر کوئی سحری نہ کرے اور صبح نیت کرے تو روزہ مانا جائے گا یا نہیں؟ **المستفتی:۔** جلال الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی کئی قسمیں ہیں اور سب کا حکم الگ الگ ہے، ادائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوہ کبری تک ہے، اس وقت میں جب نیت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے، لہذا صبح نیت کرنے سے روزہ مانا جائے گا اگر چہ سحری نہ کیا ہو۔(ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان)

ادائے رمضان اور نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معین کی نیت کرے اور ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔(ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ

کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ)

اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے۔(سورہ بقرہ ۱۸۳)

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا بیان

۲۷/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(روزہ کی حالت میں گل منجن کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء کو رمضان شریف کے مہینے میں گل منجن کرتے دیکھا گیا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت آپ روزہ سے نہیں ہیں؟ جو گل منجن کر رہے ہیں کیا گل منجن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا؟ تو جواب یہ ملا کہ گل سے روزہ نہیں ٹوٹتا.روزہ کی حالت میں گل منجن کرنا صرف مکروہ ہے؛اور حوالہ میں فتاوی رضویہ شریف کا نام پیش کرتے ہیں،اب سوال یہ ہے کہ کیا؟ اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے جس گل کے بارے میں مکروہ لکھا ہے کیا؟ یہی گل منجن ہے یا کوئی اور گل ہے اور اگر یہی گل منجن ہے کہ جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو پھر اسی پر قیاس کرتے ہوئے کولگیٹ وغیرہ سے بھی روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیئے؟ تسلی بخش جواب عنایت کریں۔ **المستفتی:** محمد ذیشان احمد قادری متعلم دارالعوام اہلسنت قادریہ صدیقیہ منہاج القران رضانگر چوراھا دولتپور گرانٹ گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں منجن ناجائز وحرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے" درمختار میں" کرہ ذوق شئی" (فتاوی رضویہ جلد ۱۰ ص ۵۵۸ دعوت اسلامی)

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے باریک اجزاء حلق سے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور نہ اترے تو نہ ٹوٹے گا البتہ ایسی چیزوں کو منہ میں رکھنا روزہ کو مکروہ کر دیگا" (فتاوی بحرالعلوم جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

رہا گل کا استعمال تو گل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ تمباکو ہے دیکھیں تمباکو کے ہر ڈبہ پر ہر پیکٹ پر تحریری اور تصویری دونوں طرح سے کینسر کے خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے اسی طرح گل کے ڈبے اور پیکٹ پر بھی خطرے سے آگاہ کیا گیا ہے جبکہ کولگیٹ وغیرہ پر ایسی کوئی تحریر نہیں ہے، تمباکو کو پیس کر گل بنایا جاتا ہے خاص طور سے بنگال کلکتہ وغیرہ میں کثرت سے تمباکو کی کھیتی اور گل بنانے کے کارخانے پائے جاتے ہیں لہذا جن حضرات کے نزدیک گل کرنا جائز ہے تو تمباکو کھانا بدرجہ اولی جائز ہونا چاہئے فقیر کے نزدیک یہ تمباکو ہے اسی لئے اس میں نشہ ہوتا ہے اور لوگ اس کو بطور عمل استعمال کرتے ہیں اس لئے اس کا حکم تمباکو (کھینی) کی طرح ہے جیسا کہ بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں تمباکو جسے کھینی کہا جاتا ہے منہ میں رکھنے کو روزہ توڑنے والا بتایا ہے گل بھی اسی قسم کی ہے کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اسلئے اس کا استعمال بھی مفسد صوم ہے ۔(فتاوی بحر العلوم جلد ۲ ص ۲۷۶)

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے گل کے متعلق لکھا ہی نہیں ہے بلکہ سائل نے پوچھا کہ منجن جو بادام، کوئلہ، سپاری و گل وغیرہ کا بنتا ہے اُس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ یعنی اس زمانے میں جو منجن بنتا تھا اس میں یہ مذکورہ چیزیں ملائی جاتی تھیں نہ کہ یہ گل ہے جو آج ملتا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا احتلام ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر روزے دار کو دن میں احتلام ہو جائے خواہ مرد ہو یا عورت تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ **المستفتی:۔** سلطان رضا ساکی ناکہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ مرد ہو یا عورت کیونکہ یہ اختیاری فعل نہیں ہے جس میں روزہ دار کا کوئی عمل دخل ہو بلکہ یہ غیر اختیاری شئ ہے اس لئے احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاث لا یفطرن الصیام القئ والحجامۃُ والاحتلامُ“ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں روزہ کو نہیں توڑتی پچھنا لگوانے سے، قے آجانے سے، اور احتلام ہونے سے۔(جامع ترمذی حدیث نمبر ۷۱۹)

اور ہدایہ میں ہے ”قال (فان نام فاحتلم لم یفطر)لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم (ثلاث لا یفطرن الصیام القئ والحجامۃُ والاحتلامُ)ولَانہٗ لم تُوجدْصورۃُ الجماع ولا معناھو الانزالُ عن شھوۃ بالمباشرۃ“ اگر روزہ دار سویا اور اس کو احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں روزہ کو توڑنے والی نہیں ہیں (۱) قے (۲) پچھنا لگوانا (۳) احتلام۔اس دلیل کی وجہ سے کہ یہ صورتاً و معناً کسی طرح بھی جماع نہیں ہے جبکہ جماع کا معنی یہ کہ شہوت کے ساتھ مباشرت کرکے انزال کا ہونا۔(ہدایہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کتاب الصوم)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا۔(بہار شریعت ح۵/روزہ کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دوا کوٹنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوا کوٹنے کی وجہ سے ناک منہ میں گھس جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی:**۔حکیم صدام حسین رضوی بیجا پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوا کوٹنے پر جو پاؤڈر ناک منھ میں گھستا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یونہی آٹا جیسے چکی والوں کے ناک منھ میں گھس جاتا ہے یا سڑک پر چلنے والے کام کرنے والے کے ناک میں گرد (دھول) یا کھانا بنانے والوں کے ناک منھ میں دھواں، یا کوئی کافر سگریٹ بیڑی پی رہا ہو اور اس کا دھواں اڑ کر کسی روزہ دار کے ناک میں آیا ان سب صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹے گا جبکہ بذات خود اڑ کر گیا ہو، اور اگر اسے منھ کے قریب کر کے سونگھا جیسے خوشبو یا اگربتی کا دھواں وغیرہ اور اسے روزہ دار ہونا یاد نہ تھا جب بھی نہ ٹوٹے گا جیسے بھول کر کھانے پینے سے نہیں ٹوٹتا اور اگر روزہ دار ہونا یاد تھا تو روزہ جاتا رہا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”متون وشروح وفتاوٰی عامہ کتب مذہب میں جن پر مدارِ مذہب ہے علی الاطلاق تصریحات روشن ہیں کہ دُھواں یا غبار حلق یا دماغ میں آپ چلا جائے کہ روزہ دار نے بالقصد اسے داخل نہ کیا ہو تو روزہ نہ جائے گا اگرچہ اس وقت روزہ ہونا یاد تھا، وقایہ ونقایہ واصلاح وملتقی وتنویر وغیرہا میں ہے ”واللفظ للاصلاح دخل غبار اودخان او ذباب حلقه لم يفطر“ اصلاح کے الفاظ یہ ہیں حلق میں اگر غبار، دُھواں یا مکھی داخل ہوگئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔(درمختار، باب یفسد الصوم مجتبائی دہلی، ۱/ ۱۴۹)

غرر متن درر میں ہے ''دخل حلقه غبار او دخان او ذباب ولو ذا کر الم یفسد''
روزہ دار کے حلق میں غبار، دُھواں یا مکھی چلی گئی حالانکہ اسے روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۰ر ص ۴۹۶ دعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں کہ: اگر کسی نے ارادۃً حلق میں دُھواں داخل کیا خواہ ادخال کی کوئی صورت ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دُھواں عنبر، عود یا ان کے ہم مثل کسی کا ہوحتی کہ جس نے دُھونی سلگائی اور اپنے قریب کر کے اس کا دُھواں سُونگھا حالانکہ روزہ یاد تھا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس صورت میں پیٹ اور دماغ کو روزہ توڑنے والی شے سے محفوظ رکھنا ممکن ہے، یہ ان چیزوں میں سے ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہیں، لہذا اس پر خصوصی توجہ دیجئے، یہ وہم نہ کیا جائے کہ یہ تو پھول اور کستوری سُونگھنے کی طرح ہی ہے کیونکہ خوشبو کی مہک اور جوہر دخان میں جو ارادۃً جوف میں جائے بڑا واضح فرق ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۰ر ص ۴۹۹ دعوت اسلامی)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اڑ کر حلق میں پہونچا اگر چہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہونچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہونچایا ہو، یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ خوشبو سلگتی تھی اس نے منھ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت ح ۵)

ہدایہ میں ہے ''ولو دخل حلقه ذباب وهو ذا کر لصومه لم یفطر ''اگر روزے دار کے حلق میں مکھی داخل ہوگئی اور اسے روزہ بھی یاد تھا تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (ہدایہ کتاب الصوم)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جواب عنایت فرمائیں حوالہ کے ساتھ مہربانی ہوگی۔ **المستفتی**:۔محمد دلشاد عالم رضوی، بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تھوک جب تک منہ میں ہو،اسے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے ہاں اگر کوئی منہ سے باہر مثلاً ہتھیلی پر تھوک کر پھر منہ میں دوبارہ ڈال کر حلق سے نیچے اتارے،تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور ایسا عام طور پر کوئی نہیں کرتا ہے،البتہ منہ میں تھوک اِکٹھا کرکے نگل جانا ناپسندیدہ عمل (کام) ہے چاہے روزہ ہو یا نہ ہو۔چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے:ویکرہ للصائم ان یجمع ریقہ فی فمہ ثم یبتلعہ کذا فی الظھیریۃ۔(الفتاوی الھندیۃ،۱/۱۹۹)

اور آگے لکھا ہے:وان ابتلع بزاق نفسہ من یدہ فسد صومہ ولا تلزمہ الکفارۃ کذا فی الوجیز الکردری۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔(بہار شریعت،۱/۹۸۷)

اور آگے لکھتے ہیں:منہ میں تھوک اکٹھا کرکے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔(بہار شریعت،۱/۹۹۸)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

(کیا مذی نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مذی نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی:۔احمد رضا، انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذی کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، نیز غسل بھی فرض نہیں ہوتا، صرف وضو ٹوٹتا ہے، اور جسم یا کپڑوں پر جہاں مذی لگے اسے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ مذی ناپاک ہوتی ہے۔ چنانچہ مذی نکلنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کے بارے میں علامہ عالم بن علاء دہلوی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: مس الصائم امرأته وأمذى لا يفسد صومه۔(الفتاوی التاتارخانیۃ،۳/۳۸۷)

اور مذی نکلنے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے نواقضِ وضو کے اسباب میں لکھا ہے: في نواقض الوضوء منها يخرج من المذی۔ملخصاً(الفتاوی الهندیۃ،۱/۹)

اور مذی کے ناپاک ہونے کے متعلق علامہ نظام الدین حنفی اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: كل ما يخرج من بدن الانسان مما يوجب خروجه الوضوء او الغسل فهو مغلظ كالمذی۔ملخصاً(الفتاوی الهندیۃ46/1) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا شرمگاہ میں انگلی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ میں شوہر بیوی کے شرمگاہ میں انگلی کرے تو کیا حکم ہے؟ کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی:۔**(حافظ) عبدالستار رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انگلی فرج میں داخل کرنے سے عورت کا روزہ صرف چار صورت میں فاسد ہوگا۔

اول:۔ یہ کہ انگلی داخل کرنے سے اُسی حالت میں کہ انگلی فرج کو مَس کر رہی ہو (یا اس کا شوہر کر رہا ہو) عورت کو انزال ہوجائے "**لو جود معنى الفطر وهو الامناء عن مباشرة**" **كما في الهداية وغيرها** "اس صورت میں معنی افطار پایا گیا اور وُہ مباشرت کی وجہ سے منی کا خروج ہے، ہدایہ وغیرہ (ردالمحتار باب مایفسد الصوم مصطفی البابی مصر ۲/۱۰۹)

دوم:۔ یہ کہ انگلی پانی یا روغن کی مانند کسی شی سے ایسی تر ہو کہ اُس کی تری چُھوٹ کر فرج داخل میں لگے۔

سوم:۔ یہ کہ خشک انگلی داخل کی وُہ فرج کی رطوبت سے ایسی تر ہوگئی کہ اب اس سے چھوٹ کر دوسری چیز میں لگے، بعدہ انگلی باہر کرکے ایسی ہی تری کی حالت میں پھر اندر کی کہ تری چُھوٹ کر فرج داخل میں لگی۔

چہارم:۔ یہ کہ انگلی کٹی ہوئی جسم سے جُدا تھی وہ فرج داخل کے اندر غائب کر دی گئی کہ سرا باہر نہ رہا، یہ احکام بھی اُسی مسئلہ سے ظاہر ہیں ان میں برابر ہے خواہ انگلی مرد کی ہو یا عورت خود اپنی انگلی داخل کرے

اگر چہ بدن صاف کرنے کو۔

درمختار میں ہے"ادخل اصبعه الیابسة فی دبره اوفرجها لم یفطر ولو مبتلة فسد"اگرکسی نے انگلی دُبر میں دی یا عورت نے اپنی فرج میں داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا،اور اگر انگلی ترتھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔اھ اختصاراً(درمختار باب مایفسد الصوم مجتبائی دہلی ۱/۱۴۹)

ردالمحتار میں ہے"قوله ولو مبتلة فسد لبقاء شئی من البلة فی الداخل"اگر(انگلی)تر ہُوئی تو ٹوٹ جائے گا،یہ اس لیے ہے کہ اس صورت میں داخل دبر و فرج میں کچھ تری باقی رہ جائے گی۔(ردالمحتار،باب مایفسد الصوم،مصطفی البابی مصر،۲/۱۰۸)

حاشیہ طحطاوی میں ہے"ظاهر کلامه یقتضی ان الذی ادخل فی فرجها الرجل والحکم واحد"ظاہر کلام کا تقاضا یہ ہے کہ فرجِ عورت میں انگلی داخل کرنے والا مرد ہو،حالانکہ (دونوں صورتوں میں خواہ مرد ہو یا عورت)حکم ایک ہے۔(حاشیہ طحطاوی علی الدرالمختار باب مایفسد الصوم دارالمعرفۃ بیروت ۱/۴۵۱)

فتح القدیر میں ہے"لو ادخل الاصبع فی دبره اوفرجها الداخل لایفسد الصوم الاان تکون مبلولة بماء اودهن علی المختار وقیل یجب علیه القضاء والغسل"اگرکسی نے مرد کی دبر یا عورت کی فرج داخل میں انگلی داخل کی تو مختار قول پر روزہ فاسد نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ جب وُہ پانی یا تیل کے ساتھ تر ہو۔بعض نے کہا ہے کہ ایسی صورت میں روزہ کی قضاء اور غسل لازم ہوجائے گا۔(فتح القدیر باب مایوجب القضاء والکفارۃ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۶۷ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۴۸۸/۴۸۹/دعوت اسلامی)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا کان صاف کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ عورت فرج میں انگلی ڈال کر نکالی پھر اندر کیا اگرتری لگی ہوئی تھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا تو کیا اسی طرح کان صاف کرنے سے بھی روزہ توٹ جائے گا؟ مثلا کان میں سلائی ڈالا بعدہ اس پر میل یعنی تری لگی ہوئی تھی پھر اسے کان میں داخل کیا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔**(حافظ) عبدالستار رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" اگر کان سے میل نکالا اور میل لگی ہوئی سلائی دوبارہ سہ بارہ کان میں کی تو بالاجماع روزہ نہ جائے گا۔بزازیہ ونورالایضاح ودرمختار وغیرہا میں ہے" واللفظ للوجیز. اجمعوا انه لو حك اذنه بعود فاخرج العود وعلى راسه درن ثم ادخله ثانيا وثالثا كذلك انه لا يفسد"وجیز کی عبارت یہ ہے فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے عود (لکڑی) کے ساتھ اپنا کان کُھرچا پھر لکڑی جب باہر نکالی تو اس کے سرے پر میل تھی اب اسی لکڑی کو دوبارہ یا سہ بارہ اسی طرح (کان میں) داخل کیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(فتاوی بزازیہ علی حاشیہ فتاوی ہندیہ کتاب الصوم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۹۸)

وہ اس مسئلہ سے جُدا ہے یہاں روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ کان کریدنے میں سلائی دماغ تک نہیں جاتی تو میل جوف میں داخل نہ ہُوا بخلاف وہاں کے کہ فرج داخل خود جوف ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے"حك اذنه بعود فخرج عليه درن مما في الصماخ ثم

ادخله ای العود مرارا الی اذنه لایفسد صومه بالاجماع، کما فی البزازیة لعدم وصول المفطر الی الدماغ ''اگر کان کولکڑی کے ساتھ کُھر چا پھر جب لکڑی واپس نکالی تو اس پر کان کے اندر سے میل آئی پھر اس لکڑی کو کئی دفعہ کان میں داخل کیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا، جیسا کہ بزازیہ میں ہے کیونکہ کوئی چیز روزہ توڑنے والی دماغ تک نہیں پہنچی۔(مراقی الفلاح معہ حاشیہ طحطاوی باب فی مالایفسد الصوم، نورمحمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۶۲ / بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۰ / ص ۴۹۰ / دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(روزہ دار ویڈیو دیکھا منی خارج ہوگئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید روزہ کی حالت میں تھا اور اس نے جان بوجھ کر سوشل میڈیا پر فحش ویڈیوز دیکھا یہاں تک کہ منی کا خروج ہوگیا تو کیا زید کا روزہ باقی رہا یا جاتا رہا؟

المستفتی:۔محمد حسن رضا ہاشمی بانکا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شخص مذکور اپنے اس عمل کے سبب سخت گنہگار رہوا ہے جس کے سبب اس پر توبہ واجب ہے، لیکن اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا ہے جبکہ اپنے ہاتھ وغیرہ سے مادہ منویہ نہ نکالا ہو، اگر چہ اس نے فحش یعنی برا منظر دیکھتے ہوئے اپنے عضو خاص پر ہاتھ لگایا ہو، ہاں اگر اپنے ہاتھ وغیرہ کو استعمال کر کے انزال کیا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہے جس کے سبب اس پر ایک روزے کی قضا لازم ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: واذا نظر الی امراۃ بشھوۃ فی وجھھا او فرجھا کرر النظر او لا لا یفطر اذا انزل کذا فی فتح القدیر و کذا لا یفطر بالفکر اذا امنی ھکذا فی السراج الوھاج۔(الفتاوی الھندیۃ،۱/۲۰۴)

ہاتھ وغیرہ کے ذریعے انزال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: واذا عالج ذکرہ حتی امنی فعلیہ القضاء وھو المختار وبہ قال عامۃ المشایخ کذا فی البحر الرائق۔(الفتاوی الھندیۃ،۱/۲۰۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا کس لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا بیوی کے کس لینے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔عبداللہ قادری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ (کس) لیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا خلیفہ حضور اعلی حضرت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت میں رقمطراز ہیں کہ بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہوگیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا (ج ۱، ح ۵، ص: ۹۸۲)

ہاں اگر دوران بوسہ (کس) ہونٹ یا زبان کی رطوبت حلق سے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(اگر دانت میں پان کا پتا لگا ہے تو روزہ ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ ماہ رمضان میں پان تمباکو وغیرہ کھاتے ہیں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ پتا پان یا تمباکو کا دانت میں پھنس جاتا ہے بعدہ وضو کے وقت نکلتا ہے تو ایسی صورت میں روزہ ہوگا یا نہیں؟ **المستفتی**:(مولانا) اطیع اللہ حشمتی جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر تھوڑا سا پتہ یا پان کا رس دانت میں یا حلق میں رہا عموما ایسا ہی ہوتا ہے تو روزہ نہ ٹوٹے گا ہاں اگر زیادہ مقدار میں جمع رہا جس سے یہ یقین ہو کہ حلق میں اترا ہوگا تو روزہ نہ ہوگا ہو جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”اگر پان کھالیا تھا منہ میں صرف چند دانے چھالیا کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہوجائے گا اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اُکال کثیر (زیادہ) منہ میں تھا جس کا جرم (پتا) خواہ عرق (پان کا رس) لعاب کے ساتھ حلق میں جانا مظنون (یقین) ہے تو روزہ نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰/ ۴۹۱/ دعوت اسلامی)

ہدایہ میں ہے”ولو اکل لحما بین آسنانہِ فان کان قلیلا لم یفطر وان کان کثیرا یفطر“اگر کوئی دانتوں کے درمیان کے ریشے کو کھا گیا اگر وہ تھوڑا ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر زیادہ ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔(ہدایہ، کتاب الصوم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قے یعنی الٹی ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟(۲)الٹی ہوجائے اور روزہ نہ ٹوٹے اور کم علمی کے وجہ سے کھا پی لیں تو کیا حکم ہے؟اس مسئلہ سے آگاہ فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔حاجی ماسٹر سلیم صاحب سیکھوئی تاج بھوانی گنج سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قے ہونے کی دو قسمیں ہیں اول بے اختیاری۔دوم اختیاری۔

بے اختیار قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے جتنی مقدار میں کھانا نکلے اور قصداً(جان) کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے"اِبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الصَّائِمَ إِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ۔وَإِذَا اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ،وَالشَّافِعِيُّ،وَأَحْمَدُ،وَإِسْحَاق"حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے جسے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ روزہ دار کو جب قے آجائے تو اس پر قضاء لازم نہیں ہے۔اور جب قے جان بوجھ کر کرے تو اسے چاہئے کہ قضاء کرے سفیان ثوری،شافعی،احمد اور اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں (ترمذی حدیث نمبر ۷۲۰)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں"قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقا روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں۔قے کے یہ احکام اس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

صفرا (یعنی پیلا پانی) یا خون آئے اور اگر بلغم آیا تو مطلقا روزہ نہ ٹوٹے گا چاہے جان کر ہی کیوں نہ ہو۔

ہدایہ میں ہے"فان ذرعه القئ لم يفطر لقوله ﷺ من قاء فلا قضاء عليه ومن استقاء عامدا فعليه القضاء" اگر روزے دار کو خود بخود قے آ گئی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قی آئی اس پر قضا نہیں ہے اور جس نے جان بوجھ کر قے کی تو اس پر قضا واجب ہے۔(ہدایہ، کتاب الصوم)

(۲) اگر لاعلمی کی وجہ سے روزہ توڑ دیا حالانکہ روزہ نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی قضا کرے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ قے آئی یا بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھالیا تو کفارہ لازم نہیں صرف قضا ہے۔(بہار شریعت، ح ۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا کان میں پانی جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی حالت میں اگر کان میں پانی چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ **المستفتی**:۔محمد رضوان گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر نہانے کی وجہ سے پانی چلا گیا تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر جان کر پانی ڈالا تو روزہ جاتا رہا جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کان میں بالقصد پانی کا ادخال اصح الاقوال پر مفسد ہے مگر یہی ائمہ کرام جو بحالت قصد ادخال افساد وابطال کی تصحیح فرماتے ہیں نہانے یا دریا کے اندر جانے میں اگر پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں ائمہ نے اصلاً اس کا اعتبار نہ فرمایا کہ اس دخول آب کا سبب نہانا یا غوطہ لگانا ہوا اور یہ افعال اس نے بالقصد کئے تو گویا بالقصد پانی کان میں پہنچایا وجہ وہی ہے کہ یہ افعال غالباً دخول آب کے موجب نہیں ہوتے اگر چہ کبھی واقع ہوتا بھی ہے تو ان کا قصد اس کا قصد نہیں ہوسکتا۔

خانیہ میں ہے"لو خاص، الماء فد خل الماء فی اذنه لا یفسد صومه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح هو الفساد لانه وصل الی الجوف بفعله فلا یعتبر فیه صلاح البدن"اگر پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کانوں میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کان میں پانی خود ڈالا اس بارے میں اختلاف ہے مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں پانی پیٹ تک اس کے عمل سے پہنچا ہے لہذا اس میں اصلاح بدن کا اعتبار نہیں ہوگا۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰رص ۵۰۵ر دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جسم سے خون نکلوانے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں جسم سے خون نکلوانے سے کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** ۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت روزہ میں مریض کا ٹیسٹ کرانے کے لئے بدن سے خون نکلوانا بلا شبہ جائز ہے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ روزے کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنا لگوانا ثابت ہے۔حدیث شریف میں ہے"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم اِحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِم "حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنا لگوایا، جب کہ آپ روزہ سے تھے۔(بخاری شریف کتاب الصوم باب الحجامۃ والقیئ لصائم حدیث نمبر ۱۹۴۰ صفحہ ۴۶۷)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ کیا آپ لوگ عہد نبوی میں روزہ دار کے لئے پچھنا لگوانا مکروہ سمجھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، مگر یہ کہ کمزوری کا اندیشہ ہو۔(بخاری شریف کتاب الصوم باب الحجامۃ والقیئ لصائم حدیث نمبر ۱۹۴۰ صفحہ ۴۶۷)

ان احادیث کریمہ سے روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوگئی کہ روزہ دار خون ٹیسٹ کروانے کے لئے بدن سے خون نکلوا سکتا ہے البتہ اگر خون نکلوانے سے کمزوری زیادہ ہوجانے کا اندیشہ ہو کہ روزہ خطرے میں پڑ جائے گا تو اس سے احتیاط چاہئے اور دن کے بجائے افطاری کے بعد خون نکلوائے۔

نوٹ:۔پچھنا لگوانے کو عربی میں حجامہ کہتے ہیں یہ ایک طبی عمل ہے جس کے ذریعے جسم کے بعض

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

مقامات سے خون نکلوایا جاتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا مشت زنی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میرا ایک بھائی ہے جو کہ مشت زنی کا عادی ہے اوراس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کرلیا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔محمد تبریز عالم احمد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی اس کو روزہ یاد نہیں تھا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس حالت میں مشت زنی کر دی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بھول کر کھایا پیایا یاہاتھ سے منی نکالا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔(بہار شریعت حصہ پنجم)

اور اگر جھوٹ بول رہا ہے کہ مجھے یاد نہیں تھا اور اس کو یاد تھا تو ایسے شخص پر روزہ کی قضا فرض ہے کفارہ نہیں۔(بہار شریعت حصہ پنجم)

یاد رہے روزہ ٹوٹے یا نہ ٹوٹے اس فعل بد سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے کیونکہ اس کے بہت سے نقصانات ہیں مشت زنی شرعی اعتبار سے گناہ اور ناجائز اور طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے لہذا عام حالات میں اس سے احتراز کرنا لازم وضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت روزہ میں مسواک کرتے وقت خون آجائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا روزے کی حالت مسواک کرتے وقت خون آجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا؟ اور اگر خون کا ایک قطرہ حلق کے نیچے اتر گیا تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

المستفتی:۔ محمد مشرف رضا رضوی پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت روزہ میں اگر مسواک کرتے وقت خون آگیا تو اس وقت تک روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک خون حلق سے نیچے نہ اترے یا خون کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو جیسا کہ کتب فقہ میں ہے؛ دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔یہی حکم پائیریا کی بیماری میں مسوڑھوں سے نکلنے والے خون اور پیپ کا ہے (بحوالہ روزہ کے ضروری مسائل صفحہ ۵۶ مطبع اہلسنت و جماعت سینٹر پونے) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنا کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟ **المستفتی:** ۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنے میں حرج نہیں کیوں کہ اس کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ روزہ توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہنچے۔

درمختار جلد دوم صفحہ ۴۱۰ر میں ہے "الضابط وصول ما فیہ صلاح بدنہ لجوفہ وفی ردالمحتار الذی ذکرہ المحققون ان منعی المفطر وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف اعم من کونہ غذائًا و دواء" اور ظاہر ہے کہ وہ دوا جو آنکھ میں ڈالی جائے گی اس کا اثر مسام ہی کے ذریعہ ظاہر ہوگا اسلئے کہ آنکھ سے پیٹ یا دماغ تک کوئی دوسرا منفذ نہیں اور یہ مفسد صوم نہیں۔

تبیین الحقائق جلد اول صفحہ ۳۲۳ر میں ہے "والداخل من المسام لا ینافیہ علی ماذکرنا ولانہ ما یجدہ فی حلقہ اثر الکحل لاعینہ فلا یضرہ کمن ذاق الدواء ووجد طعمہ فی حلقہ ولا یمکن الامتناع عنہ فصار کالغبار والدخان وفی فتاوی الھندیہ فی الجزء الاول ومایدخل من مسام البدن من الدھن لا

یفطر ھکذا فی شرح المجمع "اب اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنے میں حرج نہیں مزید برآں۔

عالمگیریہ جلد اول صفحہ ۲۰۳؍ میں ہے"ولو اقطر شیئا من الدواء فی عینه لایفطر صومه عندنا وان وجد طمعه فی حلقه واذا بزق فرأی اثر الکحل ولونه فی بزاقه عامة المشائخ علی انه لا یفسد صومه کذا فی الذخیرة وهو الاصح هکذا فی التبیین"

اور درمختار جلد دوم صفحہ ۳۹۵؍ میں ہے"لو ادهن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمه فی حلقه" اور اسی کے تحت شامی میں ہے" ای طعم الکحل او الدهن کما فی السراج و کذا لو بزق فوجد لونه فی الاصح بحر قال فی النهر لان الموجود فی حلقه اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ" (ماخوذ فتاوی بریلی شریف صفحہ ۳۴۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(کیا بچے کو دودھ پلانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماں اگر اپنے بچوں کو دودھ پلائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

المستفتی: محمد امین رضا رونا ہی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچے کو دودھ پلانے سے روزہ پر کوئی فرق نہیں آئے گا تفہیم المسائل میں ہے اگر بچے کو دودھ پلانے والی عورت رمضان المبارک کا روزہ بھی رکھتی ہے اور بچے کو دودھ بھی پلاتی ہے تو اس کے روزے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا احادیث میں فقہی اصول یہ بیان کیا گیا ہے (**الفطر مما دخل ولیس مما خرج**) روزے دار کے معدے میں کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (خارج ہونے سے نہیں ٹوٹتا) اور ماں کا دودھ اس کے وجود سے خارج ہوتا ہے (امام بخاری بیان کرتے ہیں "وقال ابن عباس وعکرمۃ الصوم مما دخل ولیس مما خرج" حضرت ابن عباس اور عکرمہ بیان کرتے ہیں روزہ کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے۔خارج ہونے سے نہیں ٹوٹتا۔(بحوالہ تفہیم المسائل جلد ۶ صفحہ ۲۰۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزے کی حالت میں ہمبستری کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا شوہر رمضان المبارک کے مہینہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرسکتا ہے؟حضور جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محبوب عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ کی حالت میں ہمبستری کرنا حرام ہے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو تو اگر میاں بیوی دونوں رضا مندی سے فرض روزے کی حالت میں ہمبستری کرلیں تو دونوں کا روزہ بھی فاسد ہوا اور دونوں توبہ کریں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے پھر ان پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ایک روزہ قضا کا اور ساٹھ دن مسلسل روزے کفارے کے یا پھر ساٹھ مساکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائے۔

(صحیح بخاری ۲/ ۶۸۴)

اور اگر بھول کر جماع میں مشغول ہوا اور یاد آنے پر فوراً الگ ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔(بہار شریعت روزہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابو الثاقب محمد جواد القادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(روزہ کی حالت میں بھول کر مشت زنی کی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں اگر کسی شخص کو روزہ رکھنا یاد نہ ہو کہ میں روزے سے ہوں اور اس نے مشت زنی کرلیا ہو اس سے اس کا منی بھی نکل گیا پھر بعد میں یاد آیا کہ میں روزے سے ہوں تو ایسی صورت میں روزہ ہو جائے گا یا ٹوٹ جائے گا جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد گلبہار عالم رضوی گلبرگہ شریف کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بھول کر مشت زنی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ جس طرح بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح بھول کر مشت زنی کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن یاد آنے کے بعد بھی اگر مشغول رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے بھول کر کھایا یا پیایا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔(بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۹۸۴ دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(عورت کو گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عورت کے پاس گیا اس کو گلے لگایا شہوت کا ارادہ نہیں تھا لیکن جیسے ہی ایک دوسرے سے مس ہوئے فوراً انزال ہوگیا شہوت نہیں کی تو کیا اس شخص کا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی: محمد آشرف رضا پیلی بھیتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب ایک دوسرے سے مس ہونے کے سبب انزال ہوا تو سائل کا یہ کہنا کہ شہوت نہیں یہ سراسر غلط ہے ہاں اگر اسے بیماری ہے کہ مس ہونے سے فوراانزال ہوتا ہے تو یہ عذر ہے اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا اگر شوہر نے بیوی کو لپٹایا کوئی کپڑا حائل نہ تھا یا کپڑا اتنا باریک تھا جس سے بدن کی گرمی محسوس ہوئی اور انزال ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا اس صورت میں صرف روزہ کی قضا لازم ہے۔

اور اگر دبیز کپڑا وغیرہ حائل رہا کہ بدن کی حرارت بھی محسوس نہ ہوئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہوگیا تو روزہ نہ گیا، عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہوگیا۔(بہار شریعت)

جب شخص مذکور کی شہوت کا یہ حال ہے کہ مس ہونے میں ہی انزال ہوجاتا ہے تو اسے مس ہونا بھی مکروہ ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ رہا لپٹانا یا بوسہ لینا

یابدن چھونا ان میں اگر بہ سبب غلبہ شہوت فساد صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کر سکے گا اور معاذ اللہ جماع میں مبتلا ہو جائے گا یا بلا جماع ہی ان افعال کی حالت میں انزال ہو جائے گا تو یہ سب فعل مکروہ وممنوع ہیں اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مگر مباشرت فاحشہ یعنی ننگے بدن لپٹانا کہ ذکر فرج کو مس کرے روزے میں مطلقاً مکروہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد چہارم صفحہ ۶۱۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا احتلام ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ لیٹنے میں اگر احتلام ہو جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ کیا شوہر کا بیوی کے ساتھ لیٹ کر سونے کی حالت میں احتلام ہونے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی:۔عبداللہ پنجاب**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں روزہ نہیں ٹوٹے گا ہاں اگر بیوی کے پاس لیٹا ہوا ہے اور اسی لیٹنے کی حالت میں حالت شہوت میں بیوی کو چھوا یا بوسہ وغیرہ لیا اور انزال ہو گیا تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں اور اگر انزال نہیں ہوا تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

علامہ شیخ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے تحریر فرمایا ہے:

"وَإِذَا نَظَرَ إِلَى امْرَأَةٍ بِشَهْوَةٍ فِي وَجْهِهَا أَوْ فَرْجِهَا كَرَّرَ النَّظَرَ أَوَّلًا لَا يُفْطِرُ إِذَا أَنْزَلَ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَكَذَا لَا يُفْطِرُ بِالْفِكْرِ إِذَا أَمْنَى هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ" (الفتاویٰ الهندیة، المجلد الاول، کتاب الصوم، ص ۲۲۵ بیروت لبنان)

تنبیہ:۔مگر بہتر یہ ہے کہ حالت روزہ میں بیوی کے پاس نہ لیٹے کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان غالب آجائے اور وہ مجبور کر دے جس کی وجہ سے کفارہ بھی لازم آجائے کیونکہ شیطان انسانوں کا دشمن ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے ،،اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ،،(سورہ یوسف ۵) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا قے آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں اگر قے آئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔**گل محمد رضوی مہاراشٹر ناسک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر حالت روزہ میں قصداً قے (الٹی) کی اور اتنی قے ہوگئی کہ منھ بھر جائے اور روزہ دار ہونا بھی یاد ہے تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منھ بھر کر نہ ہوئی تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔(بہار شریعت ح ۵)
روزہ فاسد ہونے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے جیسا کہ قدوری کتاب الصوم صفحہ ۴۶/پر ہے:وان استقاء عامداًملاءفمه فعليه القضاء،،اور ہاں قے خود بخود ہو چاہے کتنی ہی ہو تو روزے پر کوئی اثر نہ ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(حالت روزہ میں ڈکار کے ساتھ پانی آگیا تو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں اگر ڈکار آئی اور منہ میں پانی آگیا یا دانہ پانی دونوں آگیا تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ **المستفتی**: نصیب علی یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ کی حالت میں ڈکار کی وجہ سے پانی یا خوراک جو حلق میں آجاتا ہے اس کو نگل لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے یہ اس قے کی طرح ہے جو منہ بھر سے کم ہوتی ہے تو جس طرح منہ بھر سے کم قے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر چہ وہ واپس حلق سے نیچے اتر جائے تو اسی طرح کھٹی ڈکار سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ: " إذا كان اقل من ملء الفم و عاد او شئی منه قدر الحمصة لم يفطر اجماعا الخ " اھ (درمختار ج3 ص392: کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ)

اور اسی میں ہے کہ: " لو ابتلع البلغم بعدما تخلص بالتنحنح من حلقه إلى فمه لا يفطر عندنا قال فى الشرنبلالية و لم أره و لعله كالمخاط قال: ثم وجدتها فى التتارخانية سئل إبراهيم عمن ابتلع بلغما قال إن كان أقل من ملء فمه لا ينقض إجماعا و إن كان ملء فمه ينقض صومه عند أبي يوسف و عند أبي حنيفة لا ينقض " اھ (درمختار مع رد المحتار ج3 ص373: کتاب الصوم، باب ما

یفسد الصوم ومالا یفسدہ)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ ”کھٹی ڈکار آنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ ڈکار آنے سے پانی حلق تک آجائے اور واپس بھی لوٹ جائے جیسا کہ روزے کی حالت میں منہ بھر سے کم قے آنے اور واپس چلی جانے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا“ اھ (ماخوذ فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۴۸۶ / بہار شریعت ج ۱ ص ۹۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(حالت روزہ میں وکس سونگھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں وکس سونگھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی: اشرف رضا گورکھپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وکس کے استعمال کرنے سے اس کے اجزاء یا ذرات ناک کے راستے حلق میں اتر جاتے ہوں تو اس کے استعمال سے روزہ جاتا رہے گا، اور اگر اس کے سونگھنے سے اس کے اجزا حلق میں نہیں جاتے ہیں تو روزہ نہ جائے گا لیکن شدید مجبوری کے بغیر روزہ میں وکس کے استعمال سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ روزہ دار خوشبو سونگھ سکتا ہے سونگھنے سے جس کے اجزاء دماغ میں نہ چڑھیں بہ خلاف اگر بتی یا لوبان کے دھوئیں کے کہ اسے سونگھ کر دماغ میں چڑھ جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد چہارم صفحہ ۵۹۶)۔اور تفصیل کے لئے اس سے آگے دیکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت روزہ میں بام لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں کہ روزے کی حالت میں بام لگانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں برائے مہربانی جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

المستفتی: یونس گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں بام لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔جیسا کہ فتاوی بریلی شریف میں ہے کہ روزے کی حالت میں ناک میں باہر سے بام لگانا جائز ہے مفسد صوم نہیں (فتاوی بریلی شریف صفحہ ۳۵۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(حالت روزہ میں کولگیٹ کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حالت روزہ میں پیسٹ والا کالگیٹ کر سکتے ہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی**:۔محمد ساجد رضا شاہجہاں پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں کالگیٹ اور منجن کرنا ناجائز وحرام نہیں ہے جب کہ یقین ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر ہاں بلا ضرورت مکروہ ہے حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ منجن ناجائز وحرام نہیں ہے جبکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ردمختار میں ہے: کرہ ذوق شئ الخ (فتاوی رضوی قدیم جلد چہارم صفحہ ۶۱۴)

اور حضور بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے باریک اجزاء حلق سے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور نہ اترے تو نہ ٹوٹے گا البتہ ایسی چیزوں کا منہ میں رکھنا روزہ کو مکروہ کر دیگا۔(فتاویٰ بحر العلوم ج ۲ ص ۲۷۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(کیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا کیسا ہے؟ کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔جلال الدین منکاپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ فساد صوم کے لئے ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ روزے کو توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہونچے اور وہ یہاں مفقود ہے جیسا کہ علامہ حصکفی حنفی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "والضابط وصول ما فیه صلاح البدن لجوفه" اور اسی کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "الذی ذکرہ المحققون ان معنی الفطر وصول ما فیه صلاح البدن الی الجوف اعم من کونه غذاء او دواء" اھ

(درمختار مع شامی، جلد ۳ / ۳۸۶ / بحوالہ فتاوی شراوستی، جلد اول روزہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔مزید معلومات کے لئے مولانا ابراہیم صاحب قبلہ کا رسالہ "مجلة الافهام علی الحقن والجلوکوز فی الصیام" کا مطالعہ کریں۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسالہ

مجلة الافہام علی الحقن والجلوکوز فی الصیام

المعروف بہ

گلوکوز اور انجکشن کا شرعی حکم؟

ازقلم

خلیفۂ حضور ارشد ملت

حضرت مولانا محمد ابراہیم خان رضوی امجدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی ممبئ (الہند)

ناشرین

اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت روزہ میں گلوکوز وانجکشن لگوانا کیسا ہے؟)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالت روزہ میں انجکشن یا گلوکوز لگوانا کیسا ہے؟نس میں یا گوشت میں بیماری کے سبب لگایا گیا ہو یا طاقت کے لئے؟ اگر انجکشن وگلوکوز سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو کیوں ٹوٹ جاتا ہے؟ اور اگر نہیں ٹوٹتا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ انجکشن اور گلوکوز کے ذریعہ لوگ کئی کئی دن تک بھوکے پیاسے رہ سکتے ہیں۔ لہذا اس بارے میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا المستفتی: محمد ریحان رضا نعیمی خطیب وامام جامع مسجد بڑواہ ایم پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

انجکشن اور گلوکوز مفسد صوم نہیں ہے اس لئے کہ روزہ کو توڑنے کے لئے ضروری ہے کہ جماع کے علاوہ کوئی دوا یا غذا جو رگوں اور مسامات کے علاوہ کسی اور منفذ سے دماغ یا پیٹ تک پہنچے۔ اور انجکشن گوشت میں لگایا جائے یا انجکشن وگلوکوز، رگ میں لگایا جائے اس سے دوا پیٹ یا دماغ کو کسی منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچتی ہے بلکہ مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے البتہ انجکشن وگلوکوز وغیرہ میں اسپرٹ ہوتا ہے اور روزہ سے ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا ہے اس لئے حالت روزہ میں انجکشن وگلوکوز لگوانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ جس انجکشن یا گلوکوز کو استعمال کر رہے ہیں ان میں کسی قسم کے شراب یا اسپرٹ وغیر کی آمیزش نہیں ہے تو کراہت بھی نہیں ہے اب یہ انجکشن چاہے بیماری کے سبب لگوایا جائے یا طاقت کے لئے فقیہ اعظم حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور علمائے اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ حتی کہ سیدی وسندی وسند الفقہاء الکاملین حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کا یہی فتوی ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ انجکشن خواہ گوشت میں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

لگنے والا ہو خواہ رگ میں اور یہی عند التحقیق حق ہے ۔البتہ روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا مکروہ ہے انجکشن مفسد صوم یوں نہیں کہ دونوں انجکشنوں میں دوا یا غذا صرف کسی منفذ کے ذریعہ دماغ اور معدہ تک نہیں جاتی بلکہ ابتدا یا وسط یا انتہا میں صرف مسامات ہی ذریعہ رہ جاتے ہیں اور یہ بات فقہ کے ساتھ ہر ادنی سی ممارست رکھنے والا جانتا ہے کہ اندرون جسم کسی دوا یا غذا کا جانا مطلقا مفسد صوم نہیں بلکہ اس شرط پر ہے کہ وہ دوا یا غذا پیٹ یا دماغ تک منفذ ہی کے ذریعہ یقینی طور پر پہنچے، نیز یہ کہ دوا یا غذا مسامات کے علاوہ کسی منفذ کے ذریعہ داخل ہو اور مدخل اور دماغ ومعدہ تک کہیں منفذ ختم ہو کر صرف مسامات ہی واحد راستہ نہ ہوں اگر ابتدا یا انتہا یا وسط کہیں بھی داخلہ کے ذریعہ صرف مسامات ہی ہوں اگر چہ اول وآخر وسط میں منفذ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔اگر چہ دوا دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے ۔

عالمگیری میں ہے مایدخل من مسام البدن من الدهن لایفطر ومن اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنه لایفطرہ ولو اقطر شیئا من الدواء فی عینه لایفسد صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه واذا بزق فرای اثر الکحل ولونه فی بزاقه عامة المشائخ علی انه لایفسد صومه واذا اقطر فی احلیله لایفسد صومه عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله سواء اقطر فیه الماء اوالدهن وهذا اختلاف فیما اذا وصل المثانة واما اذا لم یصل بان کان فی قصبة الذکر بعد لایفطر بالاجماع،، بدن کے مسامات کے ذریعہ جو تیل داخل ہوا وہ روزہ نہیں توڑے گا،کسی نے ٹھنڈے پانی میں غسل کیا پانی کی ٹھنڈک اندر محسوس کی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔آنکھ میں دوا ڈالی روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر چہ اس کا مزہ حلق میں محسوس کرے اگر تھوکا اور اس میں سرمہ کا اثر اور رنگ ملا تو عام مشائخ کا یہی مذہب ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹا اگر احلیل (پیشاب کی نلکی) میں ہی دوا ٹپکائی ۔امام اعظم،امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹا اگر چہ پانی ڈالیں خواہ تیل ۔یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ یہ تیل اور پانی مثانہ میں پہنچ گیا اگر مثانہ تک نہیں پہنچا تو بالاتفاق روزہ نہیں توڑے گا۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اسی میں ہے"وفی دواء الجائفة والامة عامة المشائخ علی ان العبرة للوصول الی الجوف اوالدماغ لا لکونہ رطبا او یابسا حتی اذا علمہ ان الیابس وصل یفسد صومہ ولو علمہ ان الرطب لم یصل لم یفسد اذا لم یعلم احدھما و کان الدواء رطبا فعند ابی حنیفة رحمة اللہ تعالیٰ یفطر للوصول عادة وقالا لا لعدم العلم بہ فلا یفطر بالشك وان کان یابسا فلافطر اتفاقا"
اور جائفہ (پیٹ کا وہ زخم جو معدہ تک گہرا ہو) اور امہ (سر کا وہ زخم جو بھیجے کی جھلی تک گہرا ہو) دوا میں اکثر مشائخ کے نزدیک اعتبار معدہ یا دماغ تک پہنچنے کا ہے۔دوا کے تر یا خشک ہونے کا نہیں۔یہاں تک کہ اگر معلوم ہو جائے کہ خشک دوا پہنچ گئی، روزہ ٹوٹ گیا۔اور اگر معلوم ہوا کہ تری نہیں پہنچی تو نہیں ٹوٹا اور اور اگر پہنچنا اور نہ پہنچنا معلوم نہ ہو اور دوا تر ہے تو امام اعظم کے نزدیک روزہ توڑ دے گی، اس لئے کہ تر دوا عادۃً پہنچ ہی جاتی ہے۔صاحبین نے فرمایا نہیں۔اس لئے کہ پہنچنا معلوم نہیں، شک سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر خشک ہے تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

نقایہ اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے:وصل من غیر الفم دواء الی جوفہ او دماغہ بان داوی آمة وھی الشجة التی تبلغ ام الدماغ من غیر المسام قید بہ لانہ وصل الی جوفہ من المسام لایقضی کما لواغتسل بالماء البارد وجد بردہ فی کبدہ و کما لوادھن فوجد اثر الدھن فی بولہ او اکتحل فوجد طعم الکحل فی حلقہ ولونہ فی بزاقہ" دوا اگر منھ کے علاوہ کسی اور راستے سے دماغ یا پیٹ میں گئی، مثلاً آمہ میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹ گیا قضا واجب ہے بشرطیکہ مسامات کے ذریعہ نہ گئی ہو۔یہ قید اس لئے لگائی کہ اگر دوا یا غذا مسامات کے ذریعہ پہنچی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، جیسے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا اور پانی کی ٹھنڈک کلیجے میں محسوس کی یا تیل لگایا اور تیل کا اثر پیشاب میں پایا، سرمہ لگایا اور سرمہ کا مزہ حلق یا رنگ تھوک میں پایا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

تنویر الابصار، درمختار، ردالمحتار میں ہے: ادھن او اکتحل او احتجم ان وجد طعمه فی حلقه ای طعم الکحل اوالدھن و کذا لوبزق فوجد لونه فی الاصح بحر فی النھر لان الموجود فی حلقه اثر داخل من المسام ھوخلل البدن والمفطر انماھوالداخل من المنافذ بالاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجدبرده فی باطنه لایفطر۔

تیل ملا، یا سرمہ لگایا یا سینگی لگوائی توروزہ نہ ٹوٹا اگرچہ سرمہ یا تیل کا مزہ حلق میں محسوس کرے۔ یوں ہی تھوکا اوراسی کا رنگ تھوک میں ملاتو بھی مذہب اصح پرروزہ نہیں گیا۔

نہر میں فرمایا: اس لئے کہ حلق میں موجود مسامات کے ذریعہ داخل شدہ کا اثر ہے اور مسام بدن کے خلل کا نام ہے اورروزہ توڑنے والی صرف وہ دوا یا غذا ہے جو منافذ کے ذریعہ داخل ہو اس لئے کہ اس پر اتفاق ہے کہ کسی نے پانی میں غسل کیا اوراندر ٹھنڈک محسوس کی توروزہ نہیں ٹوٹا۔

انہیں تینوں میں ہے: داوی جائفة او آمة فوصل الدواء حقیقة الی جوفه ودماغه اشار الی ان ماوقع فی ظاھر الروایة من تقیدالافسادبالدواء الرطب مبنی علی العادة من انه یصل والا فالمعتبر حقیقة الوصول حتی لوعلم وصول الیابس افسد او عدم وصول الطری لم یفسد وانما الخلاف اذا لم یعلم یقینا فافسدبالطری حکما بالوصول نظرا الی العادة ونفیاه کذا افاده فی الفتح قلت ولم یقیدوا الاحتقان والاستعاط والاقطار بالوصول الی الجوف لظھوره فیھا والا فلابدمنه حتی لوبقی السعوط فی الانف ولم یصل الی الراس لایفطر ویمکن ان یکون الدواء راجعا الی الکحل (قوله الی جوفه ودماغه) قال فی البحر والتحقیق ان بین جوف الراس وجوف المعدة منفذا اصلیا فماوصل الی جوف الراس یصل الی جوف البطن۔ (ص ۱۰۲)

جائفہ یا آمہ میں دوا ڈالی اور دوا یقینی طور پر پیٹ اور دماغ تک پہنچ گئی۔یقینی طور پر پہنچنے کی قید سے یہ اشارہ ہے کہ ظاہر الروایہ میں جو یوں قید آئی ہے کہ روزہ اس وقت ٹوٹے گا جب کہ دوا تر ہو یہ عادت کی بنا پر ہے کہ تر دوا پہنچ ہی جاتی ہے،معتبر حقیقت میں پہنچنا ہے یہاں تک کہ اگر خشک پہنچ گئی تو توڑ دے گی،تر نہیں پہنچی تو نہیں توڑے گی،اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب دوا کا پہونچنا یقین کے ساتھ معلوم نہ ہو۔اس صورت میں عادت پر نظر رکھتے ہوئے یہ حکم ہوگا کہ تر دوا روزہ توڑ دے گی۔اور صاحبین نے نفی کی۔جائفہ آمہ کی دوا کو جوف اور دماغ تک پہنچنے کے ساتھ مقید کیا اور احتقان،استعاط اور افطار میں جوف تک پہنچنے کی قید نہیں لگائی کیوں کہ ان میں جوف تک پہنچنا ظاہر ہے ورنہ روزہ توڑنے کے لئے یہ قید ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ناک کی دوا نتھنوں میں رہ گئی اور سر تک نہیں چڑھی تو نہیں توڑے گی۔ممکن ہے دوا سے اوپر ذکر کردہ تمام دوائیں مراد ہوں۔بحر میں کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ سر اور معدہ کے جوفوں کے مابین منفذ اصلی ہے تو جو سر میں گئی وہ پیٹ میں گئی۔غور کریں یہ تمام اساطین ملت یہ تصریح فرمارہے ہیں کہ جو دوا مسامات کے ذریعہ اندرون جسم گئی اگرچہ دماغ تک اور پیٹ تک پہنچ جائے مگر روزہ نہیں توڑے گی،روزہ توڑنے والی وہی دوا یا غذا ہے جو کسی منفذ اصلی کے ذریعہ پیٹ یا دماغ میں جائے،اس کلیہ پر جو جزئیات متفرع ہیں ان پر ایک گہری نظر پھر ڈال لیں۔

(۱) پانی میں غسل کیا ٹھنڈک پیٹ اور جگر میں محسوس کی،ظاہر ہے کہ یہ ٹھنڈک پانی کے اندر پہنچنے کی بنا پر ہے مگر روزہ نہیں ٹوٹا،اگرچہ پانی پیٹ میں پہنچ گیا،اس لئے کہ پانی مسامات کے ذریعہ پیٹ میں گیا۔کسی منفذ کے ذریعہ نہیں۔

(۲) آنکھ میں دوا ڈالی،سرمہ لگایا،دوا اور سرمہ آنکھ کے پردوں سے گزر کر دماغ میں گیا،دماغ سے حلق میں آیا مگر روزہ نہیں ٹوٹا۔حالانکہ اس مسافت میں اکثر راستہ منفذ ہے۔آنکھ کے پردوں کے بعد دماغ تک،دماغ سے حلق تک منفذ ہی کے ذریعہ گئی۔پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔اس لئے کہ داخلہ مسامات کے ذریعہ ہوا تھا،احلیل میں دوا ڈالی دوا مثانہ تک پہنچ گئی مگر روزہ نہیں ٹوٹا،حالانکہ دوا

منفذ میں ڈالی گئی اس لئے کہ مثانہ تک پہنچ کر منفذ ختم ہوگیا مثانہ کی جھلی حائل ہوگئی اس کے آگے پیٹ تک جانے کے لئے مثانہ کے مسامات ہی واحد راستہ ہیں۔

(۳) سر کے ایسے گہرے زخم میں دوا ڈالی جو بھیجے کی جھلی تک گہرا ہو، اگر دوا دماغ تک نہیں پہنچی روزہ نہیں گیا کیونکہ دماغ تک منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچی حالانکہ مسامات کے ذریعہ پہنچنا یقینی ہے۔

(۴) جائفہ پیٹ کے ایسے زخم میں دوا ڈالی جو شکم تک گہرا ہو مگر دوا شکم تک نہیں پہنچی روزہ نہیں گیا حالانکہ مسامات کے ذریعہ پیٹ تک جانا یقینی ہے اس لئے کہ منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچی۔

(۵) تیل ملا تیل کا اثر پیشاب میں ملا روزہ نہیں ٹوٹا حالانکہ تیل کو پیٹ میں پہنچے بغیر پیشاب میں اس کا اثر ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اس لئے کہ منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچا بلکہ مسامات کے ذریعہ پہنچا مذکورہ بالا نصوص سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔ فائدہ اولی: مسامات کے ذریعہ جو دوا یا غذا اندرون جسم داخل ہو وہ مفسد صوم نہیں اگرچہ معدہ اور دماغ تک پہنچ جائے خواہ مدخل اور معدہ تک اور دماغ تک صرف مسامات ہوں کہیں کوئی منفذ نہ ہو جیسے نہایا اور پانی پیٹ میں پہنچا خواہ معدہ اور دماغ تک پہنچنے میں مسامات اور منافذ کے ذریعہ ہوں اس کی تین صورتیں ہیں

اول: ۔ابتدائی مسامات ہوں اور بعد میں معدہ اور دماغ تک منفذ جیسے آنکھ میں دوا ڈالی یا سرمہ لگایا اور وہ حلق تک پہنچ گیا۔

ثانی: ۔ابتدا منفذ ہو۔ انتہا منفذ ہو۔ وسط میں مسامات ہوں جیسے احلیل میں دوا ڈالی اور مثانہ تک پہنچی کہ ادھر مثانہ تک منفذ سے اوپر مثانہ کے بعد منفذ ہے۔

ثالث: ۔صرف منتہا پر مسامات ہوں دوا منفذ میں ڈالی اور منفذ ہی کے ذریعہ آگے بڑھی مگر معدہ اور دماغ کے جوف سے پہلے مسامات ہوں اور اخیر میں جوف و معدہ و دماغ تک پہنچنے کا ذریعہ صرف یہی مسامات ہوں کہ کوئی منفذ نہ ہو تو بھی مفسد صوم نہیں۔ اس لئے کہ علت افساد منحصر ہے منافذ کے ذریعہ وصول الی الجوف میں اور یہ علت یہاں منتفی ہے۔ نقض صوم کی علت وصول بالمنافذ میں منحصر ہے اس پر

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

صاحب نہر کا یہ ارشاد جسے علامہ شامی نے نقل فرما کر مقرر کیا۔دلیل ہے فرماتے ہیں:**والمفطر انما ھوالداخل من المنافذ**روزہ توڑنے والی صرف وہی دوا ہے جو منافذ کے ذریعہ داخل ہو۔

فائدہ ثانیہ: منفذ کے ذریعہ بھی کسی دوا کا یا غذا کا مطلقاً اندرون جسم جانا مفسد نہیں کہ کھال کے اندر گھسی اور روزہ گیا بلکہ مفسد اس وقت ہے جب کہ دوا یا غذا معدہ یا دماغ تک پہنچے اگر دوا اندرون جسم منفذ ہی کے ذریعہ گئی مگر دماغ یا معدہ کے جوف تک نہیں پہنچی تو روزہ نہیں گیا۔جیسے کلی کیا ناک میں دوا ڈالی مگر پانی حلق میں اور دوا دماغ تک نہیں چڑھی روزہ نہیں ٹوٹا۔احلیل میں دوا ڈالی اندرون جسم گئی،حتی کہ مثانہ تک پہنچ گئی روزہ نہیں گیا،آمہ جائفہ میں دوا ڈالی مگر دماغ یا معدہ تک نہیں گئی،روزہ نہیں گیا،اگر اندرون جسم دوا جانا مطلقاً مفسد ہوتا تو لازم تھا کہ کلی کرتے ہی ناک ہی میں دوا ڈالتے ہی احلیل میں ٹپکاتے ہی آمہ جائفہ میں ڈالتے ہی روزہ ٹوٹ جاتا،بلکہ آمہ جائفہ کی قید نہ تھی بلکہ ہر زخم میں دوا ڈالنا مفسد ہوتا۔

فائدہ ثالثہ: فقہائے کرام کے اس ارشاد **(وصل الی الجوف)** سے مراد مطلقاً اندرون جسم عروق اور کھولی جگہ نہیں بلکہ صرف دماغ اور معدہ ہے۔جس پر یہ جزیہ نص قاطع ہے کہ احلیل میں دوا ڈالی اور مثانہ میں گئی مگر روزہ نہیں گیا،مثانہ ایک کھوکھلا عضو ہے اور یقیناً جوف ہے اگر جسم کا ہر جوف مراد ہوتا تو یقیناً اسے مفسد صوم ہونا چاہیے تھا۔اس میں اگرچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے مگر یہ اختلاف ہمارے معروضہ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ اختلاف اس لئے نہیں کہ مطلقاً ہر جوف میں دوا جانا مفسد ہے یا نہیں بلکہ اس بنا پر ہے کہ مثانہ اور معدہ کے مابین کوئی منفذ ہے یا نہیں۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں یہ بات تھی کہ مثانہ اور معدہ کے مابین منفذ ہے اس لئے انہوں نے اسے مفسد کہا مگر امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ مثانہ اور معدہ کے مابین منفذ نہیں۔اس لئے انہوں نے یہ حکم دیا کہ مفسد نہیں اس سے ظاہر ہے کہ امام ابو یوسف بھی حضرات طرفین

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ مفسد وہی دوا اور غذا ہے جو معدہ تک پہنچے۔اب جب کہ مثانہ اور معدہ پھاڑ کر انسانی اعضاء کی ہیئت وماہیت معلوم ہوگئی اور یہ ثابت ہوگیا کہ مثانہ اور معدہ کے مابین کوئی منفذ نہیں پیشاب مثانہ میں مثانہ کی جھلیوں کے سوراخوں سے ٹپکتا ہے تو یہ اختلاف باقی نہیں رہا۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: والاختلاف مبنی علی انه هل بین المثانة والجوف منفذ او لا وهو لیس باختلاف علی التحقیق والاظهر انه لامنفذ له وانما یجتمع البول فیها بالترشح كذا یقول الأطباء (جلد دوم صفحہ ۲۹۹)

یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ مثانہ اور معدہ کے مابین منفذ ہے یا نہیں اور یہ حقیقت میں اختلاف نہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہاں منفذ نہیں پیشاب مثانہ میں ٹپک کر جمع ہوتا ہے جیسا کہ اطباء کہتے ہیں: الغرض منفذ کے ذریعہ اندر داخل شدہ دوا اسی وقت مفسد ہے جب کہ معدہ اور دماغ تک پہنچے ان کے علاوہ دوسرے اجواف میں جانا قطعاً مفسد نہیں بلکہ علامہ شامی وطحاوی نے صاحب بحر کی اس تحقیق کو برقرار رکھا ہے کہ مفسد اصل میں جوف معدہ میں جانے والی دوا ہے دماغ میں جانے والی دوا مفسد اسی بنا پر ہے کہ دماغ اور معدہ کے مابین منفذ براہ راست ہے یہ اس بات پر نص ہے کہ مفسد صرف معدہ میں جانے والی دوا ہے۔اس لئے جوف سے مراد صرف معدہ ہے اور دماغ مراد ہونا اس لئے ہے کہ دماغ اور معدہ میں براہ راست منفذ اصلی کے ذریعہ تعلق ہے، ہماری مراد پر اول دلیل یہ ہے، جس کے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ جوف سے مراد اندرون جسم کے گوشت ہڈی دوسرے جوف نہیں صرف معدہ اور دماغ ہیں او پر ذکر کردہ نصوص اور جزئیات اور تینوں فوائد کو اچھی طرح ذہن میں رکھ لیں اور اب انجکشن کی ماہیت کو سامنے رکھ کر غور کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ ہر منصف پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ انجکشن قطعی طور پر مفسد صوم نہیں خواہ وہ رگ کا ہو خواہ گوشت کا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ گوشت والے انجکشن کے جسم کے مختلف حصوں میں پہنچنے کی کیفیت یہ ہے کہ گوشت کے اندر بکثرت باریک باریک خلا ہوتے ہیں، جنہیں مسامات کہا جاتا ہے کہ ان میں ہر وقت خون بھرا رہتا ہے یہ خون اگر چہ خالص نہیں ہوتا بلکہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

دیگر اخلاط کے ساتھ مخزوج ہوتا ہے مگر غلبہ خون ہی کو ہوتا ہے اس لئے ہم نے اسے خون ہی کہا، جب یہ انجکشن لگتا ہے تو پچکاری کے دباؤ سے دوا بجبر ان مسامات میں گھس کر خون میں مل جاتی ہے، خون کہیں بھی ٹھہرتا نہیں بلکہ ہر وقت جسم میں گردش کرتا رہتا ہے اس لئے یہ دوا خون کے ساتھ گردش کرتے کرتے وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں اسے کام کرنا ہے چوں کہ دوا میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ وہ مخصوص جگہ اثر انداز ہو اس لئے وہیں اثر ڈالتی ہے، جیسے کھانے پینے والی دواؤں کا حال یہ ہے کہ سب کی سب پہلے معدہ میں جاتی ہیں پھر ہضم ہو کر اخلاط میں ملتی ہیں اور جہاں ان کی ضرورت ہے وہاں پہنچ کر اپنا کام کرتی ہیں، گوشت میں لگنے والی دوا انجکشن سے مسامات میں پہنچی پھر رگوں میں رفتہ رفتہ جہاں کے لئے تھی وہاں پہنچی، معدہ یا دماغ کی دوا ہے تو دوا یا اس کا اثر دماغ یا معدہ تک ضرور پہنچے گا مگر چونکہ دوا کا داخلہ مسامات کے ذریعہ ہوا ہے، اس لئے روزہ نہیں توڑے گی۔ جیسا کہ اوپر گزرا کہ مسامات کے ذریعہ داخل شدہ دوا مفسد نہیں۔ اس کا جزئیہ اوپر گزرا کہ آنکھ میں دوا ڈالی یا سرمہ لگایا، دوا یا سرمہ آنکھ سے حلق میں پہنچا مگر مفسد نہیں اس لئے کہ داخلہ مسامات کے ذریعہ ہوا تھا، اگرچہ بعد میں منفذ سے حلق تک گیا اسی طرح یہاں بھی مسامات کے بعد اگرچہ منفذ سے دوا ابتداء رگ میں جاتی ہے جو ضرور منفذ ہے مگر رگوں کا تعلق براہ راست معدہ یا دماغ سے نہیں بلکہ دل سے ہے۔ علم تشریح میں اس کی پوری تحقیق دیکھی جا سکتی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جگر میں اخلاط اربعہ علی قدر مراتب مخزوج ہو کر شرائین اور اوردہ کے ذریعہ پورے جسم میں جاتے ہیں ان میں غلبہ خون ہی کو ہوتا ہے اس کا عمدہ حصہ اعضاء کی غذا بنتا ہے بقیہ جسمانی فضلات کے مل جانے سے سیاہ اور کثیف ہو کر دل میں جاتا ہے، دل اسے پھیپھڑوں میں ڈھکیل دیتا ہے پھیپھڑوں میں باہر سے گئی ہوئی صاف ہوا بھری ہوتی ہے جو پھیپھڑوں کے مسامات اور گیسوں میں موجود رہتی ہے، خون اس تازہ ہوا سے صاف ہوتا ہے، اس کی کثافت اور دخانی مادہ ہوا میں رہ جاتا ہے جسے پھیپھڑے باہر پھینک دیتے ہیں اور خون صاف شفاف سرخ تازہ ہو کر پھر دل میں جاتا ہے اور دل شرائین اور اوردہ کے ذریعہ دوبارہ پورے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جسم میں پہنچتا ہے،اور پھر یہ خون کثیف دخانی مادوں سے سیاہ ہو کر دل میں اور دل سے پھیپھڑوں میں اور پھیپھڑے میں صاف اور تازہ ہو کر پھر دل میں جاتا ہے دل اسے پورے جسم میں پہنچا تا ہے۔ یہی چکر زندگی بھر چلتا رہتا ہے اور یہی انسانی نشو ونما وقوت کا مدار ہے۔ یہ انجکشن جب رگ میں لگا تو رگوں کے خون میں دوا مل گئی اور خون کے ساتھ دل میں اور پھر پھیپھڑے میں پھر دل میں اور دل سے پورے جسم میں پہنچی رگ والا خون دوا لے کر براہ راست نہ دماغ میں گیا نہ معدہ میں بلکہ دل میں گیا اور دل سے بھی براہ راست دوسرے اعضاء میں نہیں گیا بلکہ پھیپھڑوں میں اور پھیپھڑوں سے واپس آ کر پھر رگوں کے ذریعہ دوسرے اعضاء حتی کہ دل اور معدہ میں گیا بہر حال پھیپھڑے بیچ میں ضرور آتے ہیں، اب پھیپھڑے کی ساخت اور ان میں خون کی جگہ معلوم کریں مسئلہ صاف ہو جائے گا۔ ماضی قریب کے مسلم الثبوت طبیب حاذق حکیم اجمل خان اپنی مشہور و معروف کتاب ”حاذق“ میں لکھتے ہیں: پھیپھڑوں کی ساخت نرم اور متخلخل ہے، ان میں نرم گوشت اور غضاریف اور قصبۃ الریہ اور شریانوں اور وریدوں کی شاخیں پائی جاتی ہیں۔ پھیپھڑے کی بالائی سطح پر آبدار جھلی اور باقی ساخت میں خانہ دار جھلی اور لچکیلے نرم ریشے اور ہوا کے چھوٹے چھوٹے خانے پائے جاتے ہیں جو باہم مل کر لوتھڑے بناتے ہیں انہیں ہوا کے کیسوں یا خانوں میں ہوا کی نالی یعنی قصبۃ الریہ کی باریک باریک شاخیں ختم ہوتی ہیں، پھیپھڑے کی شریان اور ورید کا جال بھی پھیپھڑے کے ہر حصے میں پھیلا ہوا ہے، یہاں تک کہ ہر ایک ایسے اعضاء میں سے ہیں جو فضلات جسم کو خارج کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ان کا یہ فعل بھی ہے کہ وہ خون کو صاف کرتے ہیں صاف اور سرخ خون جسم کی پرورش کے لئے براستہ شرائین تنفس کے ذریعہ تمام جسم میں چلا جاتا ہے، اور مختلف اعضا کی عروق شعریہ تک پہنچ کر وہ کثیف اور سیاہ ہو جاتا ہے جس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس میں جسمانی فضلات کے دخانی مادے مل جاتے ہیں، جب کثیف وریدی خون پھیپھڑوں کے ہوائی کیسوں کے عروق شعریہ تک پہنچتا ہے تو اس کا رنگ فوراً ہی سرخ ہو جاتا ہے کیوں کہ خون کا دخانی مادہ ہوائی کیسوں کے اندر آ جاتا ہے اور ان ہوائی کیسوں کی لطیف ہوا خون میں مل کر اسے

صاف اور سرخ بنا دیتی ہے۔پھیپھڑوں کی اس تشریح سے کوئی یہ دھوکہ نہ کھائے کہ دیگر اعضا سے پھیپھڑے میں خون کی آمد و رفت براہ راست ہے۔نہیں بلکہ بواسطہ دل ہے،اسی کتاب میں۔دل کی تشریح میں ہے:دل کے دونوں دائیں بائیں اذن ایک ہی وقت میں پھیلتے ہیں اور دائیں بائیں بطن ایک ہی وقت میں سکڑتے ہیں جب دونوں اذن پھیلتے ہیں تو دائیں اذن میں بالائی اور زیریں وریدوں کے ذریعہ جسم کا کثیف اور سیاہ خون آجاتا ہے اور بائیں اذن میں پھیپھڑوں کے وریدوں کے ذریعہ صاف شدہ خون آجاتا ہے کہ پھر دائیں اذن کا سیاہ خون درمیانی سوراخ کے راستے بائیں بطن میں اور بائیں اذن کا بائیں بطن میں چلا جاتا ہے،اور جب دونوں بطن سکڑتے ہیں تو دائیں کا خون بذریعہ شریان الریہ پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے اور بائیں بطن کا خون بذریعہ شرائین اور اورطہ تمام جسم میں چلا جاتا ہے۔الغرض!جملہ اطبا کا اس پر اتفاق ہے کہ رگوں سے خون براہ راست دل میں جاتا ہے اور دل ہی کے ذریعہ پھیپھڑوں میں جاتا ہے،براہ راست پھیپھڑے میں نہیں جاتا۔اور نہ ایسا ہے کہ بغیر پھیپھڑوں میں گئے دل ہی سے واپس ہوتا ہو۔پھیپھڑے میں ضرور جاتا ہے اور پھیپھڑوں میں صاف ہو کر پھر دل میں آتا ہے اور دل سے پھر پورے جسم میں جاتا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ پھیپھڑوں کے جن ہوائی کیسوں جاتا ہے اس کی حیثیت جوف کی ہے یا مسامات کی۔او پر ذکر کردہ تشریح سے یہ بات ظاہر ہے کہ پھیپھڑے کی جن ہوائی کیسوں جاتا ہے ان کی حیثیت مسامات ہی کی ہے،تو اس کا حاصل یہ ہے کہ خون دل سے مسامات میں گیا اور مسامات سے واپس ہو کر پھر دل میں آیا۔اب اگر مان بھی لیا جائے کہ دل سے معدہ اور دماغ تک کوئی منفذ ہے تو بھی یہ دوا مفسد نہیں ہوگی اس لئے کہ اگر چہ ابتداءً منفذ میں گئی اور انتہا پر بھی منفذ ہی سے پیٹ یا دماغ میں پہونچی مگر بیچ میں مسامات حائل ہیں تو جس طرح احلیل میں دوا ڈالی اور وہ مثانہ تک پہنچی مگر روزہ نہیں ٹوٹا اگر چہ دوا کا داخلہ بھی منفذ ہی میں ہوا اور مثانہ کے بعد بھی منفذ ہے مگر بیچ میں مثانہ کی جھلی حائل ہے جس میں اگر چہ چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں مگر ان کی حیثیت مسامات ہی کی ہے منفذ کی نہیں اسی طرح رگ والے انجکشن میں اگر چہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

دوا منفذ میں گئی مگر بیچ میں پھیپھڑے کی ہوائی کیسوں کے عروق شعریہ حائل ہیں جن کی حیثیت مسامات کی ہے اس لئے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، علاوہ ازیں دل سے دماغ یا معدے تک کوئی منفذ نہیں دل سے شرائین اور اورطہ نکل کر پورے جسم میں پھیلی ہیں، جن کے ذریعہ خون تمام اعضاء کی تغذیہ کے لئے جاتا ہے۔ مگر یہ شرائین دماغ یا معدہ میں کھلتی نہیں بلکہ ان سے نکلی ہوئی عروق شعریہ کے مبدأ پر ختم ہو جاتی ہیں، عروق شعریہ ہی کے ذریعہ مسامات میں خون جا کر گوشت اور پوست کا جز بنتا ہے تو اگر ہوائی کیسوں کے عروق شعریہ کو بطور مجادلہ کوئی منفذ مانے بھی تو چوں کہ منتہا پر مسامات ہیں اور دماغ اور معدہ میں انہیں مسامات ہی کے ذریعہ پہنچے گی اس لئے اب بھی مفسد نہ ہوئی، اس لئے کہ ہم اوپر ثابت کر آئے کہ اگر منتہی پر بھی مسامات ہی کے ذریعہ داخل ہیں تو مفسد صوم نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رگ والے انجکشن میں بھی دوا کسی منفذ سے گئی مگر معدہ اور دماغ تک نہیں پہنچتی بلکہ وسط میں یا انتہا پر منفذ ختم ہو کر صرف مسامات ہی کے ذریعہ دوا دماغ یا معدہ میں جائے گی۔ اس لئے مفسد صوم نہیں مگر چوں کہ انجکشن کی تقریباً تمام دواؤں میں اسپرٹ ہوتی ہے اور یہ بدترین قسم کی شراب ہے، نجس العین۔ اس لئے کہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانا مکروہ ضرور ہے اس لئے کہ روزہ سے مقصود طہارت وتزکیہ باطنی ہے اور یہ انجکشن جسیں نجس العین دوا ہے باطن کو نجس کرنے والی ہے، اس لئے روزہ میں کسی قسم کے انجکشن ہرگز نہ لگوائے جائیں، اور ان سے اجتناب کیا جائے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ دوا اسپرٹ اور ہر قسم کی شراب اور نجاست سے پاک ہے اور خارجی طور پر بھی اسپرٹ استعمال نہ کریں تو کراہت بھی نہیں۔ (مقالات شارح بخاری جلد اول صفحہ ۳۹۸ تا ۴۰۸)

حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہیں رگ میں لگایا جائے چاہیں گوشت میں کیوں کہ اس کے بارے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی منفذ سے صرف دماغ یا پیٹ میں پہنچے۔

درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ١٠٨ر میں ہے: الضابط وصول مافیه صلاح بدنه لجوفه "

ردالمحتار میں ہے: الذی ذکره المحققون ان معنی المفطر وصول مافیه صلاح البدن الی الجوف اعم من کونه غذاء او دواء

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ١٩١ر میں ہے: اکثر المشائخ علی ان العبرة للوصول الی الجوف والدماغ۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غذا اور دوا اس وقت روزہ توڑے گی جب دماغ یا پیٹ تک کسی منفذ سے پہونچے بلکہ بعض حضرات نے صرف منفذ تک پہنچنے پر اکتفا فرمایا ہے اس لئے کہ ان کی تحقیق پر دماغ سے پیٹ تک براہ راست تعلق ہے۔

شامی جلد دوم صفحہ ١٠٣ر میں بحر سے ہے: التحقیق ان بین جوف الراس وجوف المعدة منفذا اصلیا فماوصل الی جوف الراس یصل الی جوف البدن۔

مسامات اور رگوں کی وساطت کے بغیر پہنچنے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ عامہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر دماغ یا پیٹ کے زخم میں دوا ڈالی تو روزہ اس وقت ٹوٹے گا جب کہ دوا درحقیقت دماغ اور پیٹ میں پہنچ جانے کا ظن غالب ہو۔

درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ١٠٢ر میں ہے: لو اقطر فی اذنه دهنا او داوی جائفة او امة فوصل الدواء حقیقة الی جوفه ودماغه

لفظ حقیقتاً کا یہی فائدہ ہے کہ دوا اگر زخم کے شگاف سے دماغ یا پیٹ میں پہنچی تو روزہ ٹوٹ گیا اور رگوں یا مسامات کے ذریعہ پہنچی تو نہیں ٹوٹا ورنہ قید بے کار ہے اس لئے کہ جب کوئی دوا خصوصاً تر دوا ڈالی جائے گی تو عروق و مسامات کے ذریعہ ضرور دماغ تک پہنچے گی۔ اگر عروق و مسامات کے ذریعہ دوا کا پہنچنا روزہ کو توڑ دیتا تو یہ قید بیکار تھی بناء علی یہ تصریح ہے کہ اگر آنکھ میں دوا ڈالی یا سرمہ لگایا تو

روزہ نہیں ٹوٹا اگر چہ دوا کا قطرہ حلق میں محسوس ہو کر سرمہ تھوک یا رینٹھ کے ساتھ نکلے۔

فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۰؍میں ہے: لواقطر شیئا من الدواء فی عینه لایفسد صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه واذا بزق فرای اثر الکحل ولونه فی بزاقه عامة المشائخ علی انه لایفسد صومه کذا فی الذخیرة۔ وهو الاصح هکذا فی التبیین

اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۸؍میں ہے: اوادهن او اکتحل وان وجد طعمه فی حلقه

اسی کے تحت شامی میں ہے: ای طعم الکحل او الدهن کما فی السراج و کذا لوبزق فوجد لونه فی الاصح بحر۔ قال فی النهر لان الموجود فی حلقه اثر داخل المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو داخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه انه لایفطر۔

دیکھئے صاحب نہر نے تصریح کردی کہ حلق میں جو محسوس ہو تھوک میں جو آیا وہ چونکہ مسام کے ذریعہ آیا لہذا روزہ توڑنے والا نہیں، روزہ توڑنے والا وہ ہے جو منفذ سے دماغ یا پیٹ تک پہنچے۔ اسی طرح یہ جزیہ ہے کسی نے اپنے سوراخ ذکر میں تیل ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر چہ تیل مثانہ تک پہنچ جائے اور علت یہ بیان فرمائی کہ سوراخ ذکر اور پیٹ کے درمیان منفذ نہیں۔

ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۰۰؍میں ہے: لواقطر فی احلیله لم یفطر عند ابی حنیفة وقال ابو یوسف یفطر محمد مضطرب فیه فکانه وقع عند ابی یوسف ان بینه وبین الجوف منفذا ولهذا یخرج منه البول ووقع عند ابی حنیفة ان المثانه بینهما حائل والبول یترشح منه

اور ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۰۰؍میں ہے: ای قول ابی حنیفة و محمد معه فی الاظهر

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

وقال ابویوسف یفطروالاختلاف مبنی علی انه هل بین المثانة والجوف منفذا ولا وهولیس باختلاف علی التحقیق والاظهر انه لامنفذ له وانما یجتمع البول فیها بالترشح کذا یقول الأطباء زیلعی وافادانه لوبقی فی قصبة الذکر لایفسد اتفاقاً ولاشك فی ذالك۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کا اختلاف اس پر مبنی ہے کہ سوراخ ذکر اور پیٹ کے درمیان منفذ ہے یا نہیں مسامات کے وجود سے کسی کو انکار نہیں۔ اگر مسامات کے ذریعہ پہنچنا روزہ توڑتا تو سوراخ ذکر میں تیل ڈالنا بالاتفاق روزہ توڑ دیتا۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۰ میں صاف تصریح ہے: ومایدخل من مسام البدن من الدهن لایفطر هکذا فی شرح المجمع۔

ثابت ہوگیا کہ اندرون جسم کسی جگہ دوا یا غذا کا مسام کے ذریعہ پہنچنا روزہ نہیں توڑتا۔ جب یہ ذہن نشین ہوگیا کہ روزہ توڑنے والی وہ دوا اور غذا ہے جو مسامات کے علاوہ کسی منفذ سے دماغ اور پیٹ تک پہنچے تو اب انجکشن کی حقیقت پر غور کیجئے کہ جو انجکشن گوشت میں لگتا ہے اس کے بارے میں تو ظاہر ہے کہ وہ پورے جسم میں مسامات ہی کے ذریعہ پہونچتا ہے لہذا اس سے روزہ کا نہ ٹوٹنا ظاہر ہے۔ رہ گیا رگ کا انجکشن تو اس کے جسم میں پہونچنے کی کیفیت یہ ہے کہ دوا خون کے ساتھ جسم میں پھیلتی ہے۔ ماہرین تشریح جانتے ہیں کہ خون رگوں سے دل میں جاتا ہے اور وہاں سے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں اس لئے رگوں کے انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۱۶ تا ۵۱۸)

خیال رہے جس طرح رگ کا انجکشن کہ جسم میں پہنچتا ہے اسی طرح گلوکوز بھی جسم میں پہنچتا ہے دونوں کی کیفیت ایک ہی ہے فتاوی فقیہ ملت میں ہے انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا چاہے گوشت میں لگوائے یا رگ میں کیوں کہ اس سلسلے میں حکم شرعی یہ ہے کہ قصداً کھانے پینے اور جماع کے

علاوہ ایسی دوا یا غذا سے روزہ ٹوٹے گا جو پیٹ یا دماغ میں داخل ہو۔ دوا تر ہو یا خشک جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ رحیمیہ صفحہ ۱۰۴؍میں ہے وفی دواء الجائفة والامة اکثر المشائخ علی ان العبرة للوصول الی الجوف والدماغ لا لکونه رطبا او یابسا حتی اذا علم ان الیابس وصل یفسد صومه ولو علم ان الرطب لم یصل لم یفسد هکذا فی العنایة۔ اھ

دماغ میں داخل ہونے سے اس لئے روزہ ٹوٹے گا کہ دماغ سے پیٹ تک ایک منفذ ہے جس کے ذریعہ دوا وغیرہ پیٹ میں پہنچ جاتی ہے ورنہ درحقیقت پیٹ میں کسی چیز کا داخل ہو کر رک جانا ہی فساد صوم کا سبب ہے۔ جیسا کہ بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۳۰۰؍میں ہے: قال فی البدائع وهذا یدل علی ان استقرار الداخل فی الجوف شرط لفساد الصوم وفی التحقیق ان بین الجوفین منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الراس یصل الی جوف البطن کمافی العنایه۔ اھ ملخصا

گوشت میں انجکشن لگنے سے دوا پیٹ یا دماغ میں کسی منفذ کے ذریعہ داخل نہیں ہوتی بلکہ مسامات کے ذریعہ پورے بدن میں پھیل جاتی ہے اور مسامات کے ذریعہ کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۴؍میں ہے۔ وما یدخل من مسام البدن من الدهن لا یفطر هکذا فی شرح المجمع۔ اھ

اسی طرح رگ میں انجکشن لگنے سے بھی دوا پیٹ یا دماغ میں منفذ سے داخل نہیں ہوتی بلکہ رگوں سے دل یا جگر میں پہنچتی ہے اور پھر وہاں سے رگوں کے ذریعہ ہی پورے بدن میں پھیلتی ہے ان رگوں کو شرائین یا آوردہ کہتے ہیں جو بالترتیب دل یا جگر سے نکلی ہوئی ہیں جیسا کہ ماہر علم طب علامہ محمود چغمینی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: اما العروق الضوارب التی تسمی الشرائین فهی نابتة من القلب فی تجویفها روح کثیر ودم قلیل ومنفعتها ان تفید الاعضاء

قوۃ الحیلۃ التی تحملها من القلب ۔ واما العروق الغیر الضوارب التی تسمی آوردہ فھی نابتۃ من الکبد فیھا دم کثیر او روح قلیل ومنفعتھا ان تسقی الاعضاء الدم الذی تحملہ من الکبد، اھ ملخصا (قانونچہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ، فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۳۴۴، ۳۴۵)

فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے گلوکوز ڈراپ یا طاقت کا انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اگر چہ بھوک پیاس ختم ہو جائے کیونکہ اصل قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ کھانے، پینے اور جماع کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ دوا یا غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی اور منفذ سے پیٹ یا دماغ میں پہونچے لہذا مسام یا رگ کے ذریعہ کوئی چیز داخل بدن ہو تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وما یدخل من مسام البدن من الدھن لا یفطر ھکذا فی شرح المجمع (ج ۱ ص ۲۰۳)

اور ردالمحتار میں ہے: قال فی النھر لان الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر اھ (ج ۲ ص ۳۹۵)

لہذا جس طرح گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کہ وہ پورے جسم میں مسامات ہی کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح رگ (نس) میں لگوانے سے بھی نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس کے جسم میں پہنچنے کی کیفیت بھی یہی ہے کہ دوا خون کے ساتھ جسم میں پھیلتی ہے نہ کہ منفذ کے ذریعہ دماغ یا پیٹ میں جاتی ہے۔ ہاں اگر بھوک، پیاس سے بچنے کے لئے ایسا کیا تو مکروہ ہے۔ (جلد اول صفحہ ۴۶۶)

ان تمام دلائل سے بالکل ظاہر و باہر ہے کہ انجکشن چاہیں گوشت میں لگائیں یا رگ میں یا گلوکوز بیماری کے سبب یا طاقت کے لئے کسی بھی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ حالت روزہ میں انجکشن

وغیرہ مکروہ ضرور ہے لیکن یہ کراہت اس وجہ سے کہ انجکشن وغیرہ میں اسپرٹ کی آمیزش ہوتی ہے جو نجس ہے تو اگر کوئی ایسا انجکشن یا گلوکوز ہو جس میں اسپرٹ یا کسی قسم کے شراب کی آمیزش نہ ہو تو کراہت بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی بلرامپوری

١٥/شعبان المعظم ١٤٤٢ھ بروز دوشنبہ

(تقریظ جلیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہ العالیہ نائب سرپرست مسائل شرعیہ گروپ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین

امابعد! روزہ ایک عظیم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت یعنی امت محمدیہ پر ۱۰ ر شعبان المعظم ۲ھ کو فرض کیا۔ اس سے پہلے امتوں پر بھی روزے فرض تھے اگر چہ روزوں کے دن اور احکام ہم سے مختلف تھے مگر فرض ضرور تھا جیسا ارشاد باری ہے " یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۳)

عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رو کے رکھنے کو روزہ کہتے ہیں جو ہر مسلمان مرد وعورت عاقل بالغ پر فرض ہے مگر اِن میں بھی کچھ حضرات ہیں جنہیں وقت پر نہ رکھنے کی اجازت ہے جیسے مسافر، مریض، کہ انہیں اس وقت نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور بعد میں ادا کرنے کا حکم ہے اور جو بعد میں بھی رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں فدیہ کا حکم ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔ (کنز الایمان، سورہ بقرہ ۱۸۴)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اس آیت کریمہ میں اگر چہ مسافر اور بیمار کا تذکرہ ہے مگر اس کے لئے علاوہ بھی چند افراد ہیں جنہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے جیسے حیض ونفاس والی عورت کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے یعنی اس کی قضا بعد میں کریں۔ اور دودھ پلانے والی عورت کہ اگر روزہ رکھے گی تو ماں یا بچہ کو نقصان پہونچے گا یا حاملہ عورت ہے تو انہیں نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں اس کی قضا کریں۔

مسافر سے مراد شرعی مسافر ہے جو بانوے (۹۲) کلو میٹر یا اس سے زیادہ سفر کرنے کا ارادہ ہو اگر چہ گاڑی یا ٹرین کا سفر ہو تو اسے نہ رکھنے کی اجازت ہے یعنی اگر نہ رکھے جب بھی گنہگار نہ ہوگا بشرطیکہ بعد میں رکھے۔ اگر رکھ لے جب بھی حرج نہیں روزہ ہو جائے گا اور ثواب بھی پائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ مسافر نے طلوعِ فجر سے قبل سفر شروع کیا ہو۔ اور اگر طلوعِ فجر کے بعد سفر کیا تو اس کو اُس دن کا روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ یونہی اگر بانوے کلو میٹر سے کم کا سفر ہے جب بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے اگر چہ پیدل سفر کرتا ہو۔

مریض سے مراد وہ مریض ہے جسے روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک ہونے کا صحیح اندیشہ ہو تو یہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں ممنوع ایام کے علاوہ اور دنوں میں روزہ رکھے۔

یاد رہے کہ مریض کو محض زیادہ بیماری کے یا ہلاکت کے صرف وہم کی بنا پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کسی دلیل یا سابقہ تجربہ یا کسی ایسے طبیب کے کہنے سے غالب گمان حاصل ہو جو طبیب ظاہری طور پر فاسق نہ ہو۔ (بہار شریعت ح ۵)

جنہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کے لئے حکم شرع یہ ہے کہ ان ایام میں قضا روزوں کو ادا کریں جن ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت نہ ہو ورنہ گنہگار ہوں گے، فدیہ سے بھی کام نہ چلے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ اب وہ اپنی زندگی میں روزہ نہیں رکھ سکتا ہے جیسے شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ ہی اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہو کہ روزہ رکھ سکے، تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ نہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

رکھے اور ہر روزے کے بدلے فدیے کے طور پر نصف صاع یعنی دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام گندم یا اس کا آٹا دے یا اس کی قیمت دے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آ گئی تو روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا۔ اور جو کچھ دیا ہے وہ صدقہ نافلہ میں شمار ہوگا۔ (بہار شریعت ح ۵)

اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ میں مکمل مسئلہ تحریر کر سکوں ویسے ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ ضرورت کے مسائل سیکھ لیں کہ ضرورت کے مسائل کا سیکھنا ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے حدیث شریف میں ہے "طلب العلم فریضة علی کل مسلم"

لیکن پھر بھی اگر معلوم نہ ہو تو غلطی کرنے کے بجائے اہل علم سے معلوم کریں ارشاد ربانی ہے "فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (کنزالایمان سورہ نحل ۴۳)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے ہی روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "عالم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے اور جاہل کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی جہالت پر خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ لہٰذا مومن کو دیکھ لینا چاہئے کہ اس کا عمل ہدایت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔

(در منثور، النحل، تحت الآیۃ ۴۳، ۵ / ۱۳۳، بحوالہ صراط الجنان)

اس حدیث شریف کے پیش نظر محمد ریحان رضا نعیمی صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں رضوی امجدی صاحب قبلہ نے بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں حالت روزہ میں گلوکوز و انجکشن لگوانے کے مسئلہ پر رسالۂ ہذا کو قلم بند کیا ہے جو نہایت عمدہ اور جامع ہے۔ اور اس کا علم ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جو انسان کی زندگی میں درپیش آتا رہتا ہے اور مسئلہ نہ جاننے کے سبب لوگ اپنی عبادت کو ناقص یا خراب کر دیتے ہیں یا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

پھر پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً کسی روزے دار شخص کو انجکشن لگوانے یا گلوکوز کے استعمال کی حاجت ہوتو وہ شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کبھی روزے کو توڑ دیتا ہے اس عظیم عبادت سے محروم ہو جاتا ہے اور کبھی روزہ جانے کے خوف سے دن بھر کی صعوبتوں کو برداشت کرتا رہتا ہے اور انجکشن وگلوکوز کے لئے وقت افطار کا بے صبری سے منتظر رہتا ہے اور پورا دن اپنے لاعلمی کے سبب طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرتا رہتا ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے اسے پڑھیں اور اپنے گھر والوں اور دوستوں کو بھی اس مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرما عوام وخواص کو کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما ،اور مولانا موصوف کے قلم میں قوت عطا فرما ،مزید دین کی خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما۔آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

دعا گو

فقیر تاج محمد قادری واحدی

۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بروز منگل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا

سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔(سورہ بقرہ ۱۸۷)

سحری وافطار کا بیان

۸/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(افطاری کی دعا کب پڑھنی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ افطاری کی دعا افطار سے پہلے پڑھنی چاہئے یا بعد افطار اکثر لوگ افطاری سے پہلے پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

افطاری دعا افطاری کے بعد پڑھنا چاہئے جیسا کہ مجدد اعظم علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ افطار کے وقت کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھے کہ سنت یہی ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۶۵۱)

اور فتاوی یورپ میں ہے کہ دعا کے الفاظ بعد افطار ہی پڑھنے کے متقاضی ہیں اور دعا کے تمام الفاظ ماضی پر دلالت کرتے ہیں مثلاً صُمْتُ میں نے روزہ رکھا اٰمَنْتُ میں ایمان لایا تَوَکَّلْتُ میں نے بھروسہ کیا اِفْطَرْتُ میں نے افطار کیا اب اگر اس دعا کو افطاری سے پہلے پڑھی جائے تو واقعہ کے خلاف ہوگا کہ ابھی افطار نہیں کی اور روزہ رکھ کر کہہ رہا ہے کہ میں نے افطار کی۔(کتاب الصوم ص ۳۰۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(سحری کب تک کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں یا اس کے علاوہ اور دنوں میں جب امام صاحب اعلان کرتے ہیں کہ سحری کا وقت ختم ہوگیا ہے اور اس وقت کوئی کھا رہا ہو تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔**محمد طارق رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سحری کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے ’’ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ‘‘ اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ (کنزالایمان سورہ بقرہ ۱۸۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ’’رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمادیا گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان زیرآیت)

یعنی صبح صادق تک کھانے کی اجازت ہے اور عموماً ہوتا ایسا ہے کہ منادی ختم سحری سے دو تین منٹ پہلے اعلان کرتا ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوگیا ہے لہذا آپ لوگ کھانا پینا بند کردیں تو اگر اس وقت کوئی کھا رہا ہے اور ایک دو لقمہ کھا لیا تو ایسی صورت میں روزہ مانا جائے گا کیونکہ ابھی وقت باقی ہے اور اعلان ختم سحری کے لئے کافی نہیں ہے ہاں اگر وقت ختم ہونے کے بعد اعلان ہوا اور اس وقت ایک

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بھی لقمہ کھایا بلکہ اس سے قبل کھایا جبکہ وقت ختم ہو چکا تھا تو روزہ نہ ہوا بعد رمضان اس کی قضا کرے البتہ اس پر کفارہ نہیں ہے۔(عامہ کتب فقہ)

حاصل کلام یہ ہے کہ سحری کا تعلق اعلان سے نہیں بلکہ صبح صادق سے ہے اس لئے صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کرلیا کریں اگرچہ ابھی اعلان نہ ہوا ہو بہتر ہے کہ امام صاحب سے وقت معلوم کرلیں پھر گھڑی دیکھ کر سحری کریں وقت سے پانچ منٹ پہلے ہی ختم کردیں اعلان کے سہارے نہ رہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اذان سے پہلے افطار کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں افطار کے وقت مؤذن صاحب پہلے کچھ کھالیتے ہیں پھر اذان دیتے ہیں تو کیا ان کا روزہ مانا جائے گا؟

المستفتی:۔محمد صادق علی واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

افطار کا وقت اذان نہیں بلکہ غروب آفتاب (مغرب کا وقت) ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے” وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ“ اورکھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ تمہارے لئے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو (کنزالایمان سورہ بقرہ ۱۸۷)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمادیا گیا۔(تفسیر خزائن العرفان زیر آیت مذکورہ بالا)

یعنی غروب آفتاب کے بعد کھانے کا حکم ہے اب اذان ہو یا نہ ہو افطار کرسکتے ہیں اور عموما مؤذن حضرات وقت ہونے کے بعد افطار کرکے پھر اذان دیتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے روزہ مکمل ہوگیا بلکہ اذان نہ بھی ہو جب بھی کوئی حرج نہیں افطار کرنے میں مثلاً کوئی سفر کررہا ہے یا ایسی جگہوں پر ہے جہاں اذان کی آواز نہیں سنائی دیتی ہے تو وہاں اذان کا انتظار نہ کیا جائے گا بلکہ وقت ہو

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

نے پر افطار کرلیا جائے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سحری وافطار کا تعلق اذان سے نہیں بلکہ وقت سے ہے یعنی غروب آفتاب ہو نے پر افطار کرنا چاہئے یونہی صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(مسجد میں افطار کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں افطار کرنا کیسا ہے؟اس کا جواب جلد عنایت فرمائیں.بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔برکاتی نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بہتر تو یہ ہے کہ مسجد کے متصل کوئی جگہ بنالی جائے جہاں افطار کریں مسجد میں معمول بنا کر کھانا درست نہیں ہے مسجد میں کھانے کی صورت میں دو باتوں کی احتیاط رکھی جائے مسجد میں کھانے کے ذرات نہ گرے اور مسجد ملوث نہ ہو مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں۔

(تفہیم المسائل جلد ششم روزہ کا بیان صفحہ ۲۰۲)

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے رمضان شریف میں سحری افطار کا کھانا مسجد کے چھت پر کھلانا درست نہیں کہ بلا ضرورت مسجد کے چھت پر چڑھنا مکروہ ہے تو اس کی چھت پر کھانا کیسے درست ہوسکتا ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے **الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ**"(جلد پنجم صفحہ ۳۲۲/فی کتاب الکراھیۃ الباب الخامس فی اداب المسجد)

ایساہی درمختار مع ردالمحتار صفحہ ۴۲۸/مطلب احکام المسجد/اور فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۴۲۰/ پر ہے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۲۵۶/باب احکام المسجد) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(افطار کی دعا کب پڑھنی چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دعائے افطار کب پڑھنی چاہیے افطار کرنے سے پہلے یا افطار کرنے کے بعد، اکثر علماء کرام کا طریقہ رہا ہے اور وہ اشتہار وغیرہ پر بھی شائع کرتے ہیں ،افطار کی دعا،اوران کا معمول بھی ہے کہ روزہ کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھتے ہیں، کچھ علماء کہتے ہیں کہ نہیں یہ دعا افطار کے بعد ہی پڑھی جائے گی اس لیے کہ اس میں ماضی کا صیغہ ہے روزہ افطار کی دعا کب پڑھی جائے مکمل دلائل اور حوالہ کے ساتھ عنایت کیا جائے دل سے مشکور رہوں گا

المستفتی:۔التمش حیدر آرا بھوچپور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فی الواقع محل بعد افطار ہے یعنی دعا "اللھم لك صمت" افطار کے بعد ہی پڑھنا چاہئے حدیث شریف میں ہے "عن معاذبن ذھرۃ انه بلغه ان النبی ﷺ کان اذا افطر اللھم لك صمت وعلیٰ رزقك افطر علی ارادۃ الافطار وصرف عن الحقیقۃ من دون حاجۃ الیه وذالك لا یجوز ھکذا فی افطرت" حضرت معاذ بن زہرہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے :اے اللہ تیرے رضا کے لئے میں نے روزہ رکھا تیرے رزق پر میں نے افطار کیا،تو یہاں افطر سے مراد ارادئے افطار لینا (افطار کرنے کا ارادہ کرنا) اور حقیقی معنی سے بے ضرورت اعراض کرنا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں ،اوراسی طرح کا معاملہ افطرت میں ہے ۔(جامع ترمذی باب ماجاء مایستحب علیہ الافطار امین کمپنی دہلی ص ۸۸)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اس حدیث کی شرح میں مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں(كان اذا افطر قال)ای : دعا اللهم لك صمت. الخ وقال ابن الملك ای قرأ بعد الافطا الخ،،یعنی (نبی کریم ﷺ)افطار کرتے تو کہتے یعنی دعا کرتے ابن الملک نے کہا کہ افطار کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ رفتاوی رضویہ ج۱۰رص ۳۳۶ ر ۳۳۷)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(بغیر سحری کے روزہ رکھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا اور وہ سحری کے وقت بیدار ہوگیا لیکن بستر سے نہیں اٹھا اور نہ سحری کھائی اور روزہ کی نیت کرلی اور افطار کے وقت افطاری کرلی تو کیا اس صورت ۔میں روزہ ہو جائے گا۔جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد مونس رضا واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے اسلئے کہ صحت روزہ کے لئے سحری کھانا شرط نہیں البتہ مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رہے کہ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلتیں آئی ہیں،حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں اور ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے اس لیے کہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں،

(بہار شریعت،ج:ا ح:۵،ص:۱۰۰۰)

سحری کھانا اور اس میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۹۹۸)

لہٰذا صورت مسئولہ میں روزہ ہو جائے گا اس لئے کہ صحت روزہ کے لیے سحری کھانا شرط نہیں بغیر سحری کھائے بھی روزہ رکھا جاسکتا ہے البتہ جب وہ بیدار ہوا تھا تو اسے سحری کر لینی چاہئے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

تھی اس لیے سحری میں برکت ہے۔ایسا ہی فتاوی فیض الرسول ص ۵۱۳ ج ۱ میں بھی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(سحری میں انڈا کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سحری میں انڈا کھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی: ۔سید رفیق الدین قادری کاماریڈی تلنگانہ،انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حلال جانور کا انڈا چاہے سحری میں کھائیں یا افطار کے وقت، جب چاہیں کھاسکتے ہیں کوئی گناہ نہیں ہے۔چنانچہ کتاب" الموسوعۃ الفقھیۃ" کی جلد پنجم کے صفحہ ۱۵۳ پر ہے:ان خرج البيض من ما كول فی حال حياته.او بعد تذكيته شرعاً.او بعد موته.وهو مما لا يحتاج الى التذكية كالسمك.فبيضه ما كول اجماعا.الا اذا فسد۔ یعنی،اگر انڈا ایسے جانور سے اس کے زندہ ہونے کی حالت میں یا اسے شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے بعد نکلے کہ جسے کھایا جاتا ہو یا ایسے جانور سے کہ اس کی موت کے بعد نکلے جسے ذبح کرنے کی حاجت نہیں ہے جیسے مچھلی،تو اس کا انڈا کھانا بالاجماع حلال ہے مگر جبکہ انڈا اخراب ہوجائے تو پھر اسے نہیں کھاسکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

(وقت سے ایک منٹ پہلے افطار کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی نے اگر وقتِ افطار ایک منٹ پہلے افطار کیا مثلاً ۲۶ / رجب المرجب کو افطار کا ٹائم (5:49) کرنٹ لوکیشن موبائل فون بتا رہا ہے لیکن زید نے مغرب کی اذان (5:48) پر غلطی سے دینا شروع کر دی اذان دینے سے کچھ لوگوں نے روزہ افطار کر لیا تو جن لوگوں نے روزہ افطار کر لیا ہے کیا ان کا روزہ صحیح ہے یا پھر قضا واجب ہے؟ بحوالہ فقہ کی روشنی میں واضح فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** ۔محمد وسیم القادری شراوستی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

برصدق مستفتی زید نے واقعی اگر اذان وقت سے پہلے دی کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا تو اس اذان کی وجہ سے جس جس نے روزہ افطار کیا ان سب پر اس دن کے روزے کی قضا واجب ہے البتہ کفارہ واجب نہیں ہے۔کیونکہ روزہ کا وقت سورج مکمل غروب ہونے تک ہے جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد الامجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: سورج کے تمام وکمال ڈوبنے کا تعین ہونے پر افطار کا حکم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج ڈوبنے تک روزے پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ: یعنی رات تک روزہ کو پورا کرو۔(فتاویٰ فقیہ ملت، کتاب الصوم، جلد ۱، صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: کافر تھا مسلمان ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کی مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔(بہارِ شریعت، جلد ا،صفحہ ۹۹۰/مطبوعہ دعوت اسلامی)۔وَاللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کتبہ

وکیل احمد صدیقی نقشبندی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ)

تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھے)۔(سورہ بقرہ ۱۸۴)

معذور کے روزے کا بیان

۱۴/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا دودھ پلانے والی عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر بچہ دو ماہ کا ہو اور بچہ باہری دودھ نہ پیتا ہو تو کیا ایسی صورت میں ماں روزہ چھوڑ سکتی ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی**:۔صغیر احمد پٹنہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کو اگر یقین ہے کہ روزہ رہنے کے بعد مجھے تکلیف پہونچے گی یا دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کو نقصان پہونچے گا تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھے بعد رمضان جب بچہ کچھ کھانے کے لائق ہو جائے اس وقت روزہ رکھے کیونکہ دودھ پلانے والی عورت کو رخصت دی گئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الكَعْبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ أَوِ الْحُبْلٰى رواه ابوداؤد والترمذیؒ والنسائیؒ وابنُ ماجه“روایت ہے حضرت انس بن مالک کعبی (رضی اللہ عنہ) سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرما دی، اور مسافر، دودھ پلانے والی، اور حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے۔(مشکوۃ المصابیح باب صوم المسافر الفصل الثانی ص ۱۷۸)

اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ”افطار مرضع وحبلی را بر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ را یا نفس ایشاں را“یعنی دودھ پلانے والی

اور حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت صرف اس صورت میں ہے کہ بچہ یا خود اس کو روزہ سے نقصان پہنچے (ورنہ رخصت نہیں)۔(اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۹۴ بحوالہ انوار الحدیث کتاب الصوم)

اور حکیم الامت مفتی یار احمد خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”یعنی ان تینوں شخصوں سے روزہ کا فوری وجوب معاف ہو چکا ہے اگر چاہیں تو قضا کر دیں، خیال رہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت پر بھی روزے کی قضا ہی واجب ہے وہ فدیہ نہیں دے سکتیں، یہ ہی ہم احناف کا مذہب ہے یہ دونوں اس حکم میں مسافر کی طرح ہیں، نیز ان دونوں عورتوں کو قضا کی اجازت ہے جبکہ انھیں روزہ سے اپنے بچہ پر خوف ہو۔(مراۃ المناجیح جلد سوم مسافر کا روزہ دوسری فصل)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ” حاملہ کو بھی مثل مرضعہ روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسی صورت میں ہے کہ اپنے یا بچّے کے ضرر کا اندیشہ غلبہ ظن کے ساتھ ہو نہ کہ مطلقاً۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۶۰۴)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگر چہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو(بہار شریعت ح ۵)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ڈاکٹر کے کہنے سے روزہ چھوڑنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بیمار ہوا ڈاکٹر نے چھ مہینہ دوا کرانے کا مشورہ دیا اور دوا کا ٹائم ٹیبل صبح دوپہر شام ہے ڈاکٹر نے سختی سے کہا کہ تینوں وقت دوا ضروری ہے ورنہ مرض ٹھیک نہیں ہوگا اب رمضان میں کیا کرے صبح کی دوا سحری کے وقت کھاتا ہے شام میں افطاری کے بعد مگر دوپہر کا کیا کرے کیا ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟ **المستفتی:۔محمد حسین نظامی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کو اگر مسلمان حاذق تجربہ کار غیر فاسق ڈاکٹر نے یہ کہا ہے کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر سے اچھا ہوگا تو رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے دوپہر کو بھی دوا کھایا کرے، اور بعد میں اس کی قضا کرلے،، اور صرف اپنے خیال کا اعتبار نہ کرے بلکہ غالب گمان ہونا چاہئے اور غالب گمان اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کی ظاہری نشانی پائی جائے یا اس کا ذاتی تجربہ ہو، اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے روزہ نہیں رکھا تو کفارہ لازم آئے گا،،، آج کل کے اکثر اطباء اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہوتے ہیں اور نہ ہی حاذق، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ توڑنا چاہئے یہ لوگ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ رکھنا منع کر دیتے ہیں اتنا معلوم نہیں کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں ہے۔فتاویٰ شامی میں روزہ چھوڑنے کے اعذار میں ہے: او مریض خاف الزیادۃ) أو ابطاء البرد أوفساد عضو أو وجع العین أو جراحۃ أو صداعا أو

غیرہ و مثلہ ما إذا کان یعرّض المرضی ۔(ج ۳ کتاب الصوم، ص ۴۰۳ تا ۴۰۴ بیروت لبنا)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا ساٹھ سالہ فدیہ دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کی عمر ساٹھ سال ہو تو کیا وہ روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے؟ **المستفتی:۔** تاج محمد اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے اور کریں گے تو مرجائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے، پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا ۵ ۷ برس عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں، ہاں ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستّر ہی برس کی عمر میں نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچ چاہئے، ایک بات تو یہ ہوئی، دوسری یہ کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے، تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن بیچ کر کے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اُتنے رکھنا فرض ہے جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں، چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت آجائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں، غرض یہ ہے کہ کفارہ

اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق، اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں اٹھنی اُوپر بریلی کی تول سے، یا ساڑھے تین سیر جَو ایک روپیہ بھر اُوپر۔(جلد ۱۰/ص ۷ ۵۴ دعوت اسلامی)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روز کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روز کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار فقیر کو دے۔(بہار شریعت ح ۵/روزہ کا بیان)

نورالایضاح میں ہے "ویجوز الفطر لشیخ فان وعجوز فانیۃ وتلزمھا الفدیۃ لکل یوم نصف صاع من بر" شیخ فانی اور انتہائی بوڑھی عورت کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور ان دونوں پر ہر دن کے بدلے میں نصف صاع گندم فدیہ واجب ہے۔(فصل فی العوارض)

صدقہ فطر کی مقدار یعنی نصف صاع گندم کا وزن دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام ہے اور ایک صاع جو کا وزن تین کلو تین سو انسٹھ گرام دو سو بتیس ملی گرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حالت روزہ میں حیض آگیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت روزے سے تھی اور اس کو حیض آنے لگا تو کیا اس حالت میں روزہ توڑ سکتی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب دیں تو نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد شہریار خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض آنے کی صورت میں خود بخود روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حیض کا آنا مفسد صوم ہے اور اس روزہ کی قضا کرنی ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ روزے کی حالت میں حَیض یا نِفاس شروع ہوگیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نَفل تھا تو قضا واجب۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا کسی کے منت کا روزہ دوسرا کوئی رہ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی عورت نے منت مانی کی اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں محرم میں دس روزہ رکھونگی اور اس عورت کا کام ہوگیا پر اب اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تو کیا اس کی بیٹی اس کے منت کا روزہ رکھ سکتی ہے مہربانی کر کے جواب ارسال فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد شمس فیضی فیض آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی نے کسی کام کے پورے ہونے پر روزے کی منت مانی تو کام پورے ہونے پر اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اگر بیمار ہو جائے تو ٹھیک ہونے کا انتظار کرے اور اگر بیماری دور نہ ہو اور نہ ہی بیماری دور ہونے کی آئندہ امید ہو تو وہ روزے کا فدیہ کرے۔جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے: وإذا نذر أن يصوم كل خميس يأتي عليه فأفطر خميسًا واحدًا فعليه قضاؤه كذا في المحيط ولو أخر القضاء حتى صار شيخًا فانيًا أو كان النذر بصيام الأبد فعجز لذلك أو باشتغاله بالمعيشة لكون صناعته شاقة فله أن يفطر ويطعم لكل يوم مسكينًا اور ایک روزے کا فدیہ ایک صدقہ فطر نصف صاع دو کلو سینتالیس گرام گندم ادا کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد وسیم فیضی رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(جس عورت کے چھ ماہ کا بچہ ہو کیا وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ۶ ر ماہ کی بچی ہے اور اسکی ماں رمضان المبارک کا روزہ رکھنا چاہتی ہے تو روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر روزہ رکھتی تو دودھ میں بھی کمی آجاتی اور روزہ نہ رکھتی تو بچی بھی تندرست رہتی تو برائے کرم اب بتائیں کیا کریں روزہ رکھیں یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** محمد تعلیم رضا ویسٹ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کی جان کی یا اور کوئی سخت بیماری کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے جیسا کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،، اللہ تعالی نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا (کہ ان کو اجازت ہے اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں) (جامع ترمذی ابواب الصوم)

علامہ فریدالدین عالم بن علاء اندرپتی دہلوی متوفی ۷۸۶ھ تحریر فرماتے ہیں: وقال فی الاصل: إذا خافت الحامل أو المرضع على أنفسهما أو على ولدهما جاز الفطر و عليهما القضاء (الفتاوی التاتارخانیة، المجلد الثالث، کتاب الصوم، ص ۴۰۳ مکتبہ زکریا)

اور حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے سفر (مسافر) حمل (جس کے پیٹ میں بچہ ہو) اور بچے کو دودھ پلانا اور مرض و بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصان عمل

اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں ان وجہوں سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنا ہگار نہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے بعد میں ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرلے۔(بہار شریعت حصہ پنجم ۱۰۰۳)

اور اگر دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اگر پڑتا ہے تو ہلکا پھلکا تو ایسی صورت میں روزہ رکھے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(قے ہونے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ الٹی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ مسئلہ یہ کہ اگر خود بخود الٹی ہو اور منہ بھر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اب اگر کوئی مسئلہ کی جانکاری نہ ہونے کے بنا پر الٹی ہونے کے بعد کھا پی لے یہ گمان کرتے ہوئے کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے تو چلو کھا لیتے ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا شخص روزے کی قضاء کرے گا یا کفارہ ادا کرے گا

المستفتی: ۔رئیس احمد سبحانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں روزہ کی قضا لازم ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ ۵ / میں تحریر فرماتے ہیں کہ بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھا لیا تو صرف قضا فرض ہے۔

سوال میں قے کا مسئلہ ادھورا ہے اس لئے اسے بھی مکمل جان لیں قصداً بھر منھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقا روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہوگئی تو بھر منھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی ،نہ لوٹائی تو اگر بھر منھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگر چہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور بھر منھ ہے اور اس نے لوٹائی ، اگر چہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں ۔(بہار شریعت حصہ پنجم ۔۔)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(روزہ کی منت ماننے کے بعد طبیعت خراب ہوگئی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں نے منت اپنی بیٹی کے صحت کے لئے منت مانی تھی کہ ہر ماہ کے 28 تاریخ کو روزہ رکھونگی۔جب میں نے روزہ رکھا تو اتنی کمزور ہوگئی کہ کمزوری سے کانپنے لگی یعنی کانپ کر افطار کے لئے کھانا نکالا اور کانپ کانپ کر ہی افطار کی۔اور نماز پڑھنے کی ہمت نہ تھی۔اس وجہ سے اسکے بعد میں نے روزہ رکھنا بند کر دیا۔میرے منت کا کیا حکم ہوگا؟

المستفتی:۔محمد شہر یار خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولاً: بغیر شوہر کی اجازت کے روزہ کی منت نہ مانیں۔**ثانیاً:** اگر شوہر کی اجازت ہو تو اس قدر منت نہ مانیں جس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو۔**ثالثاً:** دن کی قید لگا کر یا تاریخ متعین کر کے منت نہ مانیں کیونکہ خواتین ہر ماہ ۲۸ ر تاریخ کو روزہ رکھنے کے لائق نہیں ہوتی ہیں، بلکہ کچھ ایام ایسے بھی ہیں کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہوتا ہے۔لہٰذا منت ماننے سے پہلے سوچ سمجھ لیا کریں یا پھر اہل علم سے معلوم کر لیا کریں ارشاد ربانی ہے "فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

چونکہ منت پوری ہونے کی وجہ سے ہر ماہ کو ایک روزہ آپ پر واجب ہوگیا جس کا رکھنا لازم و ضروری ہے تو اگر اس دن بیماری یا ایام مخصوصہ کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتی ہیں تو دوسرے یا تیسرے دن یا جس دن ہو سکے روزہ رکھیں۔اور اگر اس قدر کمزوری لاحق ہے کہ مہینہ میں کسی دن روزہ نہیں رکھ سکتی

ہیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائیں یا ایک صدقۂ فطر کی مقدار (یعنی دوکلوسینتالیس گرام بتیس ملی گرام گیہوں یا اس کی قیمت) مسکین کو دیں۔

یہ بھی اس صورت میں ہے جب کہ صحیح معنوں میں طبیعت خراب رہتی ہو ورنہ یہ فدیہ کام نہ آئے گا بلکہ ترک واجب کی وجہ سے ساتھ ہی جھوٹ بولنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کی مرتکبہ ہونگی اور یوم آخرت عذاب الٰہی میں گرفتار ہونگی۔

فدیہ بھی اس صورت میں ہے جب کہ دوبارہ طبیعت ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو اور اگر فدیہ دینے کے بعد طبیعت ٹھیک ہوگئی تو فدیہ سے کام نہ چلے گا بلکہ اب روزہ ہی رکھنا ہوگا۔ (ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ روزہ کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(اگر پاخانہ نہ ہو تو روزہ میں گل منجن کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کو رمضان المبارک میں بغیر گل منجن کے پاخانہ نہ ہوتا ہو تو کیا گل منجن کرنے کی اجازت ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔(مولانا) عبید الرضا رکن مسائل شرعیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقیر کو کوئی بندہ آج تک ایسا نہ ملا جو حلفیہ یہ کہے کہ گل نہ کرنے کی وجہ سے مکمل پاخانہ بند ہو جاتا ہے البتہ لوگوں نے یہ بیان دیا ہے کہ کھل کر نہیں ہوتا ہے جب تک گل نہ کر لیا جائے تو کھل کر پاخانہ نہ ہونا عذر نہیں ہے جس کے لئے گل کی اجازت دی جائے۔

شریعت مطہرہ نے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے منع کیا ہے نہ کہ پورا مہینہ تو جس کو بھی کھل کر پاخانہ نہ ہوتا ہو وہ سحری سے پہلے اپنی ضرورت پوری کر لے یونہی بعد مغرب منجن کر کے حاجت پوری کر لے کوئی ممانعت نہیں اب یہ کہنا کہ دن میں بغیر گل کے پاخانہ نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ عذر ہے؟ نہیں ہوتا کوئی بات نہیں دن میں پاخانہ کرنا فرض وواجب تو ہے نہیں اور نہ ہی روزے کے شرائط میں سے ہے کہ نہیں کیا تو روزہ جاتا رہے گا یا مکروہ ہو جائے گا، پھر جو صبح وشام پاخانہ کر لے تو دن میں کرنے کی حاجت ہی نہ ہوگی، اور اگر دن میں ضرورت محسوس بھی ہوئی اور نہ کیا تو مغرب تک نہ مر جائے گا اور نہ ہی بیمار ہو جائے گا کہ اس کے لئے گل منجن کی اجازت دی جائے۔بہت سے ایسے لوگ ہیں جو دوران سفر یا کسی اور وجہ سے کئی کئی گھنٹے برداشت کر لیتے ہیں جب کہ انہیں بشدت پاخانہ کی حاجت

ہوتی ہے یہاں تو ہو ہی نہیں رہا ہے پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت جب لگے گا خودبخود باہر ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ روزے کی حالت میں گل منجن کرنا منع ہے اور اس سے روزہ جاتا رہے گا بلکہ اگر طلب پوری کرنے کے لئے کی جائے تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ کیونکہ یہ تمباکو ہے دیکھیں تمباکو کے ہر ڈبہ پر ہر پیکٹ پر تحریری اور تصویری دونوں طرح سے کینسر کے خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے اسی طرح گل کے ڈبے اور پیکٹ پر بھی خطرے سے آگاہ کیا گیا ہے جبکہ کولگیٹ وغیرہ پر ایسی کوئی تحریر نہیں ہے، تمباکو کو پیس کر گل بنایا جاتا ہے خاص طور سے بنگال کلکتہ وغیرہ میں کثرت سے تمباکو کی کھیتی اور گل بنانے کے کارخانے پائے جاتے ہیں لہذا جن حضرات کے نزدیک گل کرنا جائز ہے تو تمباکو کھانا بدرجہ اولی جائز ہونا چاہئے فقیر کے نزدیک یہ تمباکو ہے اسی لئے اس میں نشہ ہوتا ہے اور لوگ اس کو بطور عمل استعمال کرتے ہیں اس لئے اس کا حکم تمباکو (کھینی) کی طرح ہے جیسا کہ علامہ بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”تمباکو جسے کھینی کہا جاتا ہے منہ میں رکھنے کو روزہ توڑنے والا بتایا ہے گل بھی اسی قسم کی ہے کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اسلئے اس کا استعمال بھی مفسد صوم ہے۔ (فتاوی بحر العلوم جلد ۲ ص ۲۷۶)

لہذا روزے کی حالت میں گل کرنا مفسد صوم ہے اور یہ عذر پیش کرنا کہ پاخانہ نہیں ہوتا بغیر اسکے یہ ایک بہانا ہے، صرف اور صرف عمل (نشہ) لگا رہتا ہے، اگر اگر بالفرض مان لیا جائے کہ پاخانہ نہیں ہو رہا ہے جس سے تکلیف پہونچنے کا صحیح اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں انجکشن لگوا لے گل کی اجازت نہیں کیونکہ گل سے پاخانہ اسی وقت ہوگا جب عمل یعنی طلب پوری ہوگی اور طلب اسی وقت پوری ہوگی جب گل کے اجزا حلق سے نیچے اتریں اور جب اجزاء حلق سے نیچے اتریں گے تو روزہ جاتا رہے گا اور اسکی قضا لازم ہوگی اور اگر طلب ہی پوری کرنے کے لئے گل کیا تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔

بعض لوگوں کے نزدیک حالت روزہ میں گل منجن کی اجازت ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اگر کوئی تمباکو کھانے والا یا سگریٹ پینا والا کہے بغیر تمباکو یا سگریٹ کے میرا پاخانہ نہیں اترتا تو ان کے لئے کیا حکم ہوگا؟ کیا انہیں بھی اجازت دیں گے؟ یا پھر فدیہ کا حکم دیں گے؟ کیونکہ قضا تو رکھ نہیں سکتا کہ جب بھی رکھے گا یہی پریشانی لاحق ہوگی پھر یہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو کسی نہ کسی چیز کا عمل کرتا ہے عذر پیش کر کے طلب پوری کرے گا یا پھر چھوڑ دیگا اللہ تعالی ایسوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور گل منجن کی لت سے بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا شگر کا مریض روزہ چھوڑ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جسے شگر ہو کیا وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے؟ اگر چھوڑ سکتا ہے تو اس کا فدیہ کا ہوگا؟ **المستفتی:۔** جواد علی ساکی ناکہ ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شگر کے جو مریض ہوتے ہیں ان کے حالات الگ الگ ہوتے ہیں بعض لوگوں کا ہائی (زیادہ) ہوتا ہے بعض لوگوں کا لو (کم) ہوتا ہے جن کا ہائی ہوتا ہے انھیں تھرتھراہٹ اور گھبراہٹ سی محسوس ہوتی ہے اور یہ میٹھی چیز کھانے سے ہوتی ہے کبھی زیادہ خوراک لینے سے بھی ہائی ہوجاتا ہے ایسے لوگ احتیاط کے ساتھ روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ بھوکا ہونے کی وجہ سے ہائی نہیں ہونے پاتا اور بعض لوگوں کا کم یعنی لو ہوتا ہے انہیں چکر آنے لگتی ہے اور کچھ ہی وقت میں گر کر بیہوش ہوجاتے ہیں ایسی صورت میں انہیں کچھ میٹھی چیز کھلا دی جائے فوراً ہوش آجاتا ہے ایسے مریضوں کو روزہ رکھنا دشوار ہوتا ہے، اور یہ میری تحقیق ہے جو میں نے تحریر کی ہے۔ ہر ایک کو اپنا تجربہ اپنا لینا چاہئے، اگر کسی کے اندر اتنی طاقت پائی جاتی ہے کہ روزہ رکھ سکیں گے تو روزہ ضرور رکھیں اگر چہ کام میں کمی آئے اور اگر مسلسل نہیں رکھ سکتے ہیں تو ایک دن چھوڑ کر ایک دن رکھیں یا جس طرح ممکن ہو دو دن تین دن چھوڑ کر رکھیں اگر اس طرح بھی نہ رکھ سکتے ہوں تو جاڑوں کے موسم میں یعنی دسمبر اور جنوری میں روزہ رکھیں کیوں کہ اس ماہ میں سب سے چھوٹا دن ہوتا ہے پھر ٹھنڈی کی وجہ سے پیاس کی دقت نہیں ہوتی اس مہینے میں روزہ رکھیں ایسی صورت میں روزہ رکھنا فرض ہے فدیہ سے کام نہیں چلے گا۔ (ماخوذ از بہار شریعت ح ۵ روزے کا بیان)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

چونکہ بعض لوگوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہرگز نہیں، فدیہ صرف اور صرف اس شخص کے لیے ہے جو ضعیف ہونے کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی بڑھاپا آئے گا اُس کے لیے فدیہ کا حکم ہے نہ کہ ہر بیمار کے لئے اگر ایسا ہوتا پھر روزے کا مطلب کیا رہتا جس کو بھی تکلیف ہوتی فدیہ دے دیتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ماہ رمضان میں جتنا رکھ سکیں روزہ رکھیں بقیہ بعد رمضان موسم سرما میں قضا کریں فدیہ کی اجازت نہیں ہے، ہاں اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ موسم سرما یعنی ٹھنڈی کے موسم میں بھی نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی ٹھیک ہونے کی امید ہے تو فدیہ دے سکتا ہے ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کی خوراک ہے یا ایک شخص کا صدقہ فطر یہ سب گیہوں سے نیم (آدھا) صاع ،اور جَو سے ایک صاع ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰ /ص ۵۳۲ دعوت اسلامی)

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار ج ۳ /ص ۴۷۱ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں ”شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روز کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزے کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار فقیر کو دے۔(بہار شریعت ح ۵ /روزہ کا بیان)

لیکن اگر بعد میں بیماری جاتی رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو یہ فدیہ صدقہ نفل ہو جائے گا اور گزشتہ روزوں کی قضا رکھنی ہوگی۔(ایضا) واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔صدقہ فطر کی مقدار یعنی نصف صاع گندم کا وزن دو کلو سینتالیس گرام بتیس ملی گرام ہے اور ایک صاع جو کا وزن تین کلو تین سو انسٹھ گرام دو سو بتیس ملی گرام ہے۔(واحدی پہاڑہ)

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حائضہ کا روزہ چھوٹ جائے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان المبارک میں حیض کی بناء پر عورتوں سے جو دو تین یا پانچ روزے اور نمازیں چھوٹ جاتی ہیں ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ مفصل جواب قرآن وحدیث سے عنایت فرمائیں عین وکرم ہوگا **المستفتی**:۔محمد حامد رضا قادری بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض کی حالت میں روزہ رکھنا حرام ہے رمضان المبارک میں حیض آنے کی وجہ سے عورتوں سے جو روزے اور نمازیں ترک ہوتی ہیں ان دنوں کی نمازوں کی قضا نہیں ہے لیکن روزوں کی قضا اور دنوں میں فرض ہے کہ اگر روزوں کی قضا نہیں کرے گی تو گنہگار ہوگی جیسا کہ مختصر القدوری میں ہے ”والحیض یسقط عن الحائض الصلوۃ ویحرم علیہا الصوم وتقضی الصوم ولا تقضی الصلوۃ“ (مختصر القدوری باب الحیض)

اور اسی طرح سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حالت حیض میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہے اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم حیض ونفاس کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا ضعیفہ کا روزہ دوسری عورت رکھ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ضعیف عورت ہے اسکا پہلے کا بھی روزہ چھوٹ گیا ہے عمر ۵۵؍ کے پار ہے اب طاقت نہیں ہے، ان کے گھر کی عورت نے پوچھا ہے کہ انکا روزہ دوسری عورت رکھ سکتی ہے یا پھر فدیہ دیا جائے گا؟ اور کتنا فدیہ دینا ہوگا؟ رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔حافظ نسیم احمد اشرفی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ضعف درازگی عمر کی وجہ سے ہے یعنی اتنی عمر ہو چکی ہے جو حقیقتاً روزہ کی قدرت نہ رکھتی ہو اور نہ آئندہ طاقت کی امید ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایسی ضعیفہ روزہ چھوڑ دے اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ ادا کرے یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ 612)

بدائع الصنائع جلد ثانی صفحہ 97 میں ہے" وکذا کبر السن حتی یباح للشیخ الفانی ان یفطر فی شھر رمضان لانہ عاجز عن الصوم وعلیہ الفدیۃ عند عامۃ العلماء بقول تعالیٰ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ومقدار الفدیۃ مقدار صدقۃ الفطر وھو ان یطعم عن کل یوم مسکینا مقدار ما یطعم فی صدقۃ الفطر"(بحوالہ فتاوی اکرمی جلد اول صفحہ 195)

ہاں اگر بعد میں بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہوگئی تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اگر نہیں رکھے گی

تو گنہگار رہوگی اور وہ فدیہ نفل ہو جائے گا یعنی نفل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(عورت کا حمل ضائع ہو جائے تو کتنے دن بعد روزہ رکھ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے جو دو ماہ سے حاملہ تھی اور وہ نقصان ہو گیا اور نقصان ہوئے بیس دن ہو گیا ہے؟ تو وہ عورت اس حالت میں روزہ رکھ سکتی ہے کہ نہیں؟

المستفتی:۔محمد ممتاز نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ عورت غسل کر کے نماز شروع کر دے اس لیے کہ اسقاط حمل دو ماہ میں ہوا ہے اور دو ماہ میں کوئی عضو نہیں بنتا ہے تو یہ استحاضہ ہے اور اگر عضو بن جانے کے بعد اسقاط حمل ہوتا تو خون نفاس ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حمل ساقط ہو گیا اور اگر اس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے ہاتھ پاؤں انگلیاں تو یہ خون نفاس ہے حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عضو بنا تھا یا نہیں نہ یہ یاد ہے کہ حمل کتنے دن کا تھا کہ اس سے عضو کا بننا نہ بننا معلوم ہو جاتا ہے یعنی چار مہینے ہو گئے ہیں تو عضو کا بن جانا قرار دیا جائے گا اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کو جاری ہو گیا تو اسے حیض کے حکم میں سمجھے کہ حیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن کے بعد۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم ۸۷ /قادری گھر) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا بیمار شخص روزہ چھوڑ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بہت کمزور ہے اگر کچھ نہ کھائے پیئے تو بیمار ہو جاتا ہے جس کا تجربہ ہے نیز بھوکا رہنے کے سبب بی پی بہت لو ہو جاتا ہے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔عبدالعزیز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ارشاد باری تعالیٰ ہے" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ-وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ- اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔(کنزالایمان،سورۃ بقرۃ آیت ۱۸۳ / تا ۱۸۴)

اگر زید کو صحتیاب ہونے کی امید ہے تو ہرگز فدیہ دینا جائز نہیں اور نہ روزہ کی قضا کا بوجھ سر سے اترے گا ہاں اگر سال کے چھوٹے دنوں میں بھی قضا نہیں رکھ سکتا اور صحتیاب ہونے کی امید نہیں تو فدیہ دے جیسا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہے اور اسی طرح علامہ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں رقم طراز ہیں بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک ہونے کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے صحتیاب ہونے کے بعد روزہ رکھے۔(بہار شریعت ح پنجم ص ۱۰۰۴)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے کا گمان غالب ہو تو اذن ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے پھر اسکی قضا اسی طرح پورا رمضان بیمار رہا تو جب ٹھیک ہو روزوں کی قضا کرے محض فدیہ کافی نہ ہوگا روزوں کے بدلہ فدیہ اس صورت میں ہے کہ بدن میں اتنی طاقت نہ رہی کہ روزہ رکھے اور مستقبل میں صحتیاب نہ ہونے کا یقین ہو تو فدیہ ادا کرے۔ (بہار شریعت ح ۵ ص ۱۰۰۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالثاقب محمد جواد القادری واحدی

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَلَا تُبَاشِرُوۡھُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ فِی الۡمَسٰجِدِ)

اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔(سورہ بقرہ ۱۸۷)

اعتکاف کا بیان

۱۲/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(معتکف کو کیا کیا کرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اعتکاف کے بارے میں کچھ حوالے کے ساتھ جواب عنایت کر دیں نیز اعتکاف میں کیا کیا کرنا چاہیے جواب عنایت کر دیں مہربانی ہوگی نوازش ہوگی کرم ہوگا **المستفتی**: ۔محمد ارشاد خان قادری شہر بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ارشاد ربانی ہے"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔(سورہ ذریت ۵۶)

اللہ تبارک وتعالٰی کی بندگی اور اس کے احکام کو بجالانے کو عبادت کہتے ہیں انہیں عبادتوں میں اعتکاف بھی ہے،عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔(شرح صحیح مسلم ص ۲۲۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رفیق اعلی سے جا ملے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا،،وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام نیکیاں کیں،(ابن ماجہ)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اعتکاف میں کئے جانے والے اعمال:

1.نماز پنجگانہ کی تکبیر اولی کے ساتھ پہلی صف میں صف بندی کریں(2) عمامہ شریف باندھ کر نماز پڑھیں(3) روزانہ کم سے کم 3 پارے قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ اعتکاف ختم ہوتے ہوتے ایک قرآن ختم ہو جائے(4) قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کنزالایمان سے مطالعہ کرے(5) مقررہ وقت میں علمائے اہل سنت کی کتابوں کا مطالعہ کرے جس سے علم حاصل ہو(6) اگر ممکن ہو سکے تو چند مخصوص لوگوں سے مقررہ اوقات میں پند و نصیحت کی باتیں کرے(7) مخصوص وقت میں درود شریف کا ورد کریں(8) رات میں نوافل کی کثرت کریں(9) ہر کام سنت کے مطابق کریں(10) نماز تہجد، چاشت، اشراق، اوابین وغیرہ نوافل پڑھیں(11) اگر ذمہ میں قضا نمازیں باقی ہیں تو انھیں ادا کرے(12) توبہ و استغفار کرے(13) اپنے اور پورے امت مسلمہ کے فلاح و بہبود کی دعاء کرے(14) اپنی زندگی میں انقلاب پیدا ہونے اور ساری زندگی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرنے اور موت کے وقت ایمان پر خاتمہ ہونے کی دعا کریں۔ان شاءاللہ عزوجل اعتکاف میں مذکورہ بالا اعمال کرنے سے ہم نیکیوں کا ذخیرہ اپنے دامن میں اکٹھا کرلیں گے اور ہمیں عبادت میں لطف بھی آئے گا.اللہ تبارک وتعالٰی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں ان تمام اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کتبہ

صبغت اللہ فیضی نظامی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا معتکف اذان دے سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا معتکف اذان دے سکتا ہے؟

المستفتی:۔ عبدالرزاق راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معتکف اذان دے سکتا ہے اس میں شرعا کوئی حرج نہیں حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر معتکف مؤذن ہے تو اذان کہنے کے لئے منارہ پر باہر سے بھی جا سکتا ہے اور اگر منارہ پر جانے کے لئے اندر سے ہی راستہ ہو تو غیر مؤذن بھی جا سکتا ہے مؤذن کی کیا تخصیص۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۱۰۲۴)

فتاوی امجدیہ میں ہے "فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لئے ہے مثلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا فنائے مسجد اس معاملے میں حکم مسجد میں ہے اذان یا اعلان سحری کے لئے فنائے مسجد میں جا سکتا (جلد اول صفحہ ۳۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(معتکف کا مدرسہ میں جانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب مسجد میں اعتکاف بیٹھنا چاہتے ہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ مسجد اور مدرسہ ملا ہوا ہے مدرسے میں پروگرام ہو تو کیا امام صاحب مدرسے میں جا سکتے ہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:** ۔عبدالحفیظ رضوی جامع مسجد اترولہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام صاحب اگر اعتکاف میں بیٹھتے ہیں تو اس صورت میں امام صاحب مدرسہ کے پروگرام میں نہیں جا سکتے ہیں اور اگر مسجد سے باہر تشریف لے گئے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے کہ فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لئے ہے مثلا جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بلا اجازت شرعیہ اگر نکل کر باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا اور فنائے مسجد اس معاملہ میں حکم مسجد میں ہے۔(جلد اول ص ۳۹۹)

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ معتکف مسجد اور فنائے مسجد میں جا سکتا ہے مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ایک طبعی دوسرا شرعی طبعی عذر یہ ہیں جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجاء، فرض غسل و وضو جب کہ غسل و وضو کی جگہ مسجد میں نہ بنی ہو تو مسجد سے باہر جا سکتا ہے عذر شرعی عید یا جمعہ کی نماز کیلئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو۔(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۰۰)

اس روشنی میں تقریر کرنے کیلئے مسجد سے باہر جانا عذر شرعی نہیں ہے اس لئے حالت اعتکاف میں تقریر کیلئے مسجد سے باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا عورت اعتکاف کرسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت اعتکاف کرسکتی ہے یا نہیں جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں؟

المستفتی: محمد مشرف رضا رضوی ازہری پورنوی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کے لئے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ ہے اگر عورت اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ گھر میں ہی اس جگہ اعتکاف کا اہتمام کرے جہاں وہ پنجوقتہ نمازیں ادا کرتی ہے۔ اگر گھر میں نماز ادا کرنے کی خاص جگہ مقرر نہیں ہے تو کوئی جگہ مخصوص کرلے اور اس جگہ کو پاک وصاف رکھے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " و المرأة تعتكف في مسجد بيتها اذا اعتكفت في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في الرجل... فيصح من المرأة والعبد بأذن المولى والزوج ان كان لها زوج كذا في البدائع "اھ

(فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۱)

اور بہار شریعت میں ہے کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لئے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔(بہار شریعت ج ا/ص ۱۰۲۲/اعتکاف کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا معتکف فنائے مسجد میں جا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا معتکف وضو یا غسل کر سکتا ہے جبکہ وضو یا غسل اس پر فرض نہ ہو؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:**۔نظام الدین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وضو خانہ یا غسل خانہ فنائے مسجد میں ہے تو بیشک کر سکتا ہے۔جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ"فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لئے ہے مثلا جو تا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا فنائے مسجد اس معاملے میں حکم مسجد میں ہے اذان یا اعلان سحری کے لئے فنائے مسجد میں جا سکتا ہے۔(فتاویٰ امجدیہ جلد ۱/ ۳۹۹)

اور اگر غسل خانہ خارج مسجد ہے تو جب تک فرض نہ ہو وضو و غسل معتکف نہیں کر سکتا اگر مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔(عامہ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا معتکف والدہ کی تجہیز وتکفین میں جاسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ معتکف مسجد میں اعتکاف میں تھا اور اس کی ماں کا انتقال ہوگیا اور وہ شخص مسجد سے نکل کر تجہیز وتکفین میں شامل ہوا مسجد سے معتکف کا تقریباً تیس کلومیٹر ہے اب اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے مع حوالہ جواب عنایت کریں۔ **المستفتی:۔محمد شبیر ثقافی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں اعتکاف جاتا رہا کہ دوران اعتکاف تجہیز وتکفین کے لئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے لہذا اس کی قضا کرے گا جیسا کہ فتاوی بریلی شریف میں ہے کہ اگر معتکف جنازہ والدین وغیرہ کے لئے نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " ولو خرج لجنازۃ یفسد اعتکافه و کذا صلاته اولو تعینت علیه او لانجاء الغریق او الحریق او الجهاد اذا کان النفیر عاما او لاداء الشهادة هکذا فی التبیین"

(ج ا رص ۲۳۴ رمطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور حضرت صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا اور ہوا یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا جنازہ کے لئے گیا اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔(بہار شریعت ج ا رص ۱۰۲۵ رمطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

ہاں فقہائے کرام نے اس کی ایک صورت رکھی اگر ایسی مجبوری ہو تو اعتکاف توڑ دے اس دن

کی قضا کرے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ "لو شرع فی المسنون اعنی العشر الأواخر بنیة ثم افسدہ قضی الیوم الذی افسدہ لاستقلال کل یوم بنفسه" اھ

(ج ا رص ۵۰۰ / ۵۰۱)

اور بہار شریعت میں ہے کہ اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لئے بیٹھا تھا اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔

(بہار شریعت ج ا رص ۱۰۲۸)

اور مفتی وقار الدین رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں معتکف اگر بھول کر مسجد سے نکل گیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائیگا، اب صرف اس دن کے اعتکاف قضاء کرنا ہوگی۔ (وقار الفتاوی ج ا رص ۴۳۴)

واللہ اعلم باالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا معتکف جنازہ کی نماز پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ معتکف نماز جنازہ ادا کرسکتا ہے کہ نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:** ساجد علی سانگلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معتکف جنازہ کی نماز نہ پڑھ سکتا ہے نہ پڑھا سکتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں اور باہر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا فتاوی عالمگیری میں ہے"ولو خرج لجنازۃ یفسد اعتکافہ و کذا صلاتہا ولو تعینت علیہ او لانجاء الغریق او الحریق او الجہاد اذا کان النفیر عاما او لاداء الشہادۃ ھکذا فی التبیین"(ج۱ص۲۳۴)

اورعلامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں کہ اگرڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لئے مسجد سے باہرگیایا گواہی دینے کے لئے گیایاجہاد میں سب لوگوں کا بلاوااور ہوایہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا جنازہ کے لئے گیا اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہوتو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔(بہارشریعت اعتکاف کابیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیرتاج محمدقادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حالت اعتکاف میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک میں عورت اعتکاف میں ہو اور حالت اعتکاف میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔رجب علی نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت کو حالت اعتکاف میں حیض آجائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے :ولو حاضت المرأة فی حال الاعتکاف فسد اعتکافها لان الحیض ینافی اهلیة الاعتکاف لمنافاتها الصوم لهذا منعت من العقاد الاعتکاف فتمنع من البقاء۔(بدائع الصنائع، جلد ۲،ص ۱۱۶،کتاب الاعتکاف)

لہذا رمضان المبارک میں عورت اگر اعتکاف میں بیٹھی تھی اور اسی درمیان میں حیض آگیا تو چونکہ اعتکاف فاسد ہو گیا اس لیے عورت اعتکاف چھوڑ دے۔ پھر حیض سے پاک ہونے کے بعد روزے کے ساتھ قضا کرے، کیونکہ اس صورت میں بھی قضا لازم ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی،ان میں بھی قضا واجب ہے۔(بہار شریعت عوت اسلامی، جلد اول، حصہ ۵،ص ۱۰۲۹)

اور اس صورت میں جس دن کا اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس ایک دن کی قضا اس کے ذمے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

واجب ہوگی۔اور اگر طاقت ہو تو پورے دس دنوں یا بقیہ دنوں کے اعتکاف کی روزے کے ساتھ قضا کرے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(کیا خواتین انجکشن سے حیض روک کر اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا خواتین حیض روکنے کے لئے ٹیبلٹ یا انجکشن استعمال کرکے اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ **المستفتی**:۔محمد حسنین رضا پیلی بھیت شریف اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض منجانب اللہ ہے روکنے کے لئے دوا کا استعمال کرنا منع ہے کیونکہ اس سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے جیسا کہ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ اسلام اس فعل کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ حیض کے خون کو روک لینا صحت کے لئے بہت مضر ہے اس سے بہت سی بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔(بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد ۱ صفحہ ۴۷۷)

لیکن اگر کوئی دوا کا استعمال کرکے اعتکاف بیٹھے تو اعتکاف ہو جائے گا اور روزہ رکھنا یونہی نماز پڑھنا بھی فرض ہو جائے گا کیونکہ دم (خون) حیض کا آنا ہی نماز و روزہ اعتکاف وغیرہ کو روکتا ہے ہدایہ میں ہے"والحیض یسقط عن الحائض الصلاۃ ویحرم علیہا الصوم" (باب الحیض والاستحاضۃ ج ۱ صفحہ ۶۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا اعتکاف میں بیٹھنے کیلئے بالغ ہونا شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اعتکاف کے لئے بالغ کا ہونا شرط ہے کیا براہ کرم جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد شفیق اللہ رضوی مظفر پور (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعتکاف کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ سمجھدار بچہ بھی بیٹھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت علاء الدین أبو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ تحریر فرماتے ہیں:وأما البلوغ فليس بشرط لصحة الاعتكاف فيصح من الصبي العاقل؛ لأنه من أهل العبادة، كما يصح منه صوم التطوع"(بدائع الصّنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الاعتکاف، المجلد الثالث، ص۱۰دار الحدیث قاھرہ)

حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں اللہ عزوجل کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لئے مسلمان،عاقل اور جنابت وحیض نفاس سے پاک ہونا شرط ہے ،بلوغ (بالغ ہونا) شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔(بہار شریعت حصہ ۵/صفحہ ۱۰۲۰/ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(ماہ رمضان میں گھر میں اعتکاف کرسکتے ہیں یا نہیں؟)

اَلسَلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان میں اعتکاف گھر میں بیٹھ سکتے ہیں کہ نہیں جواب عنایت فرمائے؟ **المستفتی**:۔محمد گلبہار عالم رضوی کھمار پوکھرا تردینا چھور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

سوال میں یہ ذکر نہیں ہے کہ گھر میں اعتکاف میں عورت بیٹھے گی یا مرد اگر عورت بیٹھے گی تو جائز ہے اگر مرد بیٹھے گا تو جائز نہیں فتاوی عالمگیر میں ہے: جس مسجد میں اذان اور اقامت ہوتی ہو وہاں اعتکاف جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔اور سب سے افضل یہ ہے کہ مسجد الحرام میں اعتکاف کرے پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پھر بیت المقدس پھر جامع مسجد پھر اس مسجد میں جہاں جماعت بڑی ہوتی ہو۔اور عورت اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کی جگہ ہے وہیں اعتکاف کرے اور اسی جگہ اعتکاف کرنا اس کے حق میں ایسا ہے جیسے مرد کے واسطے مسجد میں اعتکاف کرنا ہے۔اور اگر اس کے گھر میں کوئی جگہ نماز کی مقرر نہ ہو تو کسی جگہ نماز کے واسطے مقرر کرلے اور وہیں اعتکاف کرے۔(فتاوی عالمگیری جلد دوم صفحہ نمبر ۳۳، کتاب الصوم)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی کشن گنج

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(آخری عشرہ سے پہلے اعتکاف میں بیٹھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر عورت عدت میں بیٹھی ہو اور ۲۳ روزے کو اس کی عدت پوری ہو رہی ہے اور وہ رمضان کے اعتکاف میں بیٹھنا چاہتی ہے اگر ۱۰ روزے سے وہ اعتکاف میں بیٹھنا چاہے اور بیس روزے کو نکلنا چاہے تو وہ نکل سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں رہنمائی فرمائیے گا۔

المستفتی:۔ محمد فیضان علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عدت کی حالت میں بھی رمضان المبارک کے مہینے میں اعتکاف کرنا چاہتی ہیں تو کرسکتی ہیں ۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **ولو کانت المراۃ معتکفۃ فی المسجد فطلقت لھا ان ترجع الی بیتھا وتبنی علی اعتکافھا کذا فی التبیین**،،اھ(ص ۲۱۲ ج۱)

سنت مؤکدہ اعتکاف رمضان المبارک کی پچھلی دس تاریخوں میں کیا جاتا ہے اور اگر نفلی اعتکاف کرنا چاہتی ہیں تو وہ دس سے بیس رمضان تک بھی کرسکتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ اپنے شوہر ہی کے گھر میں اعتکاف کرے جہاں وہ نماز پڑھتی ہیں۔مزید تفصیلات کے لئے بہار شریعت حصہ پانچ (۵) اعتکاف کا بیان کا مطالعہ فرمائیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(وَ اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَ الۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ)

اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔(سورہ بقرہ ۱۹۶)

حج وعمرہ کا بیان

۲۶/فتوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(عمرہ کرنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عمرہ کیسے کریں برائے کرم آگاہ فرمائیں وہ حضرات جو اس شرف سے مشرف ہو چکے ہوں۔ **المستفتی:** عبدالرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

مقررہ دنوں (یعنی اَیّامِ حج) کے علاوہ مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں یعنی میقات سے احرام باندھنا، دو نفل نماز پڑھنا اور عمرہ کی نیت کے بعد تلبیہ، طواف، سعی اور حلق کرانا عمرہ کہلاتا ہے۔

عمرہ کے فرائض: عمرہ کے دو فرائض ہیں (۱) حدودِ حرم کے باہر سے احرام باندھنا (۱) طواف کرنا یہ چھوٹ جائیں تو عمرہ باطل ہو جاتا ہے۔

عمرہ کے واجبات: صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا حلق (سر کے بال منڈوانا) ہے یا قصر (سر کے بال کم کرنا) یہ چھوٹ جائیں تو بکرا بطور دم دینا پڑتا ہے۔

احرام کا طریقہ: احرام باندھنے سے قبل جسم کی ظاہری صفائی کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیے ناخن تراشیں، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں، مونچھیں اور داڑھی درست کریں اس کے بعد جسم کو اچھی طرح مَل کر نہائیں۔ خوشبو لگائیں پھر مرد سلا ہوا کپڑا اتار کر بغیر سلی ہوئی ایک چادر کا تہہ بند ناف کے اوپر سے باندھیں اور ایک چادر کندھوں سے اوڑھ لیں، سر ننگا رکھیں اور دونوں بازو ڈھانپ لیں۔ خواتین اپنے کپڑوں میں ہی احرام کی نیت کریں۔

احرام کی نیت:۔احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز احرام کی نیت سے ادا کریں۔سلام پھیر کر احرام کی نیت کرتے ہوئے اپنی زبان سے کہیں۔اَللّٰھُمَّ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ فَتَقَبَّلْھَا مِنِّی ’’الٰہی میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور میں نے احرام باندھ لیا ہے اسے میری طرف سے قبول فرما۔

عمرہ کی نیت:۔احرام کی نیت باندھنے کے فوراً بعد مرد سر ننگا کر کے اور عورتیں سر ڈھانپ کر نیت کریں۔عمرہ کی نیت کے مسنون الفاظ یہ ہیں:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھَالِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا اللّٰہِ تَعَالٰی ’’اے اللہ میں نے عمرہ کا ارادہ کیا اس (کی ادائیگی) کو میرے لئے آسان فرما اور مجھ سے قبول کرلے اور اس کے ادا کرنے میں میری مدد فرما۔اور اِس میں میرے لئے برکت عطا فرما۔میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔

تلبیہ:۔نیت کرتے ہی مرد ذرا بلند آواز سے جبکہ خواتین آہستہ آواز سے تین بار تلبیہ پڑھیں،تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ،لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ،اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ،لَا شَرِیْكَ لَكَ ’’میں حاضر ہوں،یا اللہ میں حاضر ہوں،میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں،بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی،تیرا کوئی شریک نہیں۔

دعا:۔تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھیں اور پھر یہ دعا مانگیں:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ ’’اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی اور جہنم سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔

اس کے بعد اور جو دعائیں چاہیں مانگیں،اب آپ پر احرام کی پابندیاں شروع ہوگئی ہیں لہٰذا ہمہ وقت ان پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھتے رہیں۔سفرِ آخرت کو یاد کر کے

اپنے گناہوں پر دل سے تائب ہوں۔اللہ کی محبت وخشیت کو دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔

حرمِ مکہ میں داخل ہونے کی دعا: حرمِ مکہ میں نہایت ادب و احترام سے یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں: اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمَ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَآئِكَ وَاَھْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ''اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم ہے پس میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کردے۔اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل کردے اور مجھ پر نظرِ کرم فرما۔بے شک تو توبہ قبول کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

مسجد حرام (حرم شریف) میں داخل ہونے سے قبل تازہ وضو کریں پھر بڑے ہی والہانہ عشق و محبت، ذوق وشوق اور عجز و انکساری کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے اور دعائیں مانگتے ہوئے پہلے سیدھا پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ''پھر یہ نیت کریں کہ اے اللہ! میں جتنی دیر اس مسجد میں رہوں اتنی دیر کے لئے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

بیت اللہ پر پہلی نظر: مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جوں ہی بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو یہ کہیں: اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ'' اس کے بعد آپ ربّ کریم کے حضور ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں مانگیں کیونکہ یہ قبولیت کے خاص لمحات ہیں پھر آپ لبیک کہتے ہوئے کعبۃ اللہ کی طرف قدم بڑھائیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آکر طواف کی نیت کریں۔

طواف کی نیت: طواف سے قبل مرد حضرات (اضطباع کریں یعنی) اپنا سیدھا بازو چادر سے باہر نکال لیں اور حجر اسود یا اس کی سیدھ میں بنی ہوئی فرش کی کالی پٹی کے بائیں طرف کھڑے ہو کر خانہ کعبہ

کی طرف منہ کر کے ان الفاظ میں نیت کریں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ اللهِ تَعَالٰی عزّوجل" اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کا طواف کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ پس تو اسے مجھ پر آسان فرما دے اور میری طرف سے سات چکروں کے (طواف) کو قبول فرما۔ جو محض تجھ یکتا عزوجل کی خوشنودی کے لئے (اختیار کرتا ہوں)۔

اِستِلام (حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا اشارے سے چومنا): طواف کی نیت کے بعد کالی پٹی کے اوپر آئیں اور حجر اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اُٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہیں: بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ" اور ہاتھ چھوڑ دیں، ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لیں اور اَللّٰهُمَّ اِیْمَانًا بِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ کہتے ہوئے کعبہ تک بڑھیں۔

طواف کی دعا: اب کالی پٹی پر کھڑے کھڑے ہی اپنا رخ اس طرح تبدیل کریں کہ کعبۃ اللہ آپ کے بائیں طرف ہو اور درج ذیل دعا پڑھنے کے بعد مرد رمل کرتا (اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئی) آگے بڑھے جبکہ عورتیں رمل نہیں کریں گی۔ دُعا یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ "

نوٹ: اگر طواف کی دعا یاد نہ ہو تو پھر سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفار یا کلمہ شہادت کا ورد جاری رکھیں، اس طرح چلتے چلتے جب آپ دوبارہ کالی پٹی پر پہنچیں گے تو ایک چکر مکمل ہوگا، تین چکر کے بعد رمل بند کر دیں اور باقی چار چکر اپنی عام رفتار سے چلیں۔

طواف اور اضطباع کا اختتام: سات چکر پورے ہونے کے بعد ایک مرتبہ پھر استلام یا استلام کا اشارہ کر کے طواف ختم کر دیں اور اضطباع بھی ختم کر دیں یعنی سیدھا کاندھا بھی ڈھک لیں۔

دو رکعت نماز: مقام ابراہیم پر یا جہاں آسانی سے جگہ مل سکے طواف کے بعد دو رکعت واجب نماز

ادا کریں اور پھر دعا کریں۔

مقام ملتزم:۔اس کے بعد آپ مقام ملتزم (حجر اسود سے باب کعبہ تک کی ۸ رفٹ دیوار) پر جا کر (اگر جگہ مل جائے) دعا کریں، یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں پر بڑی عاجزی سے دیوار سے لپٹ کر دعا مانگتے تھے۔

آب زم زم پینے کی دعا:۔مقام ملتزم سے فارغ ہونے کے بعد زم زم کے پاس آئیں کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے کھڑے بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں جتنا پانی پی سکیں پئیں پھر الحمد اللہ کہیں اور یہ دعا مانگیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ عِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ''اے اللہ میں تجھ سے وسیع رزق اور نفع رساں علم اور ہر ایک بیماری سے شفا کا طلب گار ہوں۔

سعی کی نیت:۔آبِ زم زم پینے کے فوراً بعد یا پھر تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد صفا و مروہ میں سعی کے لئے پہلے حجر اسود پر آئیں اور حسبِ سابق استلام کے بعد باب صفا کی جانب روانہ ہوں، دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے یہ دعا کریں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِّوَجْھِكَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان محض تیری خوشنودی کے لئے سات چکروں سے سعی کرتا ہوں پس اِسے میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے وہ قبول فرما۔

سعی (ہر چکر) شروع کرنے کی دعا:۔جب نیت اور دعا سے فارغ ہو جائیں تو پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کریں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ہر چکر کے شروع میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

صفا و مروہ پر چڑھنے کی دعا:۔اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ”بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے، اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبر دار ہے۔ (کنزالایمان، پارہ ۲/سورہ بقرہ ۱۵۸)

صفا و مروہ سے اترنے کی دعا: ۔جب آپ صفا یا مروہ سے اتریں تو اترتے وقت یہ دعا کرتے رہیں۔ اَللّٰھُمَّ اسۡتَعۡمِلۡنِیۡ بِسُنَّۃِ نَبِیِّكَ صلی الله علیه وآله وسلم وَتَوَفَّنِیۡ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاَعِذۡنِیۡ مِنۡ مُّضِلَّاتِ الۡفِتَنِ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ ”اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی سنت کا تابع بنا دے اور مجھے آپ کے دین پر موت عطا کر اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ دے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کریں: ۔صفا کی سیڑھیوں سے اترتے ہی آپ کے سفر کا آغاز مروہ کی طرف شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مروہ کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں۔ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ ”اللہ پاک ہے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں، مگر اللہ کی مدد سے، جو بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

اگر مذکورہ دعا آپ کو زبانی یاد نہ ہو تو پھر دیگر اذکار مثلاً سُبۡحَانَ اللّٰهِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، اِسۡتِغۡفَار (اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه) یا درود شریف کا ورد جاری رکھیں۔

صفا سے مروہ تک جانے کو ایک چکر اور مروہ سے صفا تک واپس آنے کو دوسرا چکر کہتے ہیں۔ اِس طرح ساتواں چکر مروہ پر آ کر ختم ہوتا ہے۔ ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پہنچیں تو ہاتھ اُٹھا کر قبلہ رُخ ہو کر دُعا کریں۔ ساتویں پھیرے کے بعد اَب سعی ختم ہو گئی آخر میں قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کریں۔

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

حلق یا تقصیر اور تکمیل عمرہ: ۔جب ساتویں سعی مروہ پر جا کر ختم ہوتی ہے تو عمرہ کے تمام افعال مکمل ہو جاتے ہیں ۔اب مسجدِ حرام سے باہر آئیں ۔مرد حضرات حلق (سارے بال منڈوانا) یا تقصیر (نشانی کے طور پر کچھ بال کتروانا) کرائیں اور خواتین سر کے پچھلے حصے سے صرف ایک پور کے برابر بال کاٹیں ۔

اب الحمدللہ آپ کا عمرہ مکمل ہوگیا، آپ پر احرام کی پابندی ختم ہوگئی اپنی رہائش گاہ پر جا کر احرام اتارا جا سکتا ہے ۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اسے اپنی عظیم بارگاہ میں قبول فرمائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(عمرہ کرنے آسان کا طریقہ؟)

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد سلام عرض ہے کہ عمرہ کا آسان طریقہ تحریر فرمادیں جو مختصر ہو اور مع اعراب ہو تاکہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو دیگر کتابوں میں بہت طویل ہے جس سے دشواری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے۔آمین **المستفتی:** عبداللہ قادری واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا'' بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔

(کنزالایمان،پ ۲/سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

یاد رہے کہ سفر حج یا عمرہ کے لئے ایک عالم دین کو ساتھ ضرور لے لیں تاکہ ان سے مسائل شرعیہ معلوم کرسکیں اور اگر کوئی عالم دین ساتھ نہ ہو تو فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی صاحب علیہ الرحمہ کی ''حج وزیارت'' نامی کتاب ضرور رکھ لیں پھر اس سے مدد حاصل کرتے رہیں۔

گھر سے نکلنے سے پہلے لوگوں کے حقوق ادا کردیں اور اگر ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو معاف کرالیں،گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرلیں،آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرلیں،عزیزوں دوستوں سے اپنے قصور معاف کرالیں اور ضرورت کے سامان کو اکٹھا کرلیں،پھر روانگی سے پہلے مکان کے اندر مکروہ وقت نہ ہو تو چار رکعت نفل نماز پڑھیں پہلی رکعت میں ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور دوسری

میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اور تیسری میں ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور چوتھی میں ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھنا بہتر ہے، پھر نماز کے بعد دعائیں مانگے اور درود کی کثرت کرتا ہوا گھر سے روانہ ہو جائے پھر محلہ کی مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں ''قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور دوسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے، کتابوں میں ہر موقع پر دعائیں لکھی ہیں اور سب دعاؤں کا یاد کرنا دشوار ہے اس لئے دعاء کے بجائے کثرت سے نبی کریم علیہ السلام پر درود پڑھتا رہے، اور لوگوں سے مصافحہ و معانقہ کرتا ہوا دعائیں دیتا ہوا اور دعائیں لیتا ہوا لوگوں کو اللہ کے سپر کر کے جب گاڑی وغیرہ پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے ''سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ'' پھر جب جہاز پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے ''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ'' یاد رہے کہ جب آپ اپنے وطن سے نکلیں تو نماز میں قصر کریں یعنی ظہر، عصر، اور عشا چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھیں کہ دو رکعت پڑھنا واجب ہے اگر چار رکعت پڑھیں گے تو گنہگار ہوں گے، فجر، مغرب، وتر اور سنت میں قصر نہیں موقع ملے تو پورا پڑھے اور اگر موقع نہ ملے تو معاف ہیں ۔

پھر آگر آپ کو پہلے مدینہ شریف جانا ہے تو وہاں بھی قصر ہی سے پڑھے کہ وہاں آٹھ دن سے زیادہ رہنے نہیں دیا جاتا، ہاں اگر پہلے مکہ معظمہ جانا ہے تو مکہ پہونچنے کے بعد قصر نہ کرے کہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنا رہتا ہے اور جب پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر پڑھنا جائز نہیں بلکہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر صرف عمرہ کے لئے گئے ہیں تو وہاں بھی قصر کریں کہ وہاں بھی ایک ہفتہ ہی رہنا ہوگا۔

نوٹ :۔ یاد رہے کہ قصر اس وقت آپ کو کرنی ہے جب آپ تنہا پڑھیں یا مسافر امام نماز پڑھائے اور اگر نماز پڑھانے والا مسافر نہیں ہے تو آپ کو بھی امام کے ساتھ چار رکعت ہی پڑھنی ہوگی مگر یاد رہے کہ کسی بدعقیدہ کے پیچھے نہ پڑھیں۔

اگر پہلے مدینہ شریف جانا ہے تو دعاء پڑھ کر جہاز پر سوار ہو جائیں اور کثرت سے درود شریف

پڑھتے رہیں، اور اگر پہلے مکہ معظمہ جانا ہے تو جہاز اڈے پر سنت کے مطابق احرام باندھ لیں یعنی بغیر سلا ہوا ایک کپڑا لنگی کے طور پر باندھ لیں اور ایک چادر بدن پر ڈال لیں مگر ابھی کندھا کھولے نہیں۔ (عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں)

احرام باندھنے کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو سر ڈھانپ کر احرام کی نیت سے دو رکعت نماز نفل پڑھے پہلی رکعت میں ''قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' اور دوسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سر سے چادر ہٹا لے اور اسی جگہ بیٹھے ہوئے نیت کرے ''اے اللہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اسے میری طرف سے قبول فرما لیکن بہتر یہ ہے کہ ابھی نیت نہ کریں بلکہ بلا نیت احرام کا کپڑہ پہن کر جہاز پر سوار ہو جائیں جب جہاز میقات کے قریب پہونچتا ہے تب اعلان کر دیا جاتا ہے اس وقت احرام کی نیت کریں۔

زبان سے کہہ لے تو بہتر ہے اور اگر زبان سے نہ کہا بلکہ دل ہی میں نیت کر لی تب بھی نیت پوری ہوگئی، نیت کے بعد درمیان آزاوز سے تین بار لبیک کہے ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ'' احرام کے لئے نیت اور ایک بار لبیک کہنا شرط ہے یعنی اگر لبیک نہ کہا یا لبیک کہا مگر نیت نہ کی تو احرام نہ ہوا

پھر جب مسجد حرام پہونچیں تو طواف وسعی کے لئے تیار ہو جائیں اور ادب کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے حرم شریف میں جائیں دعائیں یاد ہوں تو انہیں پڑھیں ورنہ درود شریف کی کثرت کرتے رہیں پھر جب پہلی بار کعبہ شریف پر نظر پڑے تو خوب دعائیں کریں کہ پہلی بار کعبہ شریف پر نظر پڑنے کے بعد جو دعاء کی جاتی ہے اللہ اسے قبول فرماتا ہے۔ اس لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو بہتر یہ ہے کہ اس طرح دعا کریں ''مولیٰ کریم میں جو جائز دعائیں جب بھی کروں اور جس کسی کے لئے کروں اسے قبول فرما'' پھر جو دعائیں مانگنا چاہے اپنے لئے جملہ مؤمنین مؤمنات کے لئے دعائے خیر کریں (اس فقیر تاج محمد قادری واحدی کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ حرمین شریفین کی زیارت نصیب

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

فرمائے) کہ یہ قبول ہونے کی گھڑی ہے پھر دعا کرے اور لبیک پڑھتے ہوئے باب السلام سے یا جہاں سے راستہ ملے مَطَاف (جہاں طواف کیا جاتا ہے اس) میں داخل ہوں، اس کے بعد اِضْطَبَاع کریں یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر داہنا مونڈھا کھول دیں اور اس کے دونوں کناروں کو بائیں مونڈھیں پر ڈالیں، پھر کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے نیت کرے {اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی} اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا (چاہتی) ہوں اس کو میرے لئے آسان کر اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔

نیت کرنے کے بعد کعبہ شریف کی طرف منھ کئے ہوئے اس طرح چلیں کہ کعبہ شریف بائیں ہاتھ کی طرف رہے کیوں کہ دل بائیں جانب ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے جب میرے گھر کا طواف کریں تو ان کا دل کعبہ سے قریب ہو جائے، پھر ذرا سا آگے بڑھیں گے تو حجر اسود کے مقابل ہو جائیں گے اب وہاں کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں پھر مصطفی علیہ السلام پر درود بھیجیں، اور میسر ہو سکے تو حجر اسود کا بوسہ لیں یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ بڑھا کر چوم لیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اِسْتِلَام کریں یعنی جہاں ہوں وہیں سے ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کرکے ہتھیلی کا بوسہ لے لیں۔

پھر استلام سے فارغ ہو کر طواف شروع کریں چونکہ یہ عمرہ کا طواف ہے اس لئے اس میں اضطباع کے ساتھ رمل بھی سنت ہے یعنی طواف میں شروع کے تین پھیروں میں جلد جلد چھوٹا قدم رکھتا ہوا اور کندھا ہلاتا ہوا چلے جیسے قوی اور بہادر لوگ چلتے ہیں۔

نوٹ:۔عورتوں کے لئے رمل واضطباع نہیں ہے۔

حجر اسود سے حجر اسود تک ایک چکر ہوتا ہے اس طرح آپ کو پورے سات چکر لگانا ہے، یاد رہے کہ ہر چکر میں حجر اسود کے سامنے پہونچ کر استلام کرنا ہے، سات چکر پورے ہونے کے بعد ایک طواف مکمل ہو گیا، طواف ختم کرنے کے بعد چادر سے دونوں کندھے ڈھانک لیں اور مقام ابراہیم یا جہاں

جگہ میسر ہو دو رکعت نماز واجب الطواف کی نیت سے پڑھیں، نیت اس طرح کریں ’’نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب الطواف واسطے اللہ تعالی کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر‘‘ پہلی رکعت میں ’’قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ‘‘ اور دوسری میں ’’قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ‘‘ پڑھیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ مکروہ وقت ہو تو واجب الطواف نہ پڑھیں یعنی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد طواف کیا تو سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد پڑھیں، اور دوپہر میں طواف کیا تو سورج ڈھلنے کے بعد پڑھیں، اور عصر کی نماز کے بعد طواف کیا تو نماز مغرب کے بعد پڑھیں۔

نماز کے بعد خوب دعائیں مانگیں، نماز اور دعا سے فارغ ہو کر مُلْتَزَم کے پاس جائیں اور لپٹ کر خوب دعائیں مانگیں اور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں کہ اللہ تعالی درود شریف کے صدقے میں دعائیں قبول فرمالے۔

نوٹ:۔ حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریبا چھ فٹ جگہ ہے اسی کو ملتزم کہتے ہیں۔

(۲) ملتزم کے پاس نماز واجب الطواف کے بعد آنے کا حکم اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں پہلے ملتزم سے لپٹے پھر مقام ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز واجب الطواف پڑھے۔

ملتزم سے فارغ ہو کر آب زمزم پینے کے لئے آئیں تین سانسوں میں پیٹ بھر کر جتنا چاہیں کھڑے ہو کر پئیں اور برکت کے لئے سر پر تمام بدن پر ملیں اور پیتے وقت جو چاہیں جائز دعاء کریں کہ قبول ہوتی ہے، مکہ شریف میں رہنے تک کئی بار پینا نصیب ہو گا تو بہتر یہ ہے کہ ہر مرتبہ خاص خاص مرادوں کے لئے پئیں۔

طواف اور واجب الطواف وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لئے پھر حجر اسود کا استلام کریں اور درود شریف پڑھتے ہوئے باب الصفا یا جس دروازے سے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

راستہ ملے صفا کی جانب نکلیں درود شریف پڑھتے ہوئے صفا پر چڑھیں مگر زیادہ اونچا نہ چڑھیں کہ یہ بد مذہبوں کا کام ہے صرف اتنا اوپر چڑھنا کافی ہے کہ اگر درمیان میں دیواریں نہ حائل ہوتیں تو کعبہ شریف نظر آتا۔

پھر کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اٹھائیں اور ذکر و درود شریف پڑھیں نیز اپنے اور تمام مؤمنین کے لئے دعائے خیر کریں، دعاء میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف پھیلائیں کعبہ شریف کی طرف نہ کریں اور نہ بار بار ہاتھ اٹھائیں بلکہ ایک بار اٹھائیں اور جب تک چاہیں دعاء مانگیں، پھر سعی کی نیت کریں {اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّی} اے اللہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرما، یاد رہے عربی میں نہ کہہ سکیں تو اپنی ہی زبان میں کہہ لیں کافی ہے۔

نیت کے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں ذکر اور درود شریف برابر جاری رکھیں جب پہلا سبز ستون (ہرا کھمبا) آئے تو درمیانی رفتار سے دوڑ کر چلیں یہاں تک کہ دوسرے سبز ستون سے نکل جائیں پھر آہستہ چلیں اور مروہ تک پہونچیں یہاں بھی زیادہ اوپر چڑھنے کی ضرورت نہیں صفا کی طرف یہاں بھی دعاء مانگیں، صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا اور مروہ سے صفا کی طرف معمولی چال چلیں جب سبز ستون آئے تو دوڑیں اور دوسرے ستون آنے پر آہستہ چلیں یہ دوسرا پھیرا ہوا اسی طرح سات چکر لگائے یعنی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔

نوٹ:۔سعی میں اضطباع نہیں ہے، اور نہ عورتوں کو دوڑنے کا حکم ہے۔

(۲) سعودی حکومت نے نیا مسعی (جہاں سعی کی جاتی ہے اسے) بنایا ہے وہ پرانے مسعی سے چھوٹا ہے لہٰذا نئے مسعی سے جب سعی کرے تو چودہ چکر لگائیں کہ سات پھیرا مکمل ہو جائے۔

سعی سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈائیں یا کتروالیں اور عورتیں پورے سر کے

بال انگلی کے پوری مقدار برابر کترلیں کسی نامحرم سے ہرگز نہ کتروائیں کہ گناہ ہے۔

اس کے بعد مرد وعورت دونوں کے لئے احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام تھیں وہ اب حلال ہو گئیں، اب حجاج جب تک مکہ شریف میں رہیں ہوسکے مسجد عائشہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ کرتے رہیں یا پھر اضطباع، رمل وسعی کے بغیر نفل طواف کرتے رہیں کہ باہر والوں کے لئے یہ سب سے بہتر عبادت ہے۔اس کے بعد اب خاص کوئی عمل نہیں ۸؍ ذی الحجہ کا انتظار کریں کہ اس دن سے حج کے ارکان شروع ہونگے۔

بارگاہ خداوندی میں دعا ہے مولیٰ کریم کسی قسم کی غلطی ہوئی تو معاف فرما اور ہم سب کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرما۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(حج کرنے کا آسان طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ آپ کا ایک پوسٹ دیکھا جو عمرہ کے متعلق تھا بہت پسند آیا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین۔عرض ہے کہ اسی طرح آسان لفظوں میں حج کے متعلق ایک پوسٹ تحریر فرمادیں بہت مہربانی ہوگی،امید ہے کہ آپ اس عریضہ کو قبول فرمائیں گے۔

الملتمس: عبدالقادر سلطان پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ارشاد ربانی ہے ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“، اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔(کنزالایمان،سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷)

حج کی تین قسمیں ہیں (۱) تمتع (۲) قران (۳) اِفراد۔چونکہ حج تمتع آسان ہے اس لئے حجاج کرام اکثر اسی طرح حج کرتے ہیں لہٰذا ہم اسی کو آسان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:۔سفر حج وعمرہ کرنے کا طریقہ اس سے پہلے والے فتوی میں موجود ہے وہاں سے استفادہ کریں۔

حجاج کرام جب عمرہ سے فارغ ہو لیتے ہیں تو ان کے لئے کوئی خاص عمل نہیں رہ جاتا جس طرح وہ چاہیں نفل طواف کرتے رہیں پھر ۸/ذی الحجہ یعنی حج کے پہلے دن غسل کریں اور اگر غسل نہ کر سکیں تو وضو کرکے پہلے کی طرح احرام باندھ لیں اور مسجد حرام میں کسی جگہ دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد سر سے چادر ہٹا کر نیت کریں ”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ“، اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا (کرتی) ہوں تو اس کو میرے لئے آسان کردے اور

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اس کو میری طرف سے قبول فرما۔ (یاد رہے عمرہ میں عمرہ کی نیت کرنی ہے اور حج میں حج کی نیت کرنی ہے)

اس کے بعد تین بار اونچی آواز سے لبیک کہہ کر دعا مانگے اب حج کا احرام بندھ گیا وہ ساری پابندیاں جو عمرہ کے احرام کے وقت تھیں لوٹ آئیں، احرام کے بعد کعبہ شریف کا ایک نفل طواف رمل و اِضطباع کے بغیر کریں۔

پھر ظہر سے پہلے منیٰ (جو مکہ سے تقریبا ۵ رکلو میٹر ہے) پہونچ جانا چاہئے کہ حضور سید عالم ﷺ نے عرفات جانے سے پہلے منیٰ میں پانچ نمازیں ادا فرمائی ہیں منیٰ جاتے ہوئے لبیک دعا اور درود شریف کی کثرت کریں، منیٰ میں رات بھر ٹھہریں اور آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں پڑھیں بعض لوگ آٹھویں کو منیٰ میں نہیں ٹھہرتے اور سیدھے عرفات میں پہونچ جاتے ہیں ان کی اتباع میں یہ سنت نہ چھوڑیں بلکہ آٹھویں کو ٹھہر کر نویں کو جائیں۔

۹ رذی الحجہ یعنی حج کے دوسرے دن منیٰ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر لبیک، ذکر اور درود شریف میں مشغول رہیں، جب دھوپ جبل ثبیر پر آجائے جو مسجد خیف کے سامنے ہے تو ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں (جو منیٰ سے تقریبا ۱۰ رکلو میٹر ہے) اور وہاں ظہر سے پہلے پہونچنے کی کوشش کریں لبیک، دعا اور درود شریف کثرت سے پڑھیں، یہی وہ عرفات ہے جہاں حضور علیہ السلام نے ایک لاکھ چودہ ہزار یا چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع میں خطبہ دیا تھا اور آیت کریمہ ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ“، نازل ہوئی تھی۔

یہی عرفات وہ مبارک مقام ہے کہ جہاں نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح کے پہلے تک کسی وقت حاضر ہونا خواہ ایک ہی گھڑی کے لئے ہو حج کا اہم فرض ہے کہ اگر چھوٹ جائے تو اِس سال حج ادا ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

مقام عرفات میں پہونچنے کے بعد جب جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو دعا کریں کہ یہ مقبول ہونے کا وقت ہے مقام عرفات پہونچ کر جہاں جگہ ملے وہیں ٹھہر سکتے مگر جبل رحمت کے پاس ٹھہرنا افضل ہے

پھر وقوف عرفہ کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ظہر سے پہلے اگر ہو سکے تو غسل کریں ورنہ وضو کرنے کے بعد نماز ظہر ادا کریں اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز ادا کریں ،نماز کے بعد خوب ،خوب دعائیں مانگے اور کثرت سے درود پڑھیں ۔

نوٹ:۔ اگر نماز ظہر جماعت سے پڑھنا ہو تو جمع بین الصلاتین ہے یعنی ظہر اور عصر ظہر ہی کے وقت میں پڑھنی ہوگی مگر تنہا پڑھنے پر جمع بین الصلاتین نہیں ہے ۔

سورج ڈوبنے کے بعد مقام عرفات سے نماز مغرب پڑھے بغیر مقام مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں (جو عرفات سے تقریبا ۵ رکلو میٹر ہے) یاد رہے سورج ڈوبنے سے پہلے نہ جائیں ورنہ کفارہ کی قربانی لازم ہو جائے گی ۔

مزدلفہ پہونچنے کے بعد وقت عشاء میں نماز مغرب اور عشاء ادا کریں یہاں جمع بین الصلاتین اس طرح ہے کہ اذان واقامت کے بعد مغرب کی فرض نماز ادا کی نیت سے پڑھیں اس کے بعد فورا بغیر اقامت عشاء کی فرض نماز پڑھیں پھر مغرب کی سنت پھر عشاء کی سنت پھر وتر پڑھیں ،یاد رہے یہاں دونوں نماز کو پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں تنہا پڑھنے والا بھی جمع بین الصلاتین کرے ۔

مزدلفہ میں پوری رات گزارنا سنت مؤکدہ ہے اور وقوف کا اصلی وقت صبح صادق سے اجالا ہونے تک ہے یعنی اگر کوئی رات کو گیا اور صبح صادق سے پہلے چلا آیا تو اس پر کفارہ کی قربانی لازم ہوگی ،یا صبح اجالا ہونے کے بعد گیا تو اس پر بھی کفارہ کی قربانی لازم ہوگی ۔

شیطان کو مارنے کے لئے یہیں سے کنکریاں چنے کے برابر کنکریاں چن لیں اگر تیرہویں ذی الحجہ تک کنکری مارنی ہے تو ستر کنکری لیں اور اگر بارہویں تک مارنی ہے تو ۴۹ رکنکری لیں ۔

۱۰ رذی الحجہ یعنی حج کے تیسرے دن صبح صادق طلوع ہونے کے بعد نماز فجر ادا کر کے جہاں جگہ ملے وقوف کریں یعنی ٹھہر کر لبیک ،دعا اور درود شریف پڑھنے میں مصروف رہیں ۔

جب سورج نکلنے میں ۵ رمنٹ کا وقت باقی رہ جائے تو منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں ،منیٰ پہونچ کر

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

پہلے سب سے بڑے شیطان کو کنکری ماریں، چھوٹے اور بیچ کے شیطان کو آج کنکری نہیں مارنی ہے کنکری مارنے کا وقت ۱۰؍ذی الحجہ کی صبح سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے لیکن ۱۰؍ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک کنکری مارنا سنت ہے۔

نوٹ:۔کنکری کوئی اور نہیں مارسکتا اگر دوسرا کوئی مارے گا تو ادا نہ ہوگی اور کفارہ کی قربانی لازم آئے گی۔

(۲)شیطان کو ایک ایک کنکری مارنی ہوگی ساتوں کو ایک ساتھ ہرگز نہ ماریں۔

کنکری مارنے کے بعد قربانی کریں اگر قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو تین روزے یعنی ۷؍۸؍۹؍ذی الحجہ کو رکھیں اور سات روزے گھر آکر رکھیں،اور اگر حاجی مالک نصاب مقیم ہے تو اس پر دو قربانی واجب ہے ایک حج کے شکرانہ کی اور دوسری بقرعید کی،تو اگر چاہیں تو دونوں وہیں پر کریں یا شکرانے کی وہاں کریں اور بقرعید کی گھر پر کرادیں۔

قربانی کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر حجامت بنوائیں یعنی سر منڈائیں یا بال کتروائیں،اور عورتیں سر کا بال انگلی کے پور کی مقدار کتروائیں پورے سر کا بال کتروانا مستحب ہے اور چوتھائی سر کا بال کتروانا واجب ہے،مگر کسی نا محرم کے ہاتھ سے ہرگز نہ کتروائیں کہ حرام ہے،اور جس کے سر پر بال نہ ہوں وہ استرہ پھروائے،پھر ناخن وغیرہ تراشیں،بال کتروانے سے پہلے ناخن نہ تراشیں ورنہ کفارہ کی قربانی لازم آئے گی۔

حجامت کے بعد احرام کی ساری پابندیاں ختم ہوگئیں اب نہا دھو کر سلے ہوئے کپڑے پہنیں، لیکن بیوی سے صحبت کرنا اسے شہوت کے ساتھ چھونا اور بوسہ لینا ابھی حلال نہیں ہوا یہ طواف زیارت کے بعد حلال ہوگا۔

قربانی اور حجامت سے فارغ ہونے کے بعد افضل یہ ہے کہ آج ہی یعنی ۱۰؍ذی الحجہ کو مکہ شریف پہونچ کر طواف زیارت رَمَل و اِضطباع کے ساتھ کریں پھر صفا و مروہ کا سعی کریں یہ طریقہ پہلے

بیان کیا جا چکا ہے، پھر رات گزارنے کے لئے منیٰ آجائیں، اور اگر دسویں کو طواف زیارت کا موقع نہ مل سکے تو بارھویں کی مغرب سے پہلے تک کر سکتے ہیں۔

۱۱/ ذی الحجہ یعنی حج کے چوتھے دن تینوں شیطان کو کنکری ماریں اس کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے صبح صادق تک ہے لیکن سورج ڈوبنے کے بعد بلا عذر مکروہ ہے۔

۱۱/ ذی الحجہ کو پہلے سب سے چھوٹے شیطان کو قبلہ رو ہو کر سات کنکری ماریں کنکریاں مار کر کچھ آگر بڑھ جائیں اور قبلہ رو ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کریں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رہیں پھر نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ دعاء درود شریف واستغفار میں کم سے کم بیس آیت پڑھنے کی مقدار تک مشغول رہیں ، پھر بیچ والے شیطان کو سات کنکری ماریں اور دعا واستغفار کریں، پھر بڑے شیطان کو سات کنکری ماریں، اب وہاں ٹھہریں نہیں بلکہ دعا کرتے ہوئے فوراً پلٹ آئیں۔

۱۲/ ذی الحجہ یعنی حج کے پانچویں دن بھی تینوں شیطانوں کو کنکری ماریں اس کا وقت بھی گیارھویں کی طرح ہے یعنی سورج ڈھلنے کے بعد سے ہے۔

شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد اب اگر آپ چاہیں تو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مکہ شریف روانہ ہو جائیں، سورج ڈوبنے کے بعد جانا معیوب ہے۔

اور اگر تیرہویں کی صبح ہوگئی تو پھر کنکری ماریں اس کا وقت صبح سے سورج ڈوبنے تک ہے لیکن سورج ڈھلنے یعنی زوال کے بعد مارنا سنت ہے۔ (تیرہویں کو کنکری مارے بغیر جانا جائز نہیں کہ جانے سے کفارہ کی قربانی لازم آئے گی)

حج مکمل ہو گیا اب جب تک مکہ شریف میں رہیں جس قدر ہو سکے عمرہ کریں نیز تمام اعزہ ، اقربا، مؤمنین، مؤمنات کے لئے دعائے خیر کریں اس فقیر (تاج محمد قادری واحدی) کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مبارک دیار کی زیارت نصیب فرمائے۔

پھر جب رخصت ہونا ہو تو ایک اور طواف کریں جس کو طواف وداع کہتے ہیں یہ باہر والوں پر

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

واجب ہے کہ بغیر رمل و اضطباع ،اورسعی کے کریں، پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھیں، پھر زمزم شریف پئیں، ملتزم سے لپٹ کر حج قبول ہونے کی اور بار بار حاضری کی خوب دعائیں مانگے اور درود کثرت سے پڑھیں۔

بارگاہ خداوندی میں دعا ہے مولیٰ کریم کسی قسم کی غلطی ہوئی ہو تو معاف فرما اور ہم سب کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حکومت سے چھپ کر حج کرنا کیسا ہے؟)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو لوگ چوری چھپے حج کرتے ہیں انکے بارے میں کیا احکامات ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں جیسے کوئی شخص کام کے لئے سعودی عربیہ میں گیا جب ویزہ ختم ہوا تو وہیں چھپ گیا اور حج کے موقعہ پر حج کرلیا۔اور ایسے ہی ایک شخص وہاں پر کام کرتا ہے حج کے لئے چھٹی مانگنے پر اسکا مالک چھٹی نہیں دیتا وہ کسی طریقہ مل ملا کر حج کر لیتا ہے ان دو صورتوں میں کیا حکم ہوگا؟ **المستفتی**:۔محمد ذاکر حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو کام فی نفسہ درست ہو مگر قانونی طور پر جرم ہو اس سے بچنا لازم ہے فتاوی رضویہ میں ہے کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث (ج۹ص۲۵۱)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کام فی نفسہ صحیح ہو اس کے کرنے پر ذلت و رسوائی کا اندیشہ ہو تو اس کی اجازت نہیں ہے لہٰذا سعودیہ عربیہ میں دیگر ممالک کے مقیم مسلمان بلا اجازت حکومت حج کرنے سے بچیں لیکن اگر کوئی اس طور پر حج کرتا ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا۔(بحوالہ فتاوی علیمیہ جلد اول صفحہ ۴۸۲ رکتاب الحج کتب خانہ امجدیہ دہلی)

مذکورہ حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ حج ہوجائے گا مگر ایسا کرنے سے بچنا بہتر ہے تا کہ ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے لہٰذا اگر دونوں صورتوں میں حج کرلیا تو ہو جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا عمرہ کرنے والے کو حاجی کہہ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عمرہ کئے ہوئے شخص کو حاجی کہہ سکتے ہیں؟

المستفتی:۔محمد غیاث الدین سالم فاروقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مخصوص دنوں میں مخصوص مقامات پر مخصوص ارکان ادا کرنے کو حج کہتے ہیں اسی لئے جب کوئی شخص حج یا حاجی کہتا ہے تو تبادر ذہنی اسی ارکان کے ادا کرنیوالے کی طرف جاتا ہے عمرہ کے لئے ایام مخصوص نہیں ہیں اگر چہ حدیث میں عمرہ کو بھی حج اصغر کہا گیا ہے مگر حج وعمرہ کے لئے الگ الگ لفظ بھی ہے مسلم شریف ص ۲۷؍میں ہے ’’فانطلقت انا وحمید بن عبد الرحمن الحمیری حاجین أو معتمرین‘‘ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حج یا عمرہ الگ الگ ہیں! نیز قرآن پاک میں بھی حج اور عمرہ کا الگ الگ ذکر ہے؛قال اللہ تعالیٰ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِاعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِ (سورہ بقرہ ۱۵۸/ پارہ ۲)

اس لئے حج کرنے والے کو حاجی کہئے اور عمرہ کرنے والے کو معتمر کہئے۔ھذا ما ظھر لی

وسبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا ضعیفہ بغیر محرم کے حج کرسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک عورت کی عمر ساٹھ (۶۰) کے اوپر ہے وہ عمرہ کرنا چاہتی ہے، تو کیا محرم کے بغیر کرسکتی ہے یا نہیں، بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔شاہنواز عالم، میرا روڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نہیں جاسکتی ہے کہ خواتین کو تین دن یا اس سے زیادہ دن کے سفر کے لئے اور وجوب ادائے حج کے لئے محرم ہونا ضروری ہے خواہ وہ ۶۰/سالہ ہو یا کسی عمر کی ہوں، حدیث شریف میں ہے:

عن أبي سعيد الخدری رضی اللہ عنه قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لایحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجها، أو ابنها، أو ذو محرم منها (صحیح البخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: قال النبی صلی اللہ علی وسلم لا تسافر المراۃ ثلاثة ایام الا مع ذی محرم۔ (بخاری شریف، ابواب العمرہ، حدیث نمبر ۱۰۲۱)

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: مع زوج اور محرم یعنی عورت کے حج پر جانے کے لئے یہ شرط ہے کہ خاوند ہو یا محرم کے ساتھ ہو۔(درمختار مع شامی، کتاب الحج)

حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں؛ عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ ۱۰۴۴)

فی زماننا اگر کوئی عورت ساڑھے ستاون میل یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر کرنا چاہتی ہے تو اسے محرم کی ضرورت ہے۔ (ملخصا نزہۃ القاری جلد ۲ ص ۶۵۵)

اور یہی فتاوی رضویہ جدید جلد ۸/ اور قدیم جلد ۳/ میں موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ مسئولہ خاتون بنا محرم کے حج کے لئے نہیں جا سکتی ہے کہ اس میں ادائے وجوب کے مکمل شرائط موجود نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب،

کتبہ

محمد اختر علی واجد القادری

(زمزم شریف کے برکات)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زمزم شریف کے برکات کیا ہیں اور ان کو کیسے پینا رہتا ہے؟ **المستفتی**:۔کلیم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زمزم شریف دوا بھی ہے، غذا بھی ہے، شفاء بھی ہے، لیکن آج لوگ انجانے میں اس کی بے ادبی بھی کر ڈالتے ہیں اور کچھ لوگ زم زم شریف کے پانی کو عام پانیوں کی طرح سمجھ کر اپنے مصرف میں لاتے ہیں دعاء ہے رب العزت کی بارگاہ میں کہ اللہ عزوجل انھیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

زمزم شریف کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں، ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زم زم کا پانی اٹھا کر لے جاتیں اور فرماتیں رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم بھی اسے لے جاتے تھے۔(ترمذی، عربی اردو جلد اول، ابواب الحج، حدیث ۹۵۱ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ فرید بک، لاہور، پاکستان)

فائدہ:۔جو پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک ایڑیوں سے نکلا وہ اتنا متبرک ہے کہ اسے بھر کر لے جانے کا حکم ہے تو جس پانی میں لعاب دہن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شامل ہو جائے وہ پانی کس قدر متبرک ہوگا۔

اور آگے دوسری حدیث میں ارشاد ہے علی بن محمد، عبید اللہ بن موسیٰ، عثمان بن الاسود، محمد بن

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان کے پاس ایک شخص آیا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا تم کہاں سے آئے ہو اس نے جواب دیا زم زم سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا زمزم جیسے پینا چاہئے تم نے ویسے پیا ہے یا نہیں؟ اس نے دریافت کیا کس طرح پینا چاہیے تھا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم اسے پیو تو قبلہ کی جانب منہ کرو اللہ تعالیٰ کا نام لے لو تین سانس لے لو اور خوب پیٹ بھر کر پیو جب پی چکو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہمارے اور منافقین کے مابین فرق یہ ہے کہ وہ زم زم پیٹ بھر کر نہیں پیتے ۔(سنن ابن ماجہ، عربی اردو، جلد دوم، باب الشرب، من زمزم، حدیث ۵ ۸۴ رصفحہ ۲۴۲ رمطبوعہ فرید بک، لاہور، پاکستان)

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زمزم شریف کے کیا برکات ہیں اور کس طرح ہمیں پینا چاہئے ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

صبغت اللہ فیضی نظامی

(مکہ کا رہنے والا احرام کہاں سے باندھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مکہ میں مقیم ہو اسے عمرہ کے لئے احرام باندھنا ہر بار مسجد عائشہ جا کر پورا کرنا ہوگا؟ (۲) حج بدل میں قربانی کس کے نام سے ہوگی فاعل یا مفعول کی طرف سے؟ (۳) کیا جو وفات شدہ ہیں انکے نام سے عمرہ اور جو زندہ ہیں انکے نام سے صرف طواف؟

المستفتی: ۔عبداللہ نوادہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

مکی حقیقی ہو یا حکمی اس کو احرام باندھنے کے لئے حدود حرم سے باہر جانا ہوگا پھر وہ جہاں سے بھی احرام باندھے مگر اس کے لئے تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا) سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے کیونکہ جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ہے اور تنعیم سے احرام باندھنے کا آپ نے حکم فرمایا اور احناف کے یہاں قاعدہ ہے کہ قول فعل پر راجح ہوتا ہے چنانچہ اسعد محمد سعید الصاغرجی لکھتے ہیں کہ " والدلیل القولی مقدم علینا علی الفعلی "اھ۔یعنی ہمارے نزدیک دلیل قولی (دلیل) فعلی پر مقدم ہوتی ہے۔(التیسیر فی الفقہ الحنفی ص ۶۳۳)

لہذا تنعیم سے احرام باندھنا افضل ہے چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغنانی لکھتے ہیں اور ان سے علامہ عالم بن العلاء الانصاری نے نقل کیا کہ " و فی الهداية الا ان التنعيم افضل لورود الاثر به "اھ یعنی ہدایہ میں ہے مگر ورود اثر کی وجہ سے تنعیم (سے عمرہ کا احرام باندھنا) افضل ہے۔اھ (ہدایہ اولین ص ۱۴۸ / کتاب الحج)

اور علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی لکھتے ہیں کہ " و التنعیم افضل لامرہ علیه الصلوۃ والسلام بالاحرام منه " اھ یعنی تنعیم افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ نے وہاں سے احرام باندھنے کا حکم فرمایا ہے ۔ اھ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج ۲ ص ۲۴۸ کتاب الحج)

اور علامہ علاؤ الدین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ " وافضل التنعیم وهو تقرب المواضع من مكة عند مسجد عائشة رضی الله عنها و یعرف الان عند العوام بالعمرة الجدیدة " اھ یعنی اس کا افضل تنعیم ہیں اور تمام جگہوں میں مکہ سے زیادہ قریب ہے مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہے اور (وہاں سے عمرہ) اب عوام کے یہاں عمرہ جدیدہ کے نام سے معروف ہیں اور (اب عوام میں چھوٹا عمرہ کے نام سے معروف ہے) ۔ اھ (الھدایه العلائیه ص ۱۰۹ احکام الحج، العمرۃ و احکامھا)

اور محمد سعید الصاغرجی لکھتے ہیں کہ تنعیم (عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے) افضل ہے تنعیم صرف اس کے لئے افضل ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اور اپنی بہن (ام المؤمنین) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جائیں کہ وہ ہاں سے احرام باندھیں ۔ اھ (التیسیر فی الفقہ الحنفی ص ۶۳۳ کتاب الحج، واحکام العمرۃ)

(۲) حج تین طرح کا ہوتا ہے افراد، تمتع اور قران ۔ ان میں حج افراد میں قربانی واجب ہی نہیں ہے تمتع اور قران میں واجب ہے اب حج بدل کرانے والے نے اگر حج تمتع یا قران کرنے کو کہا یا عرفاً تمتع یا قران کی اجازت ثابت ہوئی ہے تو اس کی قربانی حج بدل کرنے والا اپنی طرف سے گا کنز الدقائق میں ہے کہ " و دم القران والجنایة علی المامور (کنز الدقائق مع البحر ج ۳ ص ۱۱۷)

اور اسی کے تحت البحر الرائق میں فرمایا کہ "و اراد بالقران دم الجمع بین النسكین قرانا كان او تمتعا كما صرح به غایة البیان لكن بالاذن المتقدمة ' (البحر الرائق ج ۳ ص ۱۱۷)

اور درمختار میں ہے کہ " و دم القرآن و التمتع و الجناية على الحاج إن إذن له الأمر بالقرآن و التمتع "اھ (درمختار مع الرد المحتار ج ۳ ص ۳۲)

اور لباب میں ہے کہ "لو امرہ بالقران او التمتع فالدم على المامور "اھ

(اللباب: باب الحج عن الغیر ص ۳۰۵)

ان ارشادات سے بخوبی عیاں ہے کہ حج بدل کرنے والا حج کی قربانی اپنی طرف سے کرے گا۔

(۳) مذہب حق اہل سنت و جماعت کے مطابق مسلمان اپنے نیک اعمال کا ثواب کسی بھی زندہ مردہ مسلمان مرد یا عورت کو دے سکتا ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ " الاصل ان كلّ من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره "اھ (ج ۴ ص ۱۰)

اور رد المحتار میں ہے کہ "بعبادة ما اى سواء كانت صلاة او صوما او صدقة او قرأة او ذكراً او طوافا او حجا او عمرة الى قوله عن المحيط الافضل لن يتصدق نفلا ان يتولى لجميع المؤمنين و المؤمنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من أجره شئى "اھ (رد المحتار ج ۴ ص ۱۱ / ۱۲)

اور اسی میں ہے کہ "لغيره اى من الاحياء و الاموات بحر عن البدائع "اھ (ایضا)

اور مجدد دین وملت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالی کے کرم عمیم و فضل عظیم سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے گا اگر چہ ایک آیت یا درود یا تہلیل کا ثواب کا آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین و مومنات احیاء و اموات کے لئے ہدیہ کرے۔ (فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۱۹۸)

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ آدمی اپنے عبادات یعنی ہر فرض و واجب سنن و نوافل عمل کا ایصال ثواب کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا بیٹا حج کرسکتا ہے جبکہ والدین حج نہ کئے ہوں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید و بکر جو سعودی عرب (جدہ) میں ہندوستان سے کمانے کی غرض سے گئے ہوئے ہیں تو کیا وہ لوگ وہاں پر حج کرسکتے ہیں جب کہ اس کے ماں باپ ابھی حاجی نہیں ہوئے ہیں زید و بکر کے پیچھے ابھی بہت ساری ذمہ داریاں بھی ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین ونوازش ہوگی **المستفتی:۔** ناصر رضا سعودی عرب (جدہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

زید و بکر جو سعودی عرب (جدہ) میں رہتے ہیں اگر ان پر حج فرض ہے تو وہاں سے ادا کرنے سے حج فرض ادا ہو جائے گا اور والدین کا حاجی ہونا ضروری نہیں ہے ہاں وہ سعودی عرب (جدہ) میں جس مقام پر رہتے ہیں اور وہاں کے لوگ جس میقات سے احرام باندھتے ہیں وہیں سے یہ بھی احرام باندھے حج نام ہے احرام باندھ کر ایام حج میں عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اس کے کچھ واجبات وسنن بھی ہیں جو حج کے ایام ۹؍ذی الحجہ تا ۱۳؍ذی الحجہ میں ادا کئے جاتے ہیں جب یہ فرائض واجبات صحیح طور پر ادا کئے جائیں گے تو حج فرض ادا ہو جائے گا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ''أما تفسیرہ فھو أنہ عبارۃ عن الأفعال المخصوصۃ من الطواف والوقوف فی وقتہ محرما بنیۃ الحج سابقا ھکذا فی فتح القدیر ''تفسیر حج یہ ہے کہ حج نام ان خاص فعلوں کا ہے جو اول سے احرام باندھ کر طواف اور وقوف وقت معین میں کرتے ہیں یہ فتح القدیر میں ہے (ج ۱؍ کتاب المناسک صفحہ ۲۱۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر حسین سعدی رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(گناہ کبیرہ کرنے والے کا حج مقبول ہوتا ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے علمائے دین مسئلہ ذیل کے متعلق بکر داڑھی منڈواتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں کن صورتوں میں داڑھی نہیں رکھتا اللہ ورسول سے پوشیدہ نہیں تو کیا کوئی ایسی بھی صورت ہے شریعت میں کہ داڑھی منڈوانا جائز ہو؟

(۲) بکر حج وعمرہ کیلئے جب بھی جاتا ہے تو وہاں تصویر کشی کرتا ہے ویڈیوز بناتا ہے اور کہتا ہے کہ میں سچا عاشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہوں جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ جس نے حج کیا اور فسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، حج وعمرہ کرنے کے بعد وہ ان تمام گناہوں سے توبہ بھی نہیں کرتا کہ آئندہ داڑھی نہیں منڈوائے گا تصویر کشی نہیں کریگا، ویڈیوز نہیں بنائیگا، اس صورت میں زید جو عالم دین ہے بکر سے کہا کہ آپ کا حج وعمرہ قبول نہیں، قبول اسی وقت ہوگا جب آپ سچے دل سے توبہ کرلیں گے، تو کیا زید کا بکر سے اس طرح کہنا درست ہے؟

(۳) زید نے جب مسلک اعلی حضرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح کہا تو بکر نے کہا کہ میں کسی جاہل مفتی کا فتوی نہیں مانتا تو بکر پر کیا حکم لگے گا شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد قمر الزماں قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں داڑھی منڈانا اور کتروا کر حدِ شرع سے کم کرانا دونوں حرام وفسق ہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۵۰۵/ دعوت

اسلامیہ دعوت اسلامی)

بکر کا یہ کہنا کہ میں کن صورتوں میں داڑھی نہیں رکھتا اللہ و رسول سے پوشیدہ نہیں یہ اس کی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے کل اسی طرح کوئی شراب پیئے گا اور کہے گا میں کن صورتوں میں شراب پیتا ہوں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں (معاذ اللہ) ہاں اگر کوئی وجہ ہے تو بیان کرے تا کہ معلوم ہو جائے کہ واقعی وہ عذر شرعی ہے یا اتباع شیطان۔

آپ نے پوچھا کیا کوئی صورت ہے کہ داڑھی منڈانا جائز ہے؟ جی ایک صورت ہے کہ بکر اگر پاگل ہو جائے تو اس کو داڑھی منڈانے پر گناہ نہیں ملے گا کہ پاگلوں پر شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔

(۲) بعض لوگ حرم شریف یا روضہ رسول پر جا کر اپنی تصویریں نکالتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ یا روضہ رسول کے پاس فوٹو نکالتا ہوں اس میں ثواب ہے حالانکہ یہ بھی گناہ عظیم ہے اللہ عزوجل پناہ دے ابلیس لعین کے مکر و فریب سے کہ آدمی سے حسنات کے دھوکے میں سیآت کراتا ہے اور شہد کے بہانے زہر پلاتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

یاد رہے جاندار کی تصویر کشی کرنا جاندار ویڈیو بنانا بنوانا ناجائز و حرام ہے اور خانہ کعبہ و مزار مقدسہ پر تو بدرجہ اولی حرام ہے سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی للہ تعالی علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ہے اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا، احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ (فتاوی رضویہ ۲۱رص ۴۲۶ر دعوت اسلامی)

حدیث شریف میں حضرت عمر بن شبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی ''ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دخل الکعبۃ فامرنی فاتیتہ بماء فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب بہ علی الصور و یقول قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون'' حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو مجھے حکم فرمایا تو میں پانی کا

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ڈول بھر کر لایا آپ خود بنفس نفیس اس پانی سے کپڑا تر کرنے لگے پھر ان تصویروں پر وہ بھیگا ہوا کپڑا رگڑتے ہوئے فرمانے لگے اللہ تعالی ایسے لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسی چیزوں کی تصویر کشی کرتے ہیں جنہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۱ ص ۴۳۶ دعوت اسلامی)

ہاں ضرورت کے تحت فوٹو کھیچانے کی اجازت فقہا نے دی ہے جیسے پاسپورٹ آدھار کارڈ آئی ڈی وغیرہ کے لئے۔

بکر کا یہ کہنا کہ میں سچا عاشق رسول ہوں یہ جھوٹ اور مکر ہے سچا عاشق وہی ہوسکتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرے حرام سے بچے نہ کہ حرام کاری کرنے والا اگر ایسا ہوا تو ہر شرابی ہر زانی سچا عاشق رسول ہو جائے گا۔(العیاذ باللہ تعالی)

زید کا بکر سے یہ کہنا کہ تمہارا حج مقبول نہیں درست ہے کہ گناہ پر اڑے رہنا اور حج کے درمیان وحج کے بعد گناہ سے ہر ہیز نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا حج قبول نہیں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حج مقبول کی یہ نشانی ہے کہ پہلے سے متقی و پرہیزگار ہو جائے اور گناہوں سے باز آجائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حج نہیں ہوا بلکہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا البتہ ثواب نہیں پائے گا، سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ حرام روپیے سے حج کرنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ”حرام نفقہ سے حج قبول نہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، اس کے باوجود فرض ادا ہو جائے گا۔اور فرض کی ادائگی اور عدم قبولیت منافات نہیں ہے۔تو قبول نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ پائے گا۔اور فرض ادا ہو جانے کی وجہ سے حج کا تارک ہو کر عذاب کا مستحق نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۹ ص ۶۵۹ دعوت اسلامی)

(۳) بکر یہ کہنا کہ ”میں کسی جاہل مفتی کا فتوی نہیں مانتا“ بکر پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے کہ کسی عالم کو جاہل کہنا جائز نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(ایک حاجی کتنے کی شفاعت کرائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ ایک حاجی قیامت کے دن کتنے شخص کی شفاعت کریگا؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد ہارون

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک حاجی جس کا حج قبول ہوا ہوگا ان کی شفاعت چار سو لوگوں کے لئے ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عن أبي موسى الأشعري رضى الله عنه، رفعه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحاج يشفع فی أربع مئة أهل بيت، أو قال من أهل بيته "البحر الزخار بمسند البزار" (مسند أبي موسی الأشعری، الحدیث:۳۱۹۶)

اور ایک دوسری روایت میں ہے "عن أبي موسى الأشعري أن رجلا سأله عن الحاج فقال إن الحاج يشفع فی أربع مئة بيت من قومه، ويبارك له فی أربعين من أمهات البعير الذی حمله، ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه (المصنف لعبد الرزاق، باب فضل الحج، الحدیث:۸۸۳۸، ج۵، ص۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دوران حج صفامروہ کی سعی (دوڑنا) واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صفا اور مروہ کی دوڑ لگانا واجب ہے کیا؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔عبدالواحد رضوی بھکاری پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں صفا مروہ کے درمیان سعی یعنی دوڑنا واجب ہے ترک پر دم لازم آئے گا خواہ حج کرے یا عمرہ۔علامہ شیخ ابوبکر بن علی بن حداد زبیدی متوفی ۸۰۰ھ تحریر فرماتے ہیں:**ومن ترك السعي بين الصفا والمروة فعليه دم) لأن دم السعي من الواجبات عندنا ، فيلزمه بتركه الدم** (الجوهرة النيرة، المجلد الاول، کتاب الحج، ص ۲۰۹ بیروت لبنان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا حج کرنے سے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ انسان جب حج کرتا ہے تو کیا اسکے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جو نماز ترک کی ہے تو کیا وہ بھی معاف ہو جائے گا؟ برائے کرام حدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی**:۔محمد بلال بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ اور نافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فورا مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ (نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ) حقوق العباد (کسی بندے پر ظلم وزیادتی اسکی حق تلفی وغیرہ) اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرنا یا ادا کرنے کی فکر کرنا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالی اپنے تمام حقوق معاف فرما دے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے۔

(اعجب الامداد لامام احمد رضا)

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گزشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کر دی چھوٹی ہوئی نماز اور روزے کی قضاء کی جس کا حق مار لیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا جس کو تکلیف پہنچائی تھی معاف کرا لیا یا صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا خلاصہ یہ کہ ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لیے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ (ایضا)

اور ہاں حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود ان امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ ازسرنو اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے لیے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے جس سے نماز اور روزہ ہرگز معاف نہیں ہوتے نہ آئندہ کے لئے پروانہ آزادی ملتا ہے بلکہ مقبول حج کی نشانی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو۔ (ایضا)

آج کل بہت سے حضرات برسہابرس حقوق اللہ یعنی نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کسی کو قتل کرتے ہیں کسی کی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں کسی کا مال چرا لیتے ہیں کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں پھر حج کر کے آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا سب گناہ معاف ہو گیا نہ اب چھوٹی ہوئی نمازیں پڑھنی ہیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہے یہ سب ان کی غلط فہمی ہے (انوارالحدیث ص ۲۶۳ رتا ۲۶۵ رشبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا بیوی شوہر کے اجازت کے بغیر حج کو جا سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے؟ بینوا وتوجروا **المستفتیہ:** ۔حائقہ خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

اگر عورت پر حج فرض ہے اور ساتھ جانے کے لیے محرم یعنی اس کا بھائی بھی موجود ہے تو اس پر لازم ہے کہ محرم کے ساتھ حج پر جائے اگر چہ شوہر منع کرے اور اس کی اجازت نہ دے، کیونکہ حج فرض ہو جانے کے بعد فوری طور پر اس کی ادائیگی لازم وضروری ہے اور اس صورت میں تاخیر کرنا ناجائز وگناہ ہے اور اس صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر جانے کی صورت میں گنہگار بھی نہ ہوگی کیونکہ شوہر کی اطاعت جائز کاموں میں ہے اور اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کرے تو اس میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں۔

درمختار میں ہے: "ولیس لزوجھا منعھا عن حجۃ الاسلام"

اور فتاویٰ شامی میں ہے: "ای اذا کان معھا محرم والا فلہ منعھا کما یمنعھا عن غیر حجۃ الاسلام" (جلد ۲، صفحہ ۴۶۵)

اور استاذ الفقہاء حضور فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: اگر عورت پر حج فرض ہے اور شوہر عورت کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہے تو کسی ایسے محرم کے ساتھ جو عاقل بالغ غیر فاسق ہو شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے۔

بہار شریعت جلد ششم صفحہ ۱۴/ پر ہے: جب محرم ہے تو حج فرض کے لئے محرم کے ساتھ

کمپیوژنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

جائے اگر چہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو نفل اور سنت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۳۹)

لہٰذا حج فرض ہو اور ساتھ جانے کیلئے محرم بھی تیار ہو لیکن شوہر اجازت نہ دے تو بیوی بغیر اس کی اجازت کے بھی جا سکتی ہے لیکن چاہئے یہ کہ شوہر اللہ تعالیٰ کے اس فرض کی ادائیگی میں حائل نہ ہو بلکہ رضائے الٰہی کیلئے خود برضا و رغبت اسے سفرِ حج پر جانے کی اجازت دے کر خود بھی گناہ سے بچے اور اپنی بیوی کو بھی بچائے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حج مقبول ہونے کی نشانیاں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حج مقبول ہونے کی کون کون سی نشانیاں ہیں؟

المستفتی:۔افضال اشرفی رضوی لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حج مقبول کی تین نشانیاں ہیں اور غیر مقبول کی بھی تین نشانیاں ہیں جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں حج مقبول کی علامت تین ہیں :اول حج کے بعد دل ہمیشہ کے لئے نرم ہو جاتا ہے دوم گناہوں سے نفرت ہو جانا سوم نیک اعمال کی رغبت ہو جانا اور غیر مقبول کی علامت اس کے برعکس اول دل سخت ہو جاتا ہے دوم گناہوں کی طرف میلان سوم نیکیوں سے نفرت ہو جاتی ہے (تفسیر نعیمی جلد دوم صفحہ 300 مطبوعہ نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ گجرات پاکستان)

خلاصہ یہ ہے کہ جس حاجی کا دل ہمیشہ کے لئے نرم ہو جائے اور وہ گناہوں سے دور رہے اور نیکیوں کی طرف مسرور رہے سمجھو اس کا حج قبول اور محنت وصول ہے اور اگر بعد حج معاذ اللہ حاجی کا دل سخت اور وہ گناہوں میں ملوث نیکیوں سے دور رہے سمجھو کہ اس کا حج قبول نہ ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان قادری رضوی غفرلہ مہاراشٹر

(حجۃ الوداع کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حجۃ الوداع کسے کہتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی**:۔ محمد گل بہار عالم رضوی کھمار پوکھرا تر دینا جپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں درا صل یہ آخری حج تھا اور یہی ہجرت کے بعد کا پہلا حج تھا اس حج کو حضور علیہ السلام نے ذوقعدہ ۱۰ ہجری میں حج کے لیے روانگی کا اعلان فرمایا تھا یہ خبر بجلی کی طرح سارے عرب میں پھیل گئی اور تمام عرب شرف ہمرکابی کے لیے امنڈ پڑا حضور علیہ السلام نے آخری ذوقعدہ جمعرات کے دن مدینہ منورہ میں غسل فرما کر تہبند اور چادر زیب تن فرمائی اور نماز ظہر مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں ادا فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اپنی تمام ازواج مطہرات کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینۃ المنورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ پر پہونچ کر رات بھر قیام فرمایا پھر احرام کے لیے غسل فرمایا اور حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں سے جسم اطہر پر خوشبو لگائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر احرام باندھا بلند آواز سے لبیک پڑھا اور روانہ ہوگیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائیں بائیں حد نگاہ تک آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا مختلف روایات ہیں کہ اس حج کے موقع پر حضور کے ہمراہ ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمان تھے دوسری روایت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے (زرقانی ج سوم ص ۶۰۱ مدارج جلد دوم ص ۷۸۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری واحدی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(سب سے پہلے حج کس نے کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سب سے پہلے حج آدم علیہ السلام نے کیا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے؟ خالد رضا (بستی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پہلے حج حضرت آدم علیہ السلام نے کیا بلکہ آپ نے ہند سے پیدل چل کر چالیس مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی! اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کا زمانہ حضرت آدم کے زمانے سے بہت بعد کا ہے تو اب ظاہری بات ہے کہ پہلے حج آپ نے ہی اپنے زمانے میں کیا کما ذکر الاحادیث الامام الحافظ أبی بکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی ۴۸۵ھ "عن انس بن مالك أن رسول اللہ ﷺ قال: كان موضع البيت فى زمن آدم عليه السلام شبرا أو اكثرعلما فكانت الملائكة تحج إليه قبل آدم ثم حج آدم فاستقبلته الملائكة قالوا ياآدم من اين جئت ؟ قال حججت البيت قالوا قد حجته الملائكة قبلك" امام بیہقی علیہ الرحمۃ الباری احادیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں خانہ کعبہ کی جگہ ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد تھی ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے حج کیا کرتے تھے پھر حضرت آدم نے حج کیا اور ایک جگہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کا استقبال کیا اور کہا اے آدم آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں آپ نے فرمایا میں حج بیت سے آرہا ہوں فرشتوں نے کہا بے شک آپ

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

سے قبل فرشتوں نے اس کا حج کیا ہے۔عن ابن عباس أن آدم علیه السلام حج علی رجلیه من الهند أربعین حجة ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے چالیس مرتبہ پیدل چل کر حج کئے۔(الجامع لشعب الایمان، المجلد الخامس، کتاب المناسك، ص ۴۴۹ تا ۴۵۰/مکتبة الرشد ناشرون)

خلاصه: ۔سب سے پہلے بشر میں اللہ پاک نے اس زمین پر حضرت آدم کو مبعوث فرمایا لہذا سعادتِ حج کا سہرا بھی پہلے آپ ہی کے سر بندھا رہی بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تو بے شک آپ نے بھی حج کیا۔لیکن آپ کو اللہ نے حضرت آدم کی وفات کے تقریبا دو ہزار تین سو بیالیس سال بعد پیدا فرمایا جیسا کہ" تاریخ دمشق لابن عساکر" میں ہے لہذا آپ بعد میں حج کئے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(ایک دوسرے کا حلق کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عمرہ کے وقت ایک دوسرے کا حلق کرنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی**:۔عرفان احمد، بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورتِ مسئولہ میں ایک دوسرے کا حلق کر سکتے ہیں بشرطیکہ دونوں عمرے کے افعال یعنی طواف اور سعی کر چکے ہوں۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:(واذا حلق) ای المحرم (راسه) ای رأس نفسه (او راس غیرہ) ای ولو کان محرماً (عند جواز التحلل) ای الخروج من الاحرام بأداء افعال النسك (لم یلزمه شیء) اولی: لم یلزمهما شیء۔ یعنی، جب مُحرم نے اپنا یا دوسرے کے سر کو جوازِ تحلل کے وقت مونڈا اگر چہ دوسرا مُحرم ہو یعنی افعالِ عمرہ ادا کر کے احرام سے نکلنے کے وقت مونڈا تو اسے کچھ لازم نہیں۔ اَولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے دونوں پر کچھ لازم نہیں۔ (لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، ص۴۳۲)

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جب احرام سے باہر آنے کا وقت آگیا تو اب مُحرم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگر چہ یہ دوسرا بھی مُحرم ہو۔(بہار شریعت، ۱/۱۱۴۲)

اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین حنفی متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: حج اور عمرے میں جب حلق یا قصر کروانے کا وقت آجائے تو خود حاجی اپنا سر مونڈ سکتا ہے اسی طرح دو مُحرم بھی ارکان ادا کرنے

کے بعد ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں۔(وقار الفتاویٰ،۲/۴۵۳)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(بینک میں ملنی والی تنخواہ سے حج کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بینک منیجر کی تنخواہ سے حج کیاجاسکتاہے؟

المستفتی:۔نزاکت علی لکھیم پوریوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بینک کی کوئی ایسی ملازمت جائز نہیں ہے جس میں سود کے کاغذات لکھنے وسودی امور کی انجام دہی کرنی پڑے اس لئے کہ سودی کاروبار کی حدیث شریف میں مذمت آئی اورسودی کاروبار کرنے والوں پرلعنت۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سود کھانے والے سود کھلانے والے سودی کاروائی لکھنے والے اورسود کے گواہوں پرلعنت فرمائی ہے اورارشاد فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔(مسلم کتاب المساقاۃ ۱۵۹۱)

اس حدیث میں چونکہ سودی کاغذات لکھنے اوراس کی گواہی دینے والوں پرلعنت فرمائی گئی ہے اس لئے بینک کی کوئی ایسی ملازمت جائز نہیں ہے جس میں سود کے کاغذات لکھنے پڑیں اور جن لوگوں کے سود کے کاغذات لکھنا نہیں ہوتے مثلاً دربان پیون اور ڈرائیور کی ملازمتیں جائز ہیں۔(وقارالفتاوی ج ۳ ص ۳۴۲)

فلہٰذا بینک منیجر سودی دستاویز وغیرہ لکھنے پڑھنے وترغیب دینے جیسے امور سے مستثنیٰ ہے تو منیجر کے عوض میں ملنے والی رقم حلال ہے اوراس رقم سے حج کرنا بلاشبہ جائز ہے اوراگر منیجر سودی دستاویز

وغیرہ لکھنے پڑھنے وترغیب دینے وغیرہ امور میں ملوث ہے تو اس کے عوض ملنے والی رقم حلال نہیں اور اس رقم سے حج کرنا حرام ہے یعنی اگر خالص اسی مال حرام سے حج کرے گا تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر حج قبول نہیں ہوگا جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حرام مال کا اس (حج) میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا حدیث شریف میں ارشاد ہوا جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے تو جب لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے لا لبیک ولا سعدیک وحجك مردود علیك حتیٰ ترد ما فی یدیه اھ یعنی نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت مقبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود اور جب تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ دے اھ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۸۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابو الاحسان قادری رضوی غفر

(حج کب فرض ہوا؟ اور سرکار ﷺ نے کتنے حج وعمرہ کئے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حج کب فرض ہوا؟ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج وعمرہ کئے ہیں السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ حج کب فرض ہوا؟ اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتنے حج وعمرہ ادا کیے؟ **المستفتی**: محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حج ارکان اسلام میں ایک مہتم بالشان رکن ہے اس کی فرضیت کا حکم کب نازل ہوا اس میں مختلف اقوال ہیں (۱) سن ۶/ ہجری (۲) ۷/ ہجری (۳) ۸/ ہجری اور (۴) ۹/ ہجری ۔صاحب سیرت حلبیہ نے فرمایا کہ ۶/ ہجری جمہور کا قول یہی ہے، امام رافعی اور امام نووی نے اس کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سیرت حلبیہ میں ہے کہ " قال الجمهور فرض الحج كان سنة ست من الهجرة ای و صححه الرافعی فی باب السیر و تبعه النووی " اھ (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۸۳ حجۃ الوداع کا بیان)

لیکن درمختار اور اس کی شرح رد المحتار میں ۹/ ہجری کے قول کو ترجیح دی گئی ہے: (فرض) سنة تسع، وإنما أخره عليه الصلاة والسلام لعشر لعذر مع علمه ببقاء حياته ليكمل التبليغ "اھ۔

اور رد المحتار میں ہے کہ " وَ قَدَّمَ الْأَوَّلَ لِمَا فِي حَاشِيَتِهِ لِلشَّلَبِيِّ عَنْ الْهَدْيِ لِابْنِ الْقَيِّمِ أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّ الْحَجَّ فُرِضَ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ تِسْعٍ "

(رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۱ کتاب الحج)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد سے ہجرت تک تین حج ادا فرمائے، فرضیت حج کا حکم نازل ہونے کے بعد آپ نے ایک حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں- یہ وہ عظیم یادگار اور تاریخ ساز حج ہے جس میں صحابہ کرام اقطاع عالم سے سفر کر کے حاضر ہوئے اور سرور عالمیان، معلم کتاب وحکمت، شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بافیض سے مستفیض ہوتے ہوئے مناسک حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ " ولم یحج منذ هاجر الى المدينة غير هذه الحجة,قال واما بعد النبوة قبل الهجرة فحج ثلاث حجات " اھ (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۸۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں کل چار عمرے کیے ہیں، اور یہ تمام کے تمام ذی قعدہ کے مہینے میں کیے، سوائے اس عمرہ کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتمر أربع عمر كلهن فى ذى القعدة إلا التى مع حجته عمرة من الحديبية أو زمن الحديبية فى ذى القعدة وعمرة من العام المقبل فى ذى القعدة وعمرة من جعرانة حيث قسم غنائم حنين فى ذى القعدة وعمرة مع حجته " اھ (الصحیح المسلم ج ا ص ۴۰۹، حدیث نمبر ۱۲۵۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(حج کرنے سے کون کون سے گناہ معاف نہیں ہوتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حج کرنے سے قضا نمازیں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور کیا حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ مشہور ہے کہ حج کرنے سے انسان ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے ابھی ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے یعنی کوئی گناہ نہیں کیا ہے؟

المستفتی:۔عبدالسلام حیدرآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حج ادا کر لینے سے نہ نماز وروزہ معاف ہوتے ہیں اور نہ حقوق العباد کہ وہ نماز ادا ہی نہ کرے یا جس کا حق ہے وہ ادا نہ کرے ہاں حج کے بعد فرائض ادا کرلے اور حق والوں کا حق یا انکے وارثین کو دے دے تو ان سب کی ادائیگی میں جو تاخیر ہوئی ہے اس تقصیر ومعاصی صغیرہ کو دھو دیتا ہے جیسا کہ حج سے گناہوں کی معافی کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے رسالہ مبارکہ " اعجب الامداد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے پاک مال؛ پاک کمائی؛ پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہوں اور نافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ حقوق العباد اس کے ذمہ تھے انہیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق معاف کر دے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے۔اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گذشتہ کی ماسبق زکوٰۃ ادا کر دی؛

چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی؛ جس کا حق مار لیا تھا اس کو یاد آنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا؛ جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کرا لیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا۔

خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لیے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود ان امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کے لیے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گزرے ہوئے گناہوں یعنی وقت پر نماز و روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف ہوتے اور نہ آئندہ کے لئے پروانۂ آزادی ملتا ہے۔

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ان الهجرة والحج لا يكفران المظالم ولا يقطع فيها بمحو الكبائر و انما يكفران الصغائر" بے شک ہجرت اور حج مظالم اور کبیرہ گناہوں کو نہیں مٹاتا بلکہ وہ صغیرہ گناہوں کو ختم کرتے ہیں۔(بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۵۴۵ مطبوعہ دار الاشاعت فیض الرسول)

لہذا وہ گناہ کبیرہ کہ جن کی ادائیگی کے بعد توبہ لازم ہے تو ان کو ادا کرے اور توبہ کرے رہے حقوق العباد تو جن بندوں کے حق کے لیے ہیں ان کو ان تک پہنچائے اور ان سے معافی کا طلب گار بھی ہو اس امید پر نہ بیٹھ رہے کہ حج کر لیا ہمارے سارے گناہ معاف ہو گئے یہ خام خیالی کے سوا کچھ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابو عبد اللہ محمد ساجد چشتی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا نابالغ پر حج فرض ہے؟ اگر کرلیا تو حاجی کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نابالغ بچے پر حج فرض ہے یا نہیں اگر حج کرلیا تو اس کو حاجی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں **المستفتی: ایم اے اشرفی نوری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ پر حج فرض نہیں ہے، کیونکہ وُجوبِ حج کی شرائط میں سے ایک شرط بالغ ہونا بھی ہے۔ چنانچہ امام برھان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: **وانما شرط۔۔البلوغ لقوله عليه السلام: ايما صبی حج عشر حجج ثم بلغ فعليه حجة الاسلام۔** (الهداية، كتاب الحج، حكم الحج وشرائطه، ۱/۳٦٧)

یعنی، فرضیتِ حج کیلئے بالغ ہونا شرط ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے: کوئی بچہ دس بار حج کر چکا ہو، پھر وہ بالغ ہو، تو اُس پر فرض حج لازم ہوگا۔

علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **(البلوغ) وهو شرط الوجوب والوقوع عن الفرض، (فلا يجب على صبی)۔**

(لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب شرائط الحج، ص۵۰)

یعنی، وُجوبِ حج اور فرض حج ادا ہونے کیلئے بالغ ہونا شرط ہے، پس بچے پر حج واجب نہیں ہے۔

اس کے تحت علّامہ حسین بن محمد سعید مکی حنفی متوفی ۱۳٦٦ھ حاشیہ حباب کے حوالے سے لکھتے

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

ہیں: (فلا یجب علی صبی): لان العبادات موضوعۃ عنه لعدم التکلیف، قال علیه الصلوۃ والسلام: رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتی یستیقظ، وعن المبتلی حتی یبرا، وعن الصبیّ حتی یکبر، رواہ احمد وابو داود والنسائی وابن ماجه والحاکم عن عائشة اھ حباب۔ (ارشاد الساری، باب شرائط الحج، ص۵۰)

یعنی، بچے پر حج واجب نہیں ہے، کیونکہ اُس سے مکلّف نہ ہونے کی وجہ سے عبادات اٹھالی گئی ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (۱) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے (۲) پاگل پن میں مبتلا آدمی سے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہوجائے (۳) بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے، اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، امام ابو داود، امام نسائی، امام ابن ماجہ، اور امام حاکم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اور نابالغ حج کرلے تو اُس کا حج ہوجاتا ہے لیکن نفل ادا ہوتا ہے، نہ کہ فرض۔ چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملّا علی قاری لکھتے ہیں: (فلو حج فهو نفل) ای فحجّه نفل لا فرض، لکونه غیر مکلّف۔ (لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط، باب شرائط الحج، ص۵۰)

یعنی، نابالغ نے حج کیا تو اُس کا حج نفل ادا ہوا، نہ کہ فرض، اُس کے غیر مکلّف ہونے کی وجہ سے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھ وال (یعنی سمجھدار) ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ ناسمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حج فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ (بہارِ شریعت، حج کا بیان، حصہ ششم، ۱/۱۰۳۷)

لہٰذا دلائل کی رُو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نابالغ پر حج فرض نہیں ہے، پھر بھی

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

اگر وہ حج کرے گا، تو اُس کا حج ہو جائے گا لیکن نفل ادا ہو گا، پس اس اعتبار سے اُسے حاجی کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ حاجی کا معنی ہے: حج کرنے والا، اور وہ بچے نے کیا ہے، پس حاصل یہ کہ نابالغ حج کرلے تو اُسے حاجی کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(حالت احرام میں پانی کے جانور کا شکار کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت احرام میں آبی جانور کا شکار کرنا عند الشرع کیسا ہے؟

المستفتی:۔سفیان رضا مجیبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احرام کی حالت میں آبی جانور (پانی کے جانور) کا شکار کر سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ سندھی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ثم البحری حلال اصطیادہ للحلال والمحرم۔سواء کان ماکولا او غیرہ، کالسمک والضفدع والسرطان۔

(الباب المناسك مع شرحه للقاری، ص۵۱۰)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔(بہار شریعت،۱/۱۱۷۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(کیا راستے میں پرامن ہونا حج کے شرائط میں سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ راستے کا پرامن ہونا یہ وجوب حج کی شرط ہے یا پھر وجوب ادا کی شرط ہے؟ **المستفتی**: سفیان رضا مجتبیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

راستے کا پرامن ہونا وجوب ادا کی شرائط میں سے ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں: من شرائط الاداء علی الاصح (امن الطریق للنفس والمال)

(اللباب وشرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، ص۶۲)

اور وجوب ادا کی شرائط کے بیان میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: راستہ میں امن ہونا یعنی اگر غالب گمان سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضروری نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بدامنی قابل لحاظ نہیں۔ اگر بدامنی کے زمانے میں انتقال ہو گیا اور وجوب کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو حج بدل کی وصیت ضروری ہے اور امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہوا تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔(بہار شریعت،۱۰۴۳/۱۔۱۰۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(فرائض حج کتنے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حج میں کتنی اور کون کون سی چیزیں فرض ہیں؟

المستفتی:۔عبداللہ کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حج میں چھ چیزیں فرض ہیں اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔(۱)احرام۔(۲)وقوف عرفہ۔(۳)طواف زیارت کے چار چکر لگانا۔(۴)طواف کی نیت ہونا اگرچہ مطلق طواف کی نیت ہو۔(۵)فرائض کے درمیان ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف اور پھر طواف کرنا۔(۶)ہرفرض کا اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوف عرفہ اس کے وقت میں ہونا، اور اس کے بعد طواف کرنا۔(۷)مکان یعنی"وقوف"عرفات کی سرزمین پر ہونا اور طواف مسجد حرام شریف میں کرنا۔چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:(فرائضه:الاحرام والوقوف بعرفة واكثر طواف الزيارة ونيته) اى نية الطواف ولو على وجه الاطلاق (والترتيب بين الفرائض) اى ومن الفرائض ترتيبها بأن يقع الاحرام اولا ثم الوقوف ثم الطواف (واداء كل فرض) اى ركن (فى وقته) اى من الوقوف بعد الزوال يوم عرفة الى فجر يوم النحر، ومن الطواف بعده الى آخر العمر (ومكانه) اى من ارض عرفات للوقوف ونفس المسجد للطواف۔ملخصا

(الباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط،ص۹۲۔۹۳)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج میں یہ چیزیں فرض ہیں: (۱) احرام، کہ یہ شرط ہے۔ (۲) وقوفِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔ (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ، یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف وطواف رُکن ہیں۔ (۴) نیت۔ (۵) ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف۔ (٦) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، یعنی وقوف اُس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ (۷) مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں ہونا سوا بطن عرنہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (بہار شریعت، ۱۰۴۷/۱-۱۰۴۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

(تفصیلی فہرست)

(زکوۃ کا بیان)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

❁❁❁❁❁

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

❁❁❁❁❁

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

(حج و عمرہ کا بیان)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(تفصیلی فہرست)

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(مرتب کی دیگر کتابیں)

1	فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول		Download
2	فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم		Download
3	فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم		Download
4	فتاوی مسائل شرعیہ جلد چہارم		Download
5	بستر علالت سے قبر تک		Download
6	گستاخ رسول پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟	اردو	Download
7	گستاخ رسول پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟	ہندی	Download
8	کچھوچھہ کا سفر اور اسکے آداب	اردو	Download
9	کچھوچھہ کا سفر اور اسکے آداب	ہندی	Download
10	اپریل فول منانا کیسا ہے؟	اردو	Download
11	اپریل فول منانا کیسا ہے؟	ہندی	Download
12	حیات النبی ﷺ پر روشن دلیل	اردو	Download
13	حیات النبی ﷺ پر روشن دلیل	ہندی	Download
14	سوانح غوث العالم		Download
15	پیری مریدی کا بیان		Download
16	واحدی پہاڑہ		Download
17	اشرفی پہاڑہ		Download
18	واحدی قاعدہ		Download
19	تسہیل الادب دوم تا پنجم		Download

کمپیوزنگ کے لئے رابطہ کریں 9984820639

(اپیل)

قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ گزشتہ صفحہ پر فقیر قادری واحدی کی چند کتابوں کی فہرست ہے اس کے علاوہ بھی چند کتابیں ہیں جو ابھی منظر عام پر نہیں آئی ہیں مثلا فتاوی مسائل شرعیہ جلد پنجم ششم، خطبات واحدی ،مخزن شریعت، مجربات واحدی، وغیرہم ۔انہیں منظر عام پر لانا ہے ۔بستر علالت سے قبر تک دستی چھپ چکی ہے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ بعد عید ان شاء اللہ فتاوی مسائل شرعیہ دستی کتاب منظر عام پر لانے کاارادہ ہے۔جس کے لئے مزید رقم کی ضرورت ہے لہذا آپ حضرات اپنے زکوۃ وفطرہ، صدقات وخیرات کی رقم سے تعاون کرکے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

رقم لگانے کے بعد دیئے گئے نمبر پر اسکرین شارٹ ضرور بھیجیں ہم آپ کے مشکور ہونگے۔

الملتمس

فقیر تاج محمد قادری واحدی

Googlepay.Phonepay.No9984820639

A/cNo.701602010004157

Name:Tajmohammad

Ifccode.UBIN0570168

BankName.Union

Branch.Utraula

WhatshopNo.9984820639